UNIVERSAL LIBRARY

OU_226246

UNIVERSAL LIBRARY

رسالۂ مفیدہ

حوادث الفتاوی

از

حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدفیوضہ

حوادث الفتاوی رسالہ ضیاء الاسلام مین باقساط شایع کرنیکے بعد معہ ٹائیٹل کتابی صورت مین بغرض فائدہ برادران دین شایع کیا جاتا ہے

خاکسار

ابوالافضال محمد فضل حسین مالک و اڈیٹر ضیاء الاسلام مرادآبادی

اپنے

مطبع افضل المطابع مرادآباد مین چھپا کر شایع کیا

قیمت فی جلد ۲ر

التماس شایع کنندہ

مسلمانان ہند واقف ہین کہ اونکو اصلاح اخلاق و درستی اعمال کے مسایل حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تہانوی مدظلہ العالی کے کسقدر رہین منت ہین - مولانا نے اون تو عموماً مگر عقاید - اخلاق اور اعمال کی اصلاح مین خصوصیت سے جو توجہ فرمائی ہو اوسکے سپاس گذار نہ صرف ہم بلکہ ہماری آنے والی نسلین رہینگی - میری دلی خواہش ہمیشہ یہ رہی ہو کہ مولینا کی تصانیف متعلقہ اخلاق و اعمال کی اشاعت بکثرت ہوا اور مین اس شعبہ مین جسقدر خدمت کر سکون اوسکو اپنے واسطے باعث سعادت و فلاح تصور کرتا ہون - مگر مالی موانعات اس شعبہ مین مجھے میرے حسب خواہ خدمات انجام نہین دینے دیتے - اس لئے مین مولینا کی اکثر تصانیف کو ضیاء الاسلام کے ہمراہ طبع کرنے مین کوشان رہا ہون - جس کے ذریعہ سے اشاعت مین سہولت ہوتی ہے - اوسیکے ساتھہ مولینا کی ہر تصنیف کچھہ زاید طبع کرا لینا بھی ضروری سمجھتا ہون - تاکہ بعد مین جو شایقین طلب فرمائین اون سے انکار نہ کرنا پڑے اسی ضمن مین رسالہ **حوادث الفتاوی** بھی ضیاء الاسلام مین شایع کیا گیا اور اسیوقت کچھہ کاغذ زاید طبع کرا لئے گئے تھے جنکو اب ماہ اپریل سنہ ۱۹۱۵ء مین یکجا کرکے اور ٹائیٹل طبع کراکر پیش کش شایقین کرتا ہون مجھے اعتراف ہو کہ اسکی چھپائی مین شایقین بہت کچھہ کمیان پائینگے - لیکن اگر شایقین کی فرمایشات نے مجھے اسکے دوبارہ طبع کرنیکا موقع دیا تو انشاء اللہ تعالی یہ تمام کمیان پوری کرکے عمدہ کاغذ اچھی لکھائی و چھپائی اور تصحیح کتابت کیساتھہ پیش کش ناظرین کرونگا -

العارض

خاکسار محمد فضل حسین اڈیٹر ضیاء الاسلام والمشیر مراد آباد -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حوادث الفتاوٰی

الحمد للہ الذی اذن لنا فی کسب الحلال بقولہ ھو الذی جعل لکم الارض ذلولا فامشوا فی مناکبہا وکلوا من رزقہ وردعنا عن الحرام بقولہ کلوا من الطیبات واعملوا صالحا والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد الذی رغبنا فی طلب الحلال بقولہ[1] طلب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ ونفرنا عن الحرام بقولہ[2] ان اللہ طیب لا یقبل الا طیبا الحدیث وعلیٰ آلہ الابرار المتقین واصحابہ الاخیار المنور عین

بعد اس کے ضروری عرض یہ ہے کہ مدت سے میرا یہ خیال تھا کہ ہندوستان مین جتنی صورتین آمدنی اور کسب معاش کی ہین خواہ ادنیٰ سے لیکر اعلیٰ تک وہ کسی قبیل سے ہون اُنکے احکام جواز وعدم جواز کے قلمبند کیے جاوین اور اُس مین چند مصلحتین معلوم ہوئین اول سب سے بڑھکر یہ کہ احکام کے نہ جاننے سے اکثر حرام معاملات کو بہت لوگ حلال سمجھ رہے ہین اور ممکن ہے کہ بعض معاملات مین اس کا عکس بھی ہو تو یہ عقیدہ کا فساد ہوا کہین قطعی کا کہین ظنی ثابت بالدلیل المعتبر کا تو احکام کے جاننے سے عقیدہ کی تصحیح ہو جاوے گی جو اہم المقاصد ہے دوسرے بہت سے نیکدل لوگ حرام سے بچنا چاہتے ہین مگر بوجہ بیخبری کے مبتلا ہو جاتے ہین ایسے لوگون کو اگر احکام معلوم ہو جاوینگے تو وہ حرام سے بچ سکین گے۔ تیسرے اس وقت بعضے حرام سے بچنے کا اسلیے قصد

[1] رواہ البیہقی فی شعب الایمان ۱۲ منہ [2] رواہ مسلم ۱۲ منہ

نہین کرتے کہ وہ سمجھتے ہین کہ حلال معاملات مفقود ہی ہین جب اُن کو ان ابواب کا علم ہوگا اور اُن مین گنجایش دیکھین گے تو ممکن ہو کہ حرام سے بچنے کی کوشش کرین تو یہ عملی فائدہ ہوا۔ چوتھے جب بہت سے معاملات کا جواز معلوم ہوگا تو بہت لوگون کا یہ گمان بھی غلط ہو جاوے گا کہ علماء کے پاس بجز لایجوز کے فتوے کے اور کوئی مضمون نہین اور اسی وجہ سے یہ لوگ علماء سے کسی معاملے کے متعلق سوال نہین کرتے بلا دلیل سوچ لیتے ہین کہ جو فتوے ملے گا وہ پہلے سے معلوم ہی یعنی لایجوز پھر پوچھنے سے کیا فائدہ۔

اور اس خیال کی بناء پر بعضے خود شریعت غرا پر گمان کر لیتے ہین کہ بہت تنگ قانون ہی۔ حالانکہ یہ شبہہ محض لغو ہی کیونکہ اگر اس کا یہ مطلب ہی کہ شریعت یا علمائے شریعت نے اصل قانون ہی مین اسباب معیشت مین تنگی رکھی ہی تب تو یہ بداہتہً بلکہ حس کے خلاف ہی فقہ کا کوئی متن یا شرح یا فتاوی اُٹھا کر اسکی کتاب المعاملات کو ایک طرف سے دیکھنا شروع کیجیے معلوم ہو جاویگا کہ جائز طرق بتلانے مین کسقدر توسع کیا گیا ہی۔ بیع مرابحہ۔ تولیہ۔ مضاربت۔ سلم۔ اجارہ مزارعۃ وغیرہا اصول کے بیشمار فصول کیا کچھ کم ابواب ہین۔

اور اگر یہ مطلب ہی کہ موجودہ مروجہ معاملات مین سے جب کسی کی نسبت استفتاء کیا گیا تو لایجوز ہی جواب ملا تو اسکے متعلق یہ امر قابل غور ہی کہ منشاء اس ضیق کا آیا شریعت ہی یا خود معاملات مروجہ سو اوپر ابھی شریعت کا توسع تو معلوم ہو چکا ہی اسلیے احتمال اول تو یقیناً باطل و منفی ہی پس احتمال ثانی ہی متعین ہو گیا تفصیل اور حقیقت اسکی ایک مثال سے سمجھ مین آسکتی ہی ایک مریض نے کسی طبیب سے رجوع کیا اُس نے تشخیص مرض کے بعد اُسکو ادویہ و اغذیہ نافعہ و مضرہ سے آگاہ کر کے نافعات کا استعمال اور مضرات سے تحرز تجویز کیا مگر اتفاق سے وہ مریض ایک ایسے کوردہ مین رہتا ہی جہان کوئی دوائی نافع اور کوئی غذائے مناسب میسر نہین ہوتی اور جو کچھ وہان ملتا ہی وہ سب مضرات ہین اب جس

چیز کو طبیب بتلاتا ہو وہ تو وہان میسر نہین اور جس چیز کو مریض اچھا ہو ادھر سے لا یجوز کا جواب ملتا ہو سو اس صورت مین مریض کا یہ کہنا کہ فن طب یا تجویز طبیب مین تنگی ہو کیا کسی درجہ مین صحیح کہا جا سکتا ہو۔ ہرگز نہین ہرگز نہین بلکہ منشا اس تنگی کا اُسکی بستی کا عرف و عادت غیر معتدلہ ہو کہ نافع اشیاء کی تجارت کو متروک کر کے مضرات کی تجارت اختیار رکھی ہے۔

فن اور تجویز مین ہرگز ضیق نہین پس اسی طرح معاملات مروّجہ مین سمجھیے کہ لوگون نے خود بے احتیاطی کر کے کثرت سے اُن معاملات کو رواج دیا جو ممنوع و ناجائز ہین تو جب اُن کو شریعت پر پیش کیا جاویگا لامحالہ لا یجوز جواب ملے گا سو منشاء اس ضیق کا انہی لوگون کا رسم و رواج ہوا نہ کہ شریعت اور فتوے سو اگر بالفرض علماء کے جواب مین کہین بھی یجوز نہ ہوتا تب بھی علم یا علماء پر کوئی شبہہ وارد نہین ہو سکتا تھا لیکن چونکہ اتفاق سے بعض صورتین مروّج معاملات مین جائز بھی ہین اسلیے ہر سوال کے جواب مین لا یجوز آنا ایک غلط واقعہ بھی ہے پس ان احکام کے جمع کرنے مین یہ مصلحت بھی حاصل ہو جاوے گی کہ اس گمان کو بھی غلط سمجھین گے اور علماء سے رجوع بھی کرین گے اس مین ایک عقیدہ کی اصلاح ہوئی اور ایک عمل کی پانچوین مصلحت خاص اس زمانہ کے رنگ کے اعتبار سے جو تعلیم جدید کے اثر سے غالب ہو گیا ہو یہ ہو کہ بعضے اس مذاق کے لوگ یہ سمجھ گئے ہین اور کہہ بھی اُٹھتے ہین کہ پُرانا فقہ اس زمانہ کے واقعات جدیدہ کے حکم بتلانے کے لیے کافی نہین ایک نیا فقہ علماء کو اجتہاد کر کے بنانا چاہیے اور یہ ایسی ہی رائے فاسد ہو جس طرح علم کلام جدید بنانیکی ضرورت کے متعلق بھی ایسی ہی رائے دیجاتی ہو جسکی تحقیق الانتباہات[1] المفیدہ کے خطبہ مین کی جا چکی ہو سو جب ان معاملات جدیدہ کے احکام کا اُنہی قواعد فقہ منقول کی طرف مستند ہونا دکھلا دیا جاوے گا تو وہ خیال عدم کفایت فقہ منقول

[1] یہ رسالہ کانپور مین مولوی انعام اللہ صاحب کے اہتمام سے زیر طبع ہے ۱۲ منہ

وضرورت اجتہاد کا مندفع ہوجاوے گا۔ غرض ان مصالح پر نظر کرکے ان احکام
کے جمع کرنے کا قصد مرکوز خاطر رہا مگر چونکہ اسکے لیے اول اُن واقعات کا منضبط
ہونا ضروری تھا جنکے متعلق یہ احکام ہونگے اور ظاہر ہی کہ ان واقعات کے علم
اور تعیین مین احکام کے لکھنے والے کو اہل تجربہ و اہل خبرت کی طرف ضرور
احتیاج ہوگی اسلیے مین نے ایسے صاحبون سے درخواست کی کہ معاملات کی
صورتین قلمبند کرکے مجھکو دیدین مگر بجز معدودے چند حضرات کے جنکا مین خصوصیت
کے ساتھ شکر گذار ہون کسی نے باوجود وعدہ کے اس طرف توجہ نہین فرمائی
ایک مدت اسی انتظار مین گذر گئی پھر یہ خیال آیا کہ نقد را بنسیہ گذاشتن کار
خردمندان نیست + جتنا کچھ معلوم ہوچکا ہی اُسکے متعلق لکھدیا جاوے پھر وقتاً
فوقتاً اور جو معلوم ہوتا رہیگا اُس کو اس مجموعہ کا دوسرا تیسرا حصہ کردیا جاویگا
یا کم از کم جو سوالات نئی صورتون کے متعلق آتے رہین گے اُنکے جواب کو اس
مجموعہ کا جزو بنانے کا سلسلہ جاری رہیگا اسلیے بنام خدا معاملات معلومہ الی الآن
کے احکام اس ترتیب سے کہ اول صورت واقعہ کی پھر اُسپر حکم شرعی بعنوان
جواب لکھنا شروع کرتا ہون[1] واللہ الموفق۔

اس مجموعہ مین یہ بھی رعایت کی گئی ہی کہ اگر کسی ایسی صورت کا (جس مین عام
لوگ مبتلا ہون اور جس سے تحرز کسیقدر دشوار ہو) جواز روایت ضعیفہ یا
دوسرے مجتہد کے قول سے بھی ثابت معلوم ہوا تو اُسی کو اختیار کرلیا جاویگا
اور احتیاط کے لیے وہان اسکی تصریح بھی کردی جاوے گی تاکہ غلط نہ ہونے پاوے
اور ابتلاء عام کا ضرورت شدیدہ مین داخل ہونا جس مین دوسرے امام کے
مذاہب پر عمل کرنے کی اجازت کلام فقہاء مین مصرح ہی ظاہر ہی اور احقر نے
اپنے بعض حضرات[2] اکابر سے بالخصوص اس بارہ مین اسکی اجازت بھی لیلی تھی

[1] ایسے معاملات کے متعلق امداد الفتاوی مین بھی بعضے ایسے سوال وجواب مذکور ہین اُنکو بھی یہان مکرر نقل کردیا جاویگا تاکہ یکجا جمع ہوسکین ۱۲ [2] المراد بہ مولانا الگنگوہی رحمۃ اللہ تعالی ۱۲ منہ

اور ظاہر ہی کہ اپنے مجتہد کے اصول پر منطبق ہونے والی ضعیف روایت بھی دوسرے
مجتہد کے قول کی نسبت اقرب الی المذہب احق بجواز العمل علیہ ہو سکتی ہی اور مقصود
اس رعایت سے توسع ہی احکام معاملات مین جس مین میرے نزدیک علاوہ سہولت
کے ایک شرعی مصلحت بھی ہی وہ یہ کہ بجائے توسع کے اگر تنگی کی جاوے تو اکثر
اوقات اُسپر عمل دشوار ہوتا ہی اور عمل نہ ہو سکنے کے وقت نفس کہتا ہی کہ جب
حرام مین مبتلا ہوئے تو حرام حرام سب برابر پس اس سے مطلق العنان ہو جاتا ہی
اور توسع مین جب گنجایش پاتا ہی گو اختلافی ہی ہو اور گو ضعیف ہی ہو تو ہمت
بڑھتی ہی اور اس محذور سے محفوظ رہتا ہی اور ظاہر ہی کہ اختلافی اور مشتبہ کو اختیار
کرنا حرام بیّن اور خالص مین واقع ہونے سے ہزار درجہ اہون و اسہل ہی البتہ اجماع
کے خلاف فتوی یا عمل کی جرأت کرنا بلا کلام خلاف دین ہی۔ اور دیانات محضہ
مین ایسے توسع کا استعمال کرنا تدین سے اسلیے بعید ہی کہ اُس کا تعلق صرف اپنی
ذات سے ہی وہان عزیمت اور قول قوی پر عمل کرنے مین صرف نفس ہی کی مخالفت
ہے جو کہ تدین کا سر اعظم ہی بخلاف معاملات کے کہ بوجہ اُسکے دوسرون کے ساتھ
متعلق ہونے کے بعض اوقات اُس کا باب مسدود ہونے سے معاش مین حرج
ہوتا ہی۔ پس ایک کا قیاس دوسرے پر مع الفارق ہی۔ اور اصل مقصود جمع
کرنے سے معاملات کے احکام ہین لیکن تبعًا و استطرادًا بعضے احکام مطلق اشیاء
جدیدہ کے بھی گو وہ غیر معاملات ہون لکھدیے گئے ہین بنا بر مصلحت پنجم۔
اب تمہید کے بعد مقاصد کے بیان کا وقت ہی۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔

نقل تحریر قاضی جنید احمد صاحب [1]

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جسقدر انگریزی گورنمنٹ کی ملازمتوں کی خدمات اس ناچیز کو معلوم ہوئیں عرض کرتا ہے۔

محکمہ چونگی

اس محکمہ میں افسر سکرٹری وماتحت افسران سپرنٹنڈنٹ وغیرہ اور محرر اسباب پر چونگی ہیں کام اس محکمہ کا یہ ہے کہ جو مال باہر سے تجارت پیشہ لوگ یا اور لوگ لاتے ہیں ان پر وہ محصول جو گورنمنٹ کی طرف سے لگایا گیا ہے لگاکر وصول کیا جاتا ہے محرر تخمینہ کرکے محصول لگاکر وصول کرتے ہیں سپرنٹنڈنٹ یا اُنکے سکرٹری بعض وقت جانچتا ہے اور احکامات جاری کرتا ہے چپراسیان تجار وغیرہ کو محصول کے لیے روکتے ہیں وہ اسباب تولتے ہیں جنپر محصول لگایا جائیگا محصول کا زر صدر کو لیجاتے ہیں غرض اس محکمہ کے سب لوگ محصول کے متعلق کوئی نہ کوئی کام کرتے ہیں۔ آیا اس محکمہ میں کسی قسم کی ملازمت کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

جو قواعد شریعت نے اموال پر محصول لینے کے مقرر فرمائے ہیں جنکو ہم نے باب العاشر میں ضبط کیا ہے چونکہ محکمہ مذکور کے قواعد غیر منطبق ہیں اسلیے بوجہ خلاف ما انزل اللہ ہونے کے غیر مشروع ہوئے اور حسب ارشاد حق

---

[1] یہ تحریر بہت سے اجزاء پر مشتمل ہے ہر ایک جزو کو نقل کرکے ہر جزو کے ساتھ اسکا حکم لکھا جاویگا جیسا تمہید میں معلوم ہوا اسیطرح جس تحریر میں متعدد اجزاء ہونگے وہاں بھی ایسا کیا جاویگا اور ایسی تحریرات کثیر الاجزاء کے ختم پر غلط سے بچنے کے لیے یہ بھی لکھدیا جاویگا کہ فلاں صاحب کی تحریر ختم ہوئی۔ ۱۲ منہ

ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان - اسکی اعانت بھی معصیت ہوئی لہذا محکمہ پولیس کی ملازمت ناجائز ہی مگر جو تنخواہ ملتی ہی وہ بوجہ اسکے کہ حاکم غیر مومن کا استیلاء اموال پر موجب تملک ہوجاتا ہی اور حاکم غیر مومن جو مال برضائے خود کسی مومن کو دیں خواہ کسی عنوان سے ہو وہ مباح ہی اسلیے وہ تنخواہ حلال ہی - غرض خدمت غیر مشروع اور مال وجہ مشروع پس عامل کو صرف عمل کا گناہ ہوگا اور غیر عامل جو اُس تنخواہ سے منتفع ہو مثلاً اسکے اہل وعیال یا اضیاف واحباب اُن کو کوئی گناہ نہین -

سوال

برہما کے علاقہ کی دیہات مین ہر تین چار یا آٹھ گاؤن کے اوپر ایک شخص سرکار گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہوتا ہی جس کو ترّوا اشوگری کہتے ہین ترّوا محلہ اشو شخص گری بمعنی بڑا یعنی گاؤن کا بڑا آدمی - ایسے لوگون کو مقدور اقتدار حکومت دیگئی ہی کہ چھوٹے چھوٹے فوجداری اور دیوانی کے مقدمات کا فیصلہ کرین فقط پانچ روپیہ تک جرمانہ کرین اور ایک شبانہ روز تک قید کرین - اور بعض سیاست بھی کرین فریادی سے فقط ایک روپیہ فیس کا ترّوا اشوگری اپنے نفس کے لیے وصول کرے - خواہ آیندہ وہ مقدمہ مین کامیاب ہو یا ہار جاوے - مگر درصورت کامیابی یعنی جب فریادی جیتتا ہی تو وہ علاوہ جرمانہ یا تعزیرات کے ایک روپیہ فیس کا مدعا علیہ سے وصول کرکے فریادی کو دلاتے ہین - بجز یہ ایک روپیہ فیس کے اور کوئی تنخواہ گورنمنٹ کی طرف سے نہین ہی - اس روپیہ کا نام ترّوا اشو روپیہ ہے یعنی پان خرچ کا روپیہ - یعنی پان کھاکر یہ کام کوئی انجام کرے - اور یہ ایک روپیہ جب جب مقدمہ دائر ہوگا ترّوا اشوگریون کو ملتا رہیگا خواہ بعد مین صلح ہی کرلین - اسکے متعلق سرکار سے چند رجسٹر بھی (دفتر) دیے جاتے ہین - جرمانہ سرکار کو ملتا ہی - ایک روپیہ فی مقدمہ ترّوا اشوگری کو ملتا ہی گویا یہ روپیہ اسکی تنخواہ ہی چنانچہ کچہریون مین کورٹ فیس اسٹامپ لگاکر درخواست کرنا ہوتا ہی

وہ سرکار مین جمع ہوتا ہی۔ تنخواہ حکام کی علیحدہ دیتے ہین اور یہان فقط دفتر مین مرقوم ہوتا ہی اور نقد وصول کرکے رُوَاسوگری سب لے لیتے ہین۔

سوال یہ ہی کہ نمبر(۱) یہ کہ ایک روپیہ فیس کا فریادی سے وصول کرنا بطور تنخواہ رُوَاسوگری کے لیے حلال ہوگا یا نہین

نمبر(۲) اور یہ جرمانہ اور قید کرنا درست ہی یا نہین اسکے لیے عنداللہ ماخوذ ہوگا یا نہین۔ نمبر(۳) اگر کوئی فیس نہ لے اور حکومت جاری رکھے مواخذہ سے بچ سکتا ہے یا نہین۔ نمبر(۴) اگر فیس لیلے اور آپس مین صلح کرادے جواز کی گنجایش ہے یا نہین۔ نمبر(۵) یہ عہدہ کیسا ہے۔

(۲) اسی طرح اگر طرفین کے جھگڑے چکانے کے واسطے مثلاً ایک روپیہ محنتانہ ظاہر باہر دیکر کسی کو ثالث مقرر کرین۔ حَکَم بنا دین (بلا اجازت سرکاری) اور وہ حسب شرع حکم کرے وہ ایک روپیہ محنتانہ مثلاً لے سکتا ہی یا نہین۔

اب بیت المال کہین ہی۔ مفت کام کرنے والے کم ہین اسکے ترک مین مفسد کی زیادتی بیشک ہوگی۔ السائل منشی احمد ضلع اکیاب پوسٹ راسید نگ موضع چانگانہ۔

الجواب

یہ نوکری اور فیس جس حد تک کہ سوال مین لکھی ہی ایک تاویل سے جائز ہی بشرطیکہ اسکو کسی اور مفسدہ کا ذریعہ نہ بنالیا جاوے۔ باقی تقوی یہ ہی کہ اس سے بچے واللہ اعلم بالصواب۔

سوال (۳)

(۱) کیا ارشاد فرماتے ہین علمائے دین و حامیان شرع متین اس باب مین کہ زید نے عمرو کے ہاتھ ہزار روپیہ کے نوٹ گیارہ سو روپیہ کے بدلے فروخت کیے اور عمرو مشتری نے زید بائع سے کہدیا کہ ان نوٹون کا زرثمن یعنی گیارہ سو روپیہ چھ ماہ کے بعد ادا کرونگا۔ تو ارشاد فرمائیے کہ یہ بیع جائز ہی یا نہین

اور زید کے لیے ننو روپیہ زائد سود ہونگے یا نہین اور یہ بیع باطل ہی یا فاسد یا جائز۔ ایک صاحب فرماتے ہین کہ چونکہ جنس بدل گئی اسلیے یہ معاملہ جائز ہے اور زید کو عمرو سے گیارہ سو روپیہ چھ ماہ کے بعد لینا جائز ہی عنایت فرماکر مفصل بحوالہ کتب جواب باصواب تحریر فرمائیے۔ فقط بینوا وتوجروا

(۲) اگر ننو روپیہ کے نوٹ کوئی شخص یداً بید کسی کے ہاتھ ننو سے کم یا زیادہ کو بدلے یا فروخت کرے تو کیسا ہی۔ بینوا توجروا۔

الجواب

معاملۂ نوٹ حوالہ ہی بیع نہین۔ اسلیے یہ دونون صورتین حرام اور سود ہین کمی بیشی جائز نہین اور یہ بہت ہی ظاہر ہے۔

سوال ۴

(۱) دستور دیہی بھوسہ۔ لکڑی۔ کنڈے۔ بھٹان مکی کے گدی گندم کی کیاری بہاگ کیاری گاجر۔ تمباکو۔ خرپوزہ۔ وغیرہ وغیرہ بھیٹ بیگار علاوہ لگان اراضی کے اس نواح مین رعایا سے لیتے ہین۔

الجواب

اگر یہ سب پٹے سے لکھا جاوے یا زبانی معاہدہ ہو جاوے تو جائز ہی بیگار مین بھی مقدار مقرر ہونا شرط ہے۔

(۲) جب کسی رعایا کے بیٹی یا بیٹے کی شادی ہوتی ہی تو مبلغ عہ نقد اور کچھ آٹا یا کھانا جو اُسکے یہان ہوتا ہی لیتے ہین۔

الجواب

یہ چونکہ گاہے ہوتا ہی اور گاہے نہین ہوتا ہی اسلیے درست نہین البتہ اگر یہ معاہدہ ہوجاوے کہ ہر سال عہ اور اتنا آٹا بھی لین گے اور پھر یون کرے کہ اگر شادی ہو

لیلے ورنہ معاف کردے - یہ درست ہی -
(۳) اور جب کوئی رانڈ عورت اپنا دوسرا نکاح جس کو اُنکی اصطلاح مین کراو کہتے ہین-کرتی ہی تو مبلغ عہ/ نقد زمیندار لیتے ہین اسی کو دستور دہی کہتے ہین -

الجواب

اس مین بھی مثل بالا تفصیل ہے -
(۴) اس نواح مین اور نیز اس موضع مین نیاز مندر ہتا ہی ایک آراضی ہی جس مین پولہ جس جس سے چھپر وغیرہ بندھتے ہین پیدا ہوتا ہی اُسکی حفاظت منجانب زمیندار کی جاتی ہی جب تیار ہوتا ہی فروخت کردیا جاتا ہے -
الجواب - جائز ہے -
جزو نمبر (۴) یا قبل تیاری مویشی چرانے کی اجازت دی جاتی ہی تو فی مویشی عہ/ یا ۸ر لیتے ہین - اُس مین تخم ریزی یا آبپاشی وغیرہ کا اہتمام نہین ہوتا ہی خود رو ہی
الجواب - جائز نہین -
سوال (۵) اس مسئلہ مین علمائے دین کیا فرماتے ہین کہ زید مثلاً عمرو سے ایک آراضی خریدنا چاہتا ہی اور عمرو بائع آراضی کو ان شرائط پر بیع کرنا چاہتا ہی کہ فی بیگہ قیمت مبلغ ایک سو روپیہ لونگا اور ہر سال کے بعد ہمیشہ کے واسطے بمقابل فی بیگہ آراضی کے مبلغ عہ/ حق مالکانہ لیتا رہونگا تا حال حیات زید مشتری کے سوا رقبہ آراضی سے کوئی تعلق نہ ہوگا لیکن زید مشتری کو آراضی کے بیع کرنے کا اختیار نہ ہوگا البتہ عقد رہن کا اختیار ہوگا بعد مرنے زید مشتری کے - اگر اولاد ذکور ہوگی تو وہ آراضی پر قابض مثل زید کے سمجھی جاوے گی اور اگر اولاد اناث ہوگی تو وقت عقد نکاح تک اراضی انکے پاس بدستور رہیگی بعد نکاح ہوجانے کے مین قابض ہونگا اور اگر اولاد نہ ہوگی تو زید مشتری کی زوجہ تا حیات قابض رہے گی اگر نہ اولاد ہو نہ زوجہ تو بھی مین اراضی کا مالک سمجھا جاؤنگا - عمرو بائع اس عقد کو بیع موروثی نام رکھتا ہی اور کہتا ہی کہ ہماری گورنمنٹ کا یہ قانون ہی مین اسکے

خلاف نہ کرونگا۔ فی الحال بیع کے وقت اگرچہ عمرو بائع یہ شروط مفصل ذکر نہیں کرتا صرف اس عبارت کے ساتھ بیع کرتا ہی کہ مین فلان اراضی اتنی قیمت سے بیع موروثی کرتا ہون اور علاوہ قیمت اراضی کے اتنا مال تمام حق مالکانہ لیتا رہونگا جسکی تفصیل بالا مذکور ہی۔ گر سرکاری قانون مین شروط مذکورہ لفظ بیع موروثی مین ملحوظ ہوتے ہین اسواسطے بیع کے وقت انکی تفصیل کی ضرورت نہین ہوتی شروط مذکورہ کے ساتھ بیع شرعاً جائز ہی یا نہین۔ اور اگر شروط مذکورہ صلب عقد مین نہ ہون قبل عقد یا بعد عقد ہون تو عقد جائز ہوگا یا نہین۔ اگر جائز ہوگا تو باوجود تسلیم کرلینے زید مشتری کے شروط مذکورہ کو عمرو بائع شروط مذکورہ کا مستحق ہوگا شرعاً یا نہین اور زید مشتری پر ایفا واجب ہوگا یا نہین۔ جواب مفصل سے مسرور فرماوین۔ چونکہ زید مشتری کے علاقہ مین بغیر ان شروط کے جوکہ اوپر مذکور ہین اراضی کی بیع نہین ہوتی اور زید کو اراضی کی ضرورت ہی تو اس صورت مین بوجہ ضرورت بیع جائز ہوگی یا نہین۔

الجواب

۱ جائز نہین ۲ المعروف کالمشروط کے قاعدہ سے قبل اور بعد بھی مثل صلب عقد کے ہوگا۔ اور ناجائز ہوگا۔ ۳ ہوس کی ضرورت شرعاً معتبر نہین۔ کیا بدون زمین کے مالک ہوئے کوئی ضروری حاجت بند ہے۔

سوال

ٹھیکہ مویشی خانہ جیسا کہ جلد سوم امداد الفتاوے کے صفحہ دہم مین لکھا گیا ہی وہ بعینہ ضلع چاٹگام مین مروج ہی اس کا حکم تو امداد الفتاوے مین مذکور ہی کہ بیع حرام اور باطل اور سود اور قمار مین داخل ہی لیکن ضلع اکیاب مین اسکی صورت دیگر ہے وہ یہ ہی کہ گاؤن کے بڑے آدمی جس کو ہیڈ مین روا سوگری کہتے ہین پانچ روپیہ جرمانہ اور چوبیس گھنٹہ کی قید کرنے کا اختیار رکھتا ہی بعض ایسے شخص کو سرکار کی

طرف سے یہ پروانہ دیا جاتا ہے کہ تم کو کٹھڑ دیا گیا پس تم کو چاہیے کہ جو شخص کسی مویشی کو اسکی زراعت کا نقصان کرنے سے تمہارے پاس لاوے تم اس کو بند رکھو سات دن تک اگر نہ چھڑالیجاوے اس کو رپورٹ کرکے نیلام کردو فیس حسب ذیل وصول کرنا۔

(۱) ہاتھی کا جرمانہ دو روپیہ۔ گھوڑے کا ایک روپیہ۔ بھینس کے آٹھ آنے گائے کے چار آنہ۔ بکری کا ایک آنہ۔ گائے کے بچہ کے دو آنہ۔

(۲) پہلے روز سے جب تک بند رہیگا فی روز بمقدار جرمانہ چرائی بھی وصول کرو۔ جرمانہ تو فقط وہی مقدار مقرر ہے۔ اور چرائی ہر روز کا جداگانہ ہے۔

حکم سرکار یہ ہے کہ (۱) چرانے کی بابت جسقدر وصول ہو وہ تو صاحب کٹھڑ کا حق ہے وہ خود چراوے یا دوسرے سے جس طرح چاہے چروائے۔

(۲) جرمانہ کی بابتہ جسقدر وصول ہو وہ اگر پانچ روپیہ تک ایک ماہ مین نہ پہنچے بلکہ پانچ روپیہ سے کم رہے وہ بھی صاحب کٹھڑ کھالیوے اس مین سرکار کا کوئی حق نہین۔ ہان البتہ اگر ایک مہینہ کے اندر پانچ روپیہ یا زیادہ جرمانہ مین آمدنی ہو وہ مقدار زر سرکار مین داخل کردے۔ پس بیع کی صورت بالکل نہین ہے فقط سرکاری آمدنی وصول کرنے کا گویا یہ تحصیلدار ہے۔ اور اس تحصیلدار کی تنخواہ یا فیس حسب مرقوم بالا تحصیلدار کو ملتا ہے اپنی طرف سے کچھ نقد پیشگی یا بعد مین یا بہ تعیین قسط دینا نہین ہوتا ہے۔

نیلام کرنے کی وجہ سے جو قیمت جمع ہوتی ہے یعنی ہر مویشی ہر جانور کی قیمت علیحدہ ہوتی ہے۔ کٹھڑ کے مجوزہ حق پورے ہو کر اگر کچھ مقدار بچت مین جمع رہے وہ صاحب جانور کو بوقت طلب واپس دیا جاتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ (۱) اس کٹھڑ کی آمدنی جائز ہے یا نہین اگر تفصیل ہو تو تفصیل وار جواب عنایت ہو۔

(۲) اس نیلام مین جانور فروخت ہونے سے مالک جانور کا حق منقطع ہوگا یا نہین۔ خریدار مالک ہوگا یا نہین۔

الجواب

جو کچھ ان مدات مین وصول ہوتا ہی وہ استیلاء سے سرکار کی ملک ہو جاتا ہی اگرچہ وہ استیلاء بواسطہ نائب کے ہو۔ پس سرکار اپنے مملوک روپیہ سے اس تحصیلدار کو دیتی ہی جو کہ بوجہ رضا رکے مباح ہی۔ اور بعینہ اسی دلیل سے نیلام ہونے سے حق مالک کا اُس سے منقطع ہو جاتا ہے۔

سوال

گھر کے بعض تعلقات پھر سرکاری بھی کسیقدر تعلقات ہین۔ جو کہ حکومت کا معاملہ ہے پانچ روپیہ تک جرمانہ کرنا اور ایک شبانہ روز قید کرنے کی اقتدار ہے۔ اس مین ہر مقدمہ مین ایک روپیہ فریادی سے لیا جاتا ہی جو کہ بحکم سرکار ہے اسکے حکم شرعی حضور سے بذریعہٗ مولوی محمد دریافت کیا تھا حضور نے یہ جواب لکھا تھا کہ یہ عہدہ اور یہ فیس ایک تاویل سے درست ہی مگر اسکی تصریح نہین فرمائی گئی تھی۔ مولوی محمد نے جو سمجھا تھا وہ بیان کیا تھا لیکن حضور کی طرف سے اگر اس تاویل کی تصریح فرمائی جاوے تو اطمینان کی صورت مین وہ عہدہ رکھا جائے

الجواب

وہ تاویل وہی ہی جو آج کے فتوے مین لکھی ہی کہ استیلاء بواسطۂ نائب کے ہے

سوال

اس طرف یہ رواج ہی کہ لوگ کپڑا دو طریقے سے خریدتے ہین ایک یہ کہ اُسکی قیمت مین نقد روپیہ دیتے ہین دوم یہ کہ روپیہ بھی دیتے ہین اور سوت بھی بازار کے نرخ سے ذرا زیادہ قیمت کے حساب سے دیتے ہین تو جس صورت مین کہ

صرف روپیہ دیتے ہیں تو ایک تھان مثلاً چودہ آنہ کو لیتے ہیں اور اگر روپیہ و سوت دونوں دیتے ہیں تو ساڑھے چودہ آنہ کو لیتے ہیں تو کیا حکم ہے پس جس شخص نے کپڑا روپیہ و سوت دونوں دیکر خریدا ہے اُس سے اگر کوئی پرانی تھان مثلاً ایک آنہ منافع دیکر خریدے تو وہ منافع چودہ آنے پر لیگا یا ساڑھے چودہ آنہ پر اور اصل قیمت کون معتبر ہوگی۔

الجواب

یہ بیع مرابحہ ہے یہ اُسیوقت صحیح ہے جب تمام ثمن نقد یا مثلی ہو اور دوسرا مشتری وہی دیتا ہو پس جس صورت میں کچھ نقد اور کچھ سوت کی عوض تھان لیا ہے اور دوسرا مشتری سب نقد دیتا ہے نفع پر بیچنا درست نہیں۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

سوال

زید اور عمرو میں منی آرڈر کے ذریعہ سے روپیہ بھیجنے میں گفتگو ہے۔ زید کہتا ہے کہ منی آرڈر کے ذریعہ سے روپیہ بھیجنا جائز ہے اور جواز کی دلیل یہ بیان کرتا ہے کہ ہر چیز میں اصل اباحت ہے۔ عمرو کہتا ہے کہ چونکہ منی آرڈر کے ذریعہ سے روپیہ بھیجنا کسی معاملۂ شرعی کے تحت میں داخل نہیں۔ اسلیے ناجائز ہے۔ زید کہتا ہے کہ معاملۂ شرعی کے تحت میں داخل ہے اور داخل ہونے کو اس طرح بیان کرتا ہے کہ اگر کوئی کسی حمال سے کام لے اور اُجرت پیشگی دیدے تو جائز ہے۔ عمرو کہتا ہے کہ منی آرڈر کے ذریعہ سے روپیہ بھیجنے میں اور حمال سے کام لینے میں اور پیشگی اُجرت دینے میں فرق ہے۔ پہلی صورت کو دوسری صورت پر قیاس کرنا صحیح نہیں کیونکہ منی آرڈر میں تو شرط ہے کہ روپیہ پہنچانے کی اُجرت پیشگی لیجاوے اور حمال کو پیشگی اُجرت دینا شرط نہیں بلکہ دینے والے کا احسان ہے اگر پیشگی اُجرت نہ دے تو حمال شرعاً یا عرفاً تقاضہ نہیں کرسکتا اور منی آرڈر تو اسوقت تک

روانہ ہی نہین ہوسکتا جب تک پیشگی اجرت نہ دے۔ اسکے سوا وہ ناجائز ہونے کی وجہ عمرو ایک اور بھی بیان کرتا ہی وہ کہتا ہی کہ حمال پر قیاس کرنا اس وجہ سے بھی صحیح نہین کہ حمال کے پاس جب تک وہ بوجھ ہی وہ اُس کا امین ہی اگر حمال سے وہ بوجھ کھو جاوے تو تاوان نہ لیا جاویگا جیسا امین سے نہین لیا جاتا اور منی آرڈر کا روپیہ اگر ڈاکخانہ والون کے پاس سے کھو جاوے تو اُس کا تاوان لیا جاتا ہی اور ڈاکخانہ سے گویا شرط ہی کہ اگر روپیہ کھو جاوے تو وہ تاوان دیگا اسکے علاوہ ناجائز ہونے کی وجہ ایک اور بھی بیان کرتا ہی وہ کہتا ہی کہ حمال پر قیاس کرنا اس وجہ سے بھی صحیح نہین کہ حمال کے پاس جب تک وہ بوجھ ہی وہ اُس کا امین ہی اور امین پر واجب ہی کہ جو چیز امانت مین دی جاوے بعینہ وہی واپس کرے اور منی آرڈر مین سب جانتے ہین کہ وہ ہی روپیہ بعینہ نہین ملتا بلکہ اسکی مثل دوسرا روپیہ ملتا ہی زید کہتا ہی کہ عموم بلوی و دفع حرج اور تعامل علماء و صلحاء کی وجہ سے بعض ناجائز چیزین بھی جائز ہو جاتی ہین اور یہ تو مباح الاصل ہی یہ کیونکر نہ جائز ہوگا مثلاً غلہ کی بالیون کو بیلون سے پامال کراتے ہین اور بیل اُس مین بول و براز کرتے ہین اسکو سب جانتے ہین پھر عموم بلوی و دفع حرج اور تعامل علماء و صلحاء یا تعامل خلایق کی وجہ سے اس کو سب حلال جانتے ہین اور اس غلہ کا سب استعمال کرتے ہین اسی طرح اگر منی آرڈر بھی بالفرض ناجائز ہو تو جائز ہو جاویگا اب از روئے شرع شریف اس گفتگو کا فیصلہ فرمائیے اور قول فیصل ارشاد فرمائیے تاکہ قلب کو تسکین ہو۔

الجواب

قاعدہ کلیہ ہی الاقراض تقضی بامثالها اور منصوص ہی کہ قرض مین کمی بیشی کی شرط ربا ہی۔ اب سمجھنا چاہیے کہ منی آرڈر کا روپیہ جو ڈاکخانہ مین داخل کیا جاتا ہے آیا وہ امانت ہی اور اہل ڈاک امین یا قرض ہی اور اہل ڈاک مستقرض سو چونکہ

یقیناً معلوم ہی کہ وہ روپیہ بعینہ نہین بھیجا جاتا اور نیز قانون ہی کہ اگر ڈاکخانہ سے وہ روپیہ اتفاقاً ضائع ہو جائے تو اہل ڈاک اُس کا ضمان دیتے ہین ان دونون امر سے معلوم ہوا کہ وہ امانت نہین بلکہ قرض ہی جو دوسری جگہ ادا کیا جاتا ہی پس فیس بھی جزو قرض ہوا اور مقام وصول پر چونکہ بوضع فیس ادا کیا جاتا ہی اسیلیے قرض مین کمی بیشی لازم آئی یہ وجہ اُسکے ممنوع ہونے کی ہی بلکہ اگر یہ فیس بھی نہ ہو تب بھی حسب قاعدہ کلیہ کل قرض جر نفعا فھو ربوا بوجہ منفعت سقوط خطر طریق کے داخل سفتجہ ہوکر مکروہ ہی - فی الدر المختار کتاب الحوالۃ وکرہت السفتجۃ اور چونکہ یہ عقد اجارہ نہین ہی جیسا اوپر مذکور ہوا لہذا مسئلہ حال سے اُس کو کوئی مس نہین کما ہو ظاہر اور عموم بلوی طہارات و نجاسات مین مؤثر ہی نہ حلت اور حرمت مین اور تعامل اس کو نہین کہتے بلکہ وہ ایک قسم ہی اجماع کی اور اُس مین شرائط اجماع کا پایا جانا ضروری ہی منجملہ اُسکے یہ بھی کہ علماء عصر واحد بلا نکیر اُس کو قبول کرلین متنازع فیہ مین یہ امر مفقود ہی اسیلیے یہ تعامل نہین ہی - ایک رواج عامیانہ ہی جو شرعاً حجت نہین - اس سے سب نظائر مذکورہ زید کا جواب نکل آیا واللہ اعلم - البتہ بہت عرق ریزی سے اسقدر تاویل کی گنجایش ہوسکتی ہے کہ فیس کو اُجرت کتابت وروانگی فارم کی کہا جاوے اس سے حرمت تفاضل تو دفع ہو جائے گی مگر کراہت سفتجہ کی باقی رہیگی - واللہ اعلم -

سوال

زید اور عمرو مین ڈاکخانہ مین روپیہ جمع کرنے کی نسبت گفتگو ہی زید کہتا ہی کہ محض بغرض حفاظت ڈاکخانہ مین جمع کردینا جائز ہے - عمرو کہتا ہی کہ یہ روپیہ سودی تجارتون مین لگایا جاتا ہی اور اس جمع کرنے مین سودی تجارت کی اعانت ہی لہذا ناجائز ہی - زید کہتا ہی کہ سب کا روپیہ تجارت مین نہین لگایا جاتا کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ جب کوئی شخص اپنا روپیہ برآمد کرانا چاہے روپیہ برآمد ہو جائیگا البتہ بعض کا روپیہ

تجارت مین لگایا جاتا ہوگا یا تھوڑا تھوڑا سب کا لگایا جاتا ہوگا بہر حال یہ معلوم ہونا
مشکل ہے بلکہ عادتاً ناممکن ہے کہ کسکا روپیہ تجارت مین لگایا گیا کسکا نہین لگایا
گیا یا کس نسبت سے روپیہ لگایا گیا کیونکہ سب کا روپیہ ملاکر رکھا جاتا ہے اور بالغرض
اگر سب روپیہ تجارت مین لگایا جاتا ہے جب بھی اعانت علی المعصیت کا الزام نہین
کیونکہ اس قسم کی اعانت علی المعصیت کو اعانت علی المعصیت ہی نہین خیال کیا
گیا مثلاً ولایت کی ہزارون چیزین کثرت سے ۔ برتن ۔ گھڑیان ۔ دیا سلائی وغیرہ ہندوستان
مین فروخت ہوتی ہین اور ہمکو یقیناً معلوم ہے کہ انکے بنانے والے انگریز ہین جو سودی
لین دین اور سودی تجارت کے عادی ہین اور بمبئی کلکتہ وغیرہ مین جو مال لیا گیا ہے وہ
بھی ناجائز طریقہ تجارت سے لیا گیا ہے ۔ پھر ہم تمام مسلمان کیا عوام کیا علماء و صلحاء
سب ہی چیزون کو خریدتے اور کام مین لاتے ہین ۔ مسلمان کا خریدنا سودی تجارت کو
ترویج دیتا ہے یا نہین اگر پوری ترویج نہین تو مسلمان تھوڑی ترویج ضرور دیتے ہین
مگر سودی تجارت کی تھوڑی ترویج بھی تو آخر حرام ہی ہوگی اور اعانت علی المعصیت کے
تحت مین داخل ہوگی جس طرح ڈاکخانہ مین روپیہ جمع کرنے سے اعانت علی المعصیت ہی
اوسی طرح بلکہ غور سے دیکھو تو اوس سے کہین زائد ولایتی چیزون کے خریدنے مین اعانت
علی المعصیت ہی پھر کیا وجہ ہی کہ عمرو اسکو جائز رکھے اور اوسکو ناجائز اسکے علاوہ
ہمارے فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر چادر کا ایک کونہ ناپاک ہوگیا ہو اور یاد نہ آتا ہو کہ
کونسا کونہ ناپاک ہوگیا تھا تو جس کونہ کو دھو ڈالیگا چادر پاک ہوجاویگی ۔ اس جزئی
کو یاد رکھو اور دیکھو کہ چادر کیون پاک ہوجاویگی بظاہر چادر کو پاک نہ ہونا چاہئے کیونکہ
ممکن ہے اوسنے وہ کونہ نہ دھویا ہو جو ناپاک تھا بلکہ وہ کونہ دھویا ہو جو پہلے سے پاک
تھا اگر پھر بھی شریعت نے چادر کو پاک کہا ۔ اس پاک کہنے کی دو وجہ ہوسکتی ہین ایک تو
دفع حرج دوسرے یہ کہ جب شبہہ ہوگیا کہ معلوم نہین وہ کونہ ناپاک ہی معلوم
نہین یہ کونہ ناپاک ہی تو مرتبہ سے ہر کونہ کو ناپاک نہین کہتے اسکی ایک نظیر کتب فقہ مین اور
بھی موجود ہے وہ یہ ہے کہ جب غلہ کی بالون کو بیلون سے پامال کراتے ہین اور بیل

اِن پر بول و براز کرتے ہین ۔ اس غلہ کے پاک ہونے کو فقہا نے لکہا ہے کہ جو غلہ محتاجون کو دیدیا جاوے یا حصہ دارون مین تقسیم کر دیا جاوے تو کل غلہ پاک ہو جاتا ہے اور وجہ یہ لکہتے ہین کہ شبہہ ہو گیا کہ شاید ناپاک غلہ دوسرے کے حصہ مین چلا گیا ہو ہمارے حصہ مین نہ رہا ہو اسمین شک نہین کہ یہ وجہ یا اسکے مثل جو اور وجوہ ہون سب کمزور ہین اور سب کا حاصل یہ ہے کہ عموم بلوی و دفع حرج و تعامل علماء و صلحاء یا تعامل خلائق کی وجہ سے یہ چیزین حلال اور پاک اور جائز ہین پس ان دونو صورتون پر ڈاکخانہ مین روپیہ جمع کرنے کو خیال کرو جس طرح کہ شبہون سے وہان ناپاک چادر اور ناپاک غلہ پاک اور حلال ہو جاتا ہے اسی طرح شبہون سے یہان [illegible] کا حرام اور ناپاک روپیہ بہی حلال اور پاک ہو جاویگا (حرام اور ناپاک علی سبیل الفرض کہا گیا ورنہ وہ ایسا نہین ہے) اور اگر اس قسم کے شبہون سے قطع نظر کیجئے وہان عموم بلوی و دفع حرج تعامل علماء و صلحاء سے حرام و ناپاک کو حلال و پاک بتایا جاتا ہے تو یہان بہی ایسا ہی ہونا چاہیے ۔ دونون مین فرق کرنے کی کوئی وجہ نہین اگر یہ کہا جاوے کہ جب ڈاکخانے نہ تھے تو صرف حفاظت کی غرض سے لوگ روپیہ کہان رکہتے تھے جہان پہلے رکہتے ہون وہین اب بہی رکہا کرین ۔ کہا جائیگا جب ڈاکخانہ نہ تھے اور [illegible] کے ذریعہ سے روپیہ نہین بہیجا جاتا تہا تو لوگ کس طرح روپیہ بہیجتے تہے جس طرح بہیجتے تہے اوسی طرح اب بہی بہیجین [illegible] اگر وہ جائز تو یہ کیون ناجائز ۔ دونون مین کیا فرق ہے اگر وہان کوئی وجہ جواز کی ہے تو یہان بہی کوئی وجہ جواز کی ہے

الجواب

قاعدہ کلیہ ہے کہ امانت اگر مالک کی اجازت سے دوسرے اموال مین مخلوط کر دیا جاوے تو مجموعہ مشترک ہو جاتا ہے ۔ فی الدر المختار کتاب الایداع وان باذنہ اشترکا شرکۃ املاک کما لو اختلطت بغیر صنعہ فان الشق علیہ ... [illegible] حسب بیان رسائل وہ روپیہ ملا کر رکہا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ خلط بالاذن ہے تو بقدر روپیہ

[illegible]

تجارت ناجائز مین لگے گا اونمین سب کا تھوڑا تھوڑا روپیہ ضرور ہوگا پس ہر شخص بقدر اوسی حصہ مشترک کے معین اوس تجارت کا ہوگا اور معصیت کی اعانت ضرور معصیت ہے اور خرید اشیاء کو سودی تجارت کی اعانت نہین کہہ سکتے کیونکہ ہم نے جب کوئی شے خرید کر اوسکی قیمت ادا کر دی تو وہ قیمت اوس تاجر کی ملک ہوگئی ہمارا روپیہ معصیت مین صرف نہین ہوا اور یہان تو خود ہمارا ہی روپیہ تجارت حرام مین لگایا گیا ہے اور جو نظائر فقہیہ سوال مین مذکور ہین اون سب کا جواب یہ ہے کہ ان نظائر مین بعض اجزاء واقع مین اجزاء نجس سے متمیز و منفرد نہین تو دفع حرج کے لئے اسکا اعتبار کر لیا گیا اور یہان بالیقین ہر جزو مین بوجہ اشتراک اعانت علی المعصیتہ ہو رہی ہے اور عموم بلوی کا جواب مسئلہ منی آرڈر مین مذکور ہو چکا ہی اور منی آرڈر اور اسمین جو فرق دریافت کیا ہی اول تو فرق ہونا مضر نہین کیونکہ اوسکو بھی منع کیا جاتا ہے جیسا مفصلاً مذکور ہوا پھر اونکے اعتبار سے فرق بھی ہو سکتا ہے کہ اسمین یہی ... نہین نکلی تو فرق البتہ اگر یقیناً تحقیق ہو جاوے کہ اس روپیہ سے ناجائز کام نہین ہوتا تو بدون سود لینے کے جمع کرنا جائز ہوگا ۔ واللہ اعلم ۔

سوال

زید نے بعوض کچھ اپنے گذشتہ حساب کتاب کے مثلاً چار سو پچاس روپیہ نقد کے دلا پانے کی ڈگری ایک انگریزی عدالت سے باقاعدہ حاصل کر لی ہی انگریزی چیف مادمین بالاقساط مبلغان مذکور کو ادا کریگا زید چونکہ کسی دور دراز جگہہ کا باشندہ ہے یہان مقیم نہین رہ سکتا لہذا وہ کسی دوسرے شخص مثلاً خالد کو جو یہان کا مقیم ہے وہ ڈگری مذکور بدین شرط حوالہ کرتا ہے کہ خالد اسکو مثلاً دو سو روپیہ نقد یکمشت ابھی ادا کر دے اور بعد مین وہ چار صد پنجاہ روپیہ بالاقساط وصول کرکے اپنے قبضہ و تصرف مین لا دے زید کو اس رقم سے کوئی واسطہ نہ ہوگا آیا خالد جو یہان کا مقیم

ہے زید کی شرط مذکورہ بالا کو شرعاً کر لینے کا مجاز ہے یا نہین ۔ اس داد وستد و کارروائی مین کوئی امر خلاف شریعت تو نہین ہے ؟

الجواب

یہ تو جائز نہین مگر یون کرے کہ خالد کو وکیل بنا دے کہ تم اس انگریز سے تقاضا کر کے وصول کرو اور اڑہائی سو روپیہ اس کام پر تمہاری اجرت ہے اور دو سو روپیہ ہمکو قرض دیدو وہ بھی وصول کر کے اپنے قرضہ مین رکھ لینا ۔

سوال

زید نے اپنے کسی مال کا مارک معین کر کے مثلاً شمشیر مارکہ یا مقراض مارکہ مقرر کر کے رجسٹری کرا دیا بخیال تحفظ مارک کے تا کہ کوئی دوسرا شخص میرے اس مارک رجسٹری شدہ کو نہ بنا وے ۔ اگر بکر بھی اپنے مال پر اوسی مارک کا چھاپ بنا دے تو درست ہے یا نہین ؟

الجواب

زید کی تو اسمین شرعاً کوئی حق تلفی نہین مگر بوجہ تلبیس کے یہ جائز نہین کہ دیکھنے والونکو دہوکہ ہوگا ۔

سوال

زید انکم ٹیکس ادا کرنے کی حیثیت رکھتا ہی تاہم معافی کے خیال سے اپنے مال تجارت کو تشخیص کنندہ ٹکس سے چھپا کر اپنے کو ناقابل ثابت کرتا ہی آیا یہ فعل زید کا از روے شرع شریف کیسا ہی بینوا توجروا ۔

الجواب

گناہ تو نہین لیکن خطرہ مین پڑنا بھی شرعاً پسند نہین

سوال

حظر و اباحۃ
در صرف اوردن زرچندہ بطور قرض

سوال ۔ زید چندۂ ملقان کا خزانچی ہی اگر وہ کسی اپنے کام مین اوسمین سے کوی روپیہ صرف کردے اور بجاے اوسکے دوسرے وقت اپنے پاس سے اوسکو پورا کردے تو وہ عند اللہ گنہگار رہوگا یا نہین لیکن جب اوس روپیہ کا منی آرڈر یا اوسکو بذریعہ تار روانہ کیا جائے تو اصل روپیہ تو پہونچے گا نہین بلکہ ڈاکخانہ سے ایک کاغذ جائے گا اور دوسرا ڈاکخانہ روپیہ دیدیگا ۔ ایسی صورت مین علماء کرام کیا فرماتے ہین جواب باصواب سے مطلع فرمائے ۔

الجواب

اپنے کام مین اوسکا صرف کرنا جائز نہین اور قیاس اسکا منی آرڈر یا تار پر صحیح نہین کیونکہ یہ تصرف تو باذن معطین ہی اور اپنے صرف مین لانا بلا اذن ہی اور ظاہر ہی کہ ایک کا قیاس دوسرے پر نہین ہوسکتا ۔

اجارہ
حکم فیس مدارس

سوال

در مدارس این دیار از طالبان فیس گرفتہ میشود آیا از طفلان نابالغ کہ یتیمان نیز دران موجودند بشرط اجازت ولی فیس گرفتن جائز است یا نہ

الجواب

فیس اجرت است اجرت عمل کہ نفعش بہ نابالغ عائد باشد از مال او گرفتن جائز است باذن ولی ۔

تعزیر

سوال

حسب قانون انگریزی اگر از متعلمین خطائی مثلاً غیر حاضری وغیرہ رو نماید جرمانہ کردہ میشود این معاملہ درست است یا نہ ۔

الجواب

بلا تاویل جائز نیست عند الحنفیہ مگر تاویلش بدین سان توانند شد کہ دران مادہ اجرت

عمل بمقدار جرمانہ زائد بمقرر گفتہ شود۔

سوال

بعض اہل مطابع اشتہار دیتے ہیں کہ فلاں کتاب کے طبع کرنے کا انتظام کیا گیا ہے جو صاحب اسقدر قیمت پیشگی بھیجدینگے وہ اس رعایت کے مستحق ہونگے۔ یہ معاملہ کیسا ہے

جواب

متاخرین نے جائز لکھا ہے اور اسکی تفصیل بیع استجرار میں صاحب رد المحتار نے ذکر کیا ہے۔ ج ۴ ص ۱۸ وبعض عبارتہ ہذا ونہا ما یسے دفع دراہم الی الخباز والاخذ کل یوم خمسۃ امناء) حلال وان کان نیتہ وقت الدفع الشراء لانہ بمجرد النیۃ لا ینعقد البیع وانما ینعقد البیع الان بالتعاطی والآن المبیع معلوم فینعقد البیع صحیحا اھ قلت کذا یقال فی ہذا ان المبیع لما وجد انعقد البیع فلم یلزم بیع المعدوم

سوال

بعض مالک اخبار کی جانب سے اشتہار ہے کہ اسقدر روپیہ داخل کردینے سے تمام عمر کے واسطے اخبار جاری کردیا جاویگا یہ معاملہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

جائز نہیں کیونکہ مبیع مجہول ہے۔

سوال

بعض اخبار والے ایسا بھی کرتے ہیں کہ اسقدر روپیہ دفتر میں جمع کردینے سے جبتک وہ روپیہ دفتر میں جمع رہیگا مالک روپیہ کے نام اخبار جاری رہیگا اور جب وہ روپیہ واپس منگالینگے کہ جسکے منگانے کا ہر وقت اختیار ہے اخبار بند کردیا جاوے گا یہ صورت معاملہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

یہ روپیہ دینا قرض کے طور پر ہے اور اخبار اوسکے نفع میں لیس ظاہر ہے کہ حرام اور سود ہے۔

سوال

دروازہ مدرسہ اسلامیہ سنبھل پر ایک تختہ پر مدرسہ کا نام لکھکر لگایا گیا ہے جس
وہ سڑک ریل پر واقع ہے تختہ اسواسطے لگایا گیا ہے کہ ہر شخص اوسکو سمجھ لے کہ یہاں
مدرسہ ہے شاید کچھ نفع ہو. بعض صاحبان کی یہ راے ہے کہ یہ کام مدرسہ کا نہیں
ہے اسواسطے اسکی قیمت مدرسہ کی آمدنی سے دینا جائز نہیں ہے جناب والا کا
کیا ارشاد ہے

الجواب

فقہاء نے ایک قاعدہ لکھا ہے کہ مسجد کا نقش و نگار مال وقف سے جائز نہیں
لیکن استحکام جائز ہے پس اسی نظیر پر صورت مسئولہ کا حکم یہ ہے کہ اگر اس تختہ
کی تعلیق سے مدرسہ کو کوئی معتد بہ نفع ہو تو مال مدرسہ کا لگانا اس میں جائز ہے اور
اگر کوئی معتد بہ منفعت نہیں ہے محض احتمال ہی کا درجہ ہے تو اپنے پاس سے اسکے
دام دینا چاہیے

سوال

انگریزی قانون کے مطابق جو زمین بارہ برس تک کسی کاشتکار کے قبضہ میں رہے
تو اوس زمین پر کاشتکار کا حق مقابضت ثابت ہو جاتا ہے یعنی زمیندار کو نہ
اوس زمین کے بیچنے کا جائز ہے نہ مالگذاری معینہ سے بڑھانے کا بلکہ بیچنے کا مجاز
کاشتکار کو حاصل ہوتا ہے - یہ حق شرعاً کاشتکار کو حاصل ہے یا نہیں اور بعد بیع
مشتری کی ملک ہوگی یا نہیں ؟

الجواب

ایسے کاشتکار کو کوئی حق شرعی حاصل نہیں ہوتا اگر ایسے کاشتکار سے کوئی
خریدیگا تو وہ مشتری بھی مالک نہوگا -

سوال

زمیندار اپنی زمینداری میں باشندوں پر جسکو رعیت کہتے ہیں خصوصاً چھوٹی قوم پر

عدو ال حکمی یا اونکے باہم تکرار کے موقع پر جرمانہ کرتے اور اپنے مصرف مین لاتے ہین کچھ اوس کانون کے پیادہ کو بھی دیتے ہین لیکن انگریزی قانون اسکی اجازت نہین دیتا - ایسی حالت مین یہ فعل زمیندار کا جائز ہے یا نہین ؟ برتقدیر جواز مصرف اوسکا مصرف مذکور ہے یا کچھ اور ؟

الجواب

اسکا لینا اور مصارف مذکورہ مین صرف کرنا سب ناجائز ہے -

سوال

اجارہ — ٹھیکہ درختان بحیلہ زمین

کیا دو تاڑ کے درختون کو ٹھیکہ مین دینا جائز ہے یا نہین - برتقدیر عدم جواز باین حیلہ کہ ان درختون کے ساتھ وہ زمین جسمین یہ درخت واقع ہین ٹھیکہ مین (وہ زمین) دی جاوے ایسی حالت مین یہ آمدنی شرعاً جائز ہوگی یا نہین ؟

الجواب

اس حیلہ سے بھی جائز نہین کیونکہ یہ حیلہ کسی قاعدہ شرعیہ پر منطبق نہین -

سوال

حظر و اباحة — حکم کاشت افیون

افیون کی کاشت جائز ہے یا نہین ؟

الجواب

جائز ہے -

سوال

زکوٰۃ — حکم زکوٰۃ افیون از قیمت

افیون کی زکوٰۃ مین افیون مثل غلہ کے دینا چاہئے یا قیمت پر ؟ اگر قیمت پر دینا چاہئے تو کس حساب سے واضح رائے عالی رہے کہ افیون کا فروخت گورنمنٹ مین ہوتا ہے کسی کو افیون دینا بطریق زکوٰۃ مالک اودھ مین بوجہ جرم ممکن نہین -

الجواب

قیمت ہی دینا جائز ہے -

س ایک مہاجن اور بار مال دیتا ہے حق آڑہت عہ ایک روپیہ فی سیکڑہ مقرر ہے اگر دو سے ماہ روپیہ ادا نہ ہو تو اصل پر سود لگاتا ہے مسلمان سود نہیں دینا چاہتا اور یہ کہتا ہے کہ بجائے سود کے حق آڑہت بڑھا دیجائے عہ ایک روپیہ کے دو یا تین روپیہ سیکڑہ لو یہ جائز ہے یا نہیں۔

ج ۔ جائز ہے۔ ۱۲ ۔ جمادی الاولی ۱۳۳۱ھ

س کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مدارس کی طرف سے جو لوگ محصلین چندہ میں انکو زکوٰۃ دینے سے ادا ہو جاتی ہے۔

ج نہیں۔ ۲ جمادی الاولی ۱۳۳۱ھ

س جیسے کہ عاملین صدقات کو دینے سے ادا ہو جاتی ہے اور یہ قائم مقام عاملین سمجھے جا سکتے ہیں یا وہ مال زکوٰۃ جبتک کہ مہتمم یا بانی مدرسہ مزکین کی طرف سے بطور نیابت کے مستحقین پر خرچ نہ کرے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔

الجواب ۔ ہاں یہ (۹) دوسری بات ہے۔

سوال نیم عشری کی مالگذاری سرکاری ادا کرنے سے جیسے کہ جناب مولوی قاری عبدالرحمن صاحب محدث پانی پتی اور حضرت مولانا شیخ محمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہما کی تحقیق تھی عشر ادا ہو جاتا ہے یا نہ سوا ملہ احتیاط تو ظاہر ہے کہ مستحقین کو علیحدہ دے مگر قول مضبوط آپکے نزدیک کونسا ہے

الجواب ہمکو تو یہی معلوم ہے کہ اس سے ادا نہیں ہوا جیسے انکم ٹیکس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی باقی ان حضرات کے ارشاد کا مبنی معلوم نہیں۔

سوال جو مدرس مدرسہ باوجود تقرر اوقات تعلیم و تعلم میں وقت پورا نکری بانی یا مہتمم یا سرپرست مدرسہ چشم پوشی کرے تو شرعاً کتنا گناہ ہے۔

الجواب متعارف چشم پوشی جائز ہے۔ زیادہ ناجائز ہے۔

سوال چونکہ جدید طریقہ ہومیوپیتھک بہت زیادہ سریع التاثیر اور سہل الاصول ہے لہذا اگر کوئی شخص کسی ایسے دیہات میں جہاں ہر وقت کوئی حکیم یا ڈاکٹر

میسر نہ آسکتا ہو اس طریقہ علاج کو دوسرے مرضی پر برتتے تو اوس معالج کیے
لئے شرعًا جائز ہوگا یا نہین۔

الجواب یہ حالت ضرورت کی ہی اور ضرورت مین متاخرین نے تداوی
بغیر الطیب کی اجازت دی ہے اگر کوئی اوسپر عمل کرے گنجایش ہے۔

۲۴ جمادی الاول سنہ ۳۱

وصول خرچہ عدالت و صحت نیلام عدالت

سوال عدالت جو خرچہ قانونی (یا کبھی احیانًا رقم خرچہ) فریق ناکام سے
کامیاب کو دلاتی ہے شرعًا لینا جائز ہے یا نہین اگرچہ کل مصارف مقدمہ
کا صرف قانونی خرچہ ملتا ہے اور اکثر خرچہ نہین ملتا ہمارے مقدمہ کی جو صورت
ہے کہ مجبورًا اپنے حق کی حفاظت کے لئے نالش کرنا پڑی۔ اور فریق مخالف
کی طرف سے بالکل مخاصمانہ کارروائیونکی وجہ سے بہت سے ہمکو مصارف
برداشت کرنا پڑین۔ یہ کل مصارف ونکے اوس واقعی شرعی حق سے جو بعد کامیابی
ہمکو ادا کرنا چاہئے اگر ہم منہا کرلین تو جائز ہوگا یا ناجائز نیز یہ کہ مکان متنازعہ
بدون ہمارے کسی قسم کی کوشش کے (صماة ...) کو مثلاً نیلام ہوگیا (ممکن
ہے کہ خریدار نے کم بولی پر خرید لیا ہو) لیکن آٹھ روز تک بولی ہوئی۔ ایک دن
خود مکان پر عند الموقع ہوئی لیکن اس سے زائد قیمت نہ لگی مدیون نے عذرداری
کی کہ مالیت دو ہزار کی ہے کم پر دیدی گئی۔ مگر عدالت نے یہ عذر تسلیم نہ کیا
خارج کردیا۔ پھر عذرداری کی کہ ہمسے رقم مطالبہ اب لیلی جائے اور نیلام جو کہ
کم کو ہوگیا ہے منسوخ کیا جائے۔ وہ بھی خارج ہوئی گویا عدالت نے قطعًا (صماة)
ہی کا مکان قرار دیا۔ اگر ہماری طرف سے مقدمہ نہ لڑا جائے تو اتنی ہی رقم
مین غیر کے ہاتھ قطعی بیع ہوچکا ہے۔ ایک حبہ بھی مدیون کو زائد نہ ملے گا۔ تو ہماری
کامیابی کی صورت مین ہم اسقدر قیمت مکان مین سے فریق مخالف کا حق شرعی
ادا کرنے کے پابند ہونگے یا اوسکی قیمت مطلوبہ کے۔

الجواب جب کسیکو اپنے حق کی حفاظت کے لئے مجبوری نالش کرنا پڑی

اور فریق مخالف کی طرف سے بالکل خیاصانہ کارروائیونکی وجہ سے بہت سی
مصارف برداشت کرنا پڑین تو اس صورت مین خرچہ کا روپیہ لینا بہت سے علماء
کے نزدیک (ومنہم مولانا رشید احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ) جائز ہے۔ یا اگر کسی
حساب مین منہا ہوسکین تو ان علماء کے نزدیک یہ بھی جائز ہوگا۔ اور عدالت کا نیلام
گو بلا رضاء مدیون ہو جاوے۔ نافذ ہے پس سب حسابون مین اوسی قیمت کا اعتبار ہوگا جسپر
وہ بحکم عدالت نیلام ہوا ہے۔ ۲۷ جمادی الاولی ۱۳۳۱ھ

سوال کتمان شہادت سخت گناہ ہے لیکن عدالت انگریزی مین سچی شہادت مین
بھی شاہد سے جرح وغیرہ مین گہیر کر جھوٹ کہلا لیتے ہین اور ناتجربہ کار سیدہے
ملان کو اسکا زیادہ اندیشہ ہے اس اندیشہ سے انکار کرے جائز ہے یا نہین۔

الجواب اگر اوس واقعہ کے ثبوت کا مدار اسکی شہادت پر ہو تو کتمان وغیرہ
ناجائز ہے اور جرح مین سچا آدمی جسکو کسی شق کا ثابت کرنا مقصود نہ ہو بلکہ یہ نیت
رکہے کہ خواہ مقدمہ بگڑے یا سنورے بجز سچ کے کچھ نہ کہونگا۔ ایسا شخص جرح
مین کبہی پریشان نہین ہوتا۔ ۲۵ جمادی الاولی ۱۳۳۱ھ

۴ خاص

سوال جن مسائل مین قضاء قاضی کی ضرورت ہے ادنین انگریزی عدالت
کا حکم وفیصلہ وہی حکم رکہتا ہے یا نہین۔

الجواب اگر صاحب اجلاس مسلم ہو وہ شرعاً قاضی ہے۔ تاریخ صدر

سوال ترکہ کی تقسیم مین لکہتے ہین کہ جب کوئی وارث نہ ہو تو بیت المال مین
داخل کردیا جائے آجکل ایسی صورت مین کہان صرف کیا جائے اور رد علی الزوجین
آجکل جائز ہے یا نہیں۔

الجواب امور خیر مین صرف کرنا قایم مقام بیت المال کے ہے اور رد
علی الزوجین اوسوقت جائز ہے جبکہ زوجین مصارف بیت المال مین سے ہون
تاریخ صدر

سوال گہی عنبر مشک وغیرہ مصنوعی طیار کیا جاوے اور یہ کہکر کہ یہ اصلی

نہین مصنوعی ہے کم قیمت پر اسکو فروخت کیا جاوے کیا یہ بھی دہوکہ وخداع
دنا جائز ہے یا نہین ۔

الجواب یہ دہوکا نہین ہے جائز ہے البتہ ورع کے خلاف اس لیے ہے کہ مشتری سے خداع کا احتمال ہے اور اسکی بیع ایک درجہ مین اوسکا سبب ہے۔

سوال کسی کتاب کا رعایتی اشتہار شائع کردینے کے بعد ایسے شخص سے جسکو وہ اشتہار نہین ملا اور بدین وجہ وہ سابق پوری قیمت پر کتاب کی فرمایش کرتا ہے پوری قیمت لے لینا جائز ہے یا نہین ۔

الجواب ایسا اشتہار ایک وعدہ عام ہے جسمین کسیکی اطلاع و عدم اطلاع برابر ہے پس جو حکم اشتہار دیکھنے والے کا ہے وہی نہ دیکھنے والے کا یعنی دونون صورتون مین بیع حلال ہے اور خلف وعدہ کی کراہت لازم ہے ۔

سوال دفتر کے اندر عام لوگون کو آنیکی اجازت نہین مگر حاکم نے اجازت دی ہے کہ جمعہ کے روز صرف نماز پڑھنے کے واسطے جسکا جی چاہے وہ چلا آوے عام نہین ہے اس حالت مین نماز جمعہ دفتر کے اندر پڑھنا جائز ہے یا نہین ۔

الجواب جب اذن عام ہے درست ہے ورنہ باہر نکلکر مسجد مین جمعہ پڑھین ۔

۲ جمادی الاخری ۳۳ھ

سوال انگریزی قانون کے موافق کرایہ نامہ اسٹامپ پر لکھا جاتا ہے [illegible] کا ہو یا کسی کا اور یہان یہ قاعدہ رواج پکڑ رہا ہے کہ جب کوئی مکان کرایہ پر دیا جاتا ہے تو کرایہ پر لینے والا اسٹامپ خرید کر مالک کو دیتا ہے کہ لکھوالیں تا یہان وقت انتخاب بہت سے اسٹامپ ایسے نکلے کہ جو ابتک سادہ پڑے جہانتک پتہ چلے گا مالکان کو واپس کرنا ہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ لیکن جو اشخاص بیرونی ہین یا مر گئے ہین یا انکا پتہ نہین انکی بابت کیا کرنا چاہیے ان اشخاص مین اہل اسلام اور ہنود دونون ہین ۔

الجواب جن مالکان اسٹامپ کا کچھہ پتہ نہ چلے ان اسٹامپون کو فروخت

کرکے وہ دام منجانب مالکوں کے مصارف خیر مین صرف کردیئے جادین۔

سوال کس مقدار کے نقصان پر فریضہ یا نوافل یا سنن کی نیت توڑ دینی چاہئے اور اگر بعد نیت کر لینے کے ریل سیٹی دیدے روانگی کی تو کیا کرنا چاہیے

الجواب سہر کے نقصان پر نماز کی نیت توڑ دینا درست ہے اور ریل کی سیٹی پر بھی نماز توڑ دینا درست ہے اگر سفر نہ کرنے سے کچھ حرج ہو۔

سوال جو مال تجارت بمبئی یا کلکتہ سے ریل کے اندر آتا ہے ریلوائی مالک نے ہر ایک مال کی الگ الگ کلاس اپنے ہان رکھتے ہیں کسی مال کا کلاس چار روپیہ من ہے اور کسی مال کا دو روپیہ من کا ہے کسی کا ایک روپیہ من کا ہی اور کسیکا گیارہ آنہ من کا ہے مگر مال سب کلاس کا ایک ہی گاڑی کے اندر لاتا ہے کوئی خاص درجہ کسی مال کا نہین ہی چاہے چار روپیہ من کا مال ہے چاہے ۱۱ من کا مال ایک ہی گاڑی مین آتا ہے اب سوداگرون نے یہ کفایت نکالی ہی کہ جو مال چار روپیہ من کا ہی اوس مال کو ۱۱ من کی چیز لکھوا کر منگاتے ہین اور کچھ تو بمبئی مین خرچ کرتے ہین اور کچھ دہلی مین غرض سے دیگر مال اپنا لے آتے ہیں ریلوائی مالک نے اپنے ہان یہ قانون مقرر کر رکھا ہے کہ جو اس قسم کی کارروائی کرتے یعنی چار روپیہ من کی چیز کو ۱۱ من کی لکھوا دے تو ہم اس سے آٹھ روپیہ من کا بھاڑا لیوینگے اگر ہم کو خبر ملگئی اب یہ صورت ہی کہ جو ریلوائی نے ہندوستان مین سب سے بڑا افسر مقرر کیا ہے بلکہ اس کو تمام باتون کا اختیار دیا ہے وہ دو روپیہ کہا کر اور مال کم کی کلاس مین بھجدیتا ہے اوس کو سب خبر ہے کہ یہ مال چار روپیہ من کا ہے اور ۱۱ من مین جا رہا ہے اب آپ فرما دین کہ اگر چار روپیہ من کا مال ۱۱ من مین منگا دین تو ٹھیک ہی یا نہین سب دوکاندار ایسا کرتے ہیں اگر ہم چار روپیہ من کا بھاڑا دیتے ہین تو نقصان ہوتا ہے۔

الجواب السلام علیکم ورحمۃ اللہ زیادہ محصول کا مال کم محصول مین اسطرح لیجانا جسطرح سوال مین مذکور ہے حرام ہے اور بڑے افسر کی رضا یا اذن اس لئے معتبر نہین کہ وہ ریلوے کا مالک نہین والسلام۔ ۱۲ رجمادی الاخری ۱۳۳۱ سنہ

[illegible]

[illegible]

سوال مدرسہ مین طلبہ سے خوراکی جو لیجاتی ہے یہ کس عقد مین داخل ہی آیا بیع ہے تو بیتگی معادضہ لینا کراہت سے خالی ہوگا یا کہ یہ استصناع ہے کہی اور عقد مین تو داخل ہونا دشوار معلوم ہوتا ہے نیز گہڑی بنوانا یا چارپای بنوانا جن مین بیع اور عمل دونون شامل ہین ایا انکے جواز کی گنجایش ہے کہ استصناع مین داخل کرکے جائز کہدیا جاوے اور بلا نکیر کا کرنا تعامل سمجہا جاوے گا یا عقد فی عقد کے سبب سے منع کیا جاوے آجکل بکثرت ایسے معاملات ہین جنمین عقد فی عقد یا کہ بیع اور عمل دونون شامل ہوتے ہین۔

الجواب طلبہ کی خوراکی بیع استجرار مین داخل ہی۔ شامی نے اوس کے جواز مین مبسوط بحث لکہی ہی اور فقہار نے بیع اور عمل کے جمع کرنے کی بعض صورتین متعارف لکہکر اجازت دی ہی یہ بہی اوسی مین داخل ہی جیسے خیاط کہ عمل اور تاگہ دونون اوس کے ذمہ ہون یا صباغ کہ عمل اور صبغ دونون اوس کے ذمہ ہون =

١٧ر جمادی الاخری ١٣٣١ھ

سوال ایک رقم ہوتی ہے وصولی کے وقت نمبردار اپنے زمینداروں سے فی روپیہ کچہہ رقم یعنی پیسہ یا ادہنا جمع سے زیادہ وصول کرتے ہین اور اوس کے وصول کرنے کی تمام زمینداران سے اور سرکار سے اجازت ہی وہ ملبہ نمبردار حسب مرضی زمینداران مفصل ذیل کامون پر خرچ کرسکتا ہے ـــ

(۱) کوئی مولویصاحب وعظ کے لئے آئے اونکو نذرانہ دیا۔

(۲) کوئی فقیر سادہو آیا اوسکو دیدیا۔

(۳) کوئی سرکاری سپاہیون کا خرچ اوٹہا وہ ملبہ مین سے پورا ہوا۔

(۴) کوئی سرکاری چپراسی آیا اوسکو خوراک دیدی۔

(۵) کوئی ناگہانی خرچ گاؤن مین درپیش ہوا اوس مین دیدیا۔

(٦) نمبردار تحصیل مین جمع سمجہے گئے وہان سرائے مین ردیٹون پر اور آمد ورفت مین جو خرچ ہوا اوس مین ملبہ مین سے رقم دیدی سو جنابمن اوس ملبہ سے نذکو

نمبردار دیتا ہے کہ یہ رقم ہم تمکو دیتے ہیں دراصل ایک لکڑی ہمنے خریدی ہے اوسکی قیمت مجھ سے نہین دلانا چاہتے وہ نمبردار وغیرہ کہتے ہین کہ یا تو ملبہ سے یہ رقم دیدین یا ہم خود اپنے پاس سے دیدین تو یہ فرمادین کہ ملبہ سے لینا جائز ہے یا کیا ـ

الجواب بالغون سے جبکہ وہ برضامندی دین اور برضامندی خرچ کی اجازت دین اس کا لینا جائز ہے اور نابالغ کی رقم سے جائز نہین اور اگر لکڑی کی قیمت کوئی زمیندار اپنے پاس سے دے تو اوس مین بھی اسی شرط سے اجازت ہی کہ وہ رقم بالغ دے اور رضامندی سے دے ـ ۱۷ جمادی الاخری [illegible]

سوال ؎

آیا جواز منی آرڈر کی یہ تاویل ہوسکتی ہے یا نہین کہ اس معاملہ کو اجارہ اور فیس کو روپیہ پہونچانیکی اجرت کہا جائے اور اس پر جو دو شبہے ہوتے ہین ایک یہ کہ روپیہ بعینہ نہین پہونچایا جاتا دوسرے ہلاک سے ڈاکخانہ پر ضمان مشروط ہوتا ہے ان کا آیا یہ جواب ہوسکتا ہی یا نہین کہ روپیہ بوجہ نقد ہونیکے تعین سے متعین نہین ہوتا بلکہ ہر مثلی کا یہی حکم ہے کہ اُسمین تعین نہین ہوتی جیسے انڈا کہ خلقتًا مثلی ہی اور چھتری کہ صنعتًا مثلی ہی اور ضمان اجیر مشترک پر ایسی صورت مین کہ ہلاک بفعل اجیر نہو گو وہ ہلاک ممکن الاحتراز ہو صاحبین کے نزدیک مشروع ہے بینوا توجروا ـ

الجواب یہ تاویل صحیح نہین اُنہین دو شبہونکی وجہ سے جو سوال مین مذکور ہین اور اونکے جو جواب دیئے گئے ہین اُنمین سے اول کا جواب تو بالاجماع صحیح نہین کیونکہ یہ عدم تعین صرف عقود مین ہی باقی امانات و غصوب مین نقود بھی متعین ہین یہی وجہ ہی کہ اگر کسی کا روپیہ کسی کے پاس امانت ہو تو اسکو بلا اذن مالک کے یہ جائز نہین کہ اس روپیہ کو خرچ کرے کہ دوسرا اوس کے عوض دیدونگا البتہ اگر اذن سے ایسا کیا تو پھر وہ قرض ہو جاوےگا اسیطرح اگر کسی کا روپیہ غصب کرلیا اور اوس کے موجود رہتے ہوئے چاہے کہ یہ واپس نکرون

؎ صرف اس سوال کا جواب مولانا کی بعض تلامذہ نے اونسے حاصل کر کے ہمین پہنچایا ہی کیونکہ مضامین [illegible] الہ

[illegible]

اپنے پاس سے دوسرا دیدے تو مالک کو انکار کر دینے کا اور بعینہا اپنا روپیہ لینے کا حق حاصل ہے اور دوسرے مثلیات غیر نقود مین تو یہ حکم بہت زیادہ ظاہر ہے مثلاً کسی نے کسی کے پاس مرغ کے دس انڈے امانت رکھے یا یہ کہ اس نے اس سے غصب کر لئے اور اسکے ہوتے ہوئے وہ امین یا غاصب بدون رضائے مالک کے یہ چاہے کہ مین وہ انڈے نہ دون بلکہ دوسرے انڈے اپنے پاس سے دیدون تو اسکو یہ حق حاصل نہین اور اگر رضا سے لیا ہو تو وہ رد امانت یا رد مغصوب نہ ہوگا بلکہ مبادلہ اور بیع مین داخل ہو جاوے گا [illegible] گو نظر ظاہری مین کوئی قیمتی چیز مثلی معلوم ہوتی ہو مثلاً کسی نے کسی کے پاس کسی خاص نمبر کا [illegible] امانت رکھی یا اس نے اس سے غصب کر لی یہ امین یا غاصب اگر یہ چاہے کہ وہ چھتری [illegible] دوسری چھتری اسی نمبر کی دیدون تو یہ حق اسکو حاصل نہین جسکی وجہ صرف یہی ہے کہ وہ متعین ہے بہرحال امانات و مغصوب مین خود نقود بھی متعین ہوتے ہین [illegible] چنانچہ فقہا نے اس قاعدہ کی تصریح بھی کی ہے اور الفاظ حدیث علی الید ما اخذت بھی [illegible] پس یہ جواب مؤول کا صحیح نہوا اور دوسرے شبہہ کا جواب اول تو امام صاحب [illegible] صحیح ہی نہین دوسرے اگر یہ [illegible] تو صاحبین کے قول پر صحیح [illegible] اجارہ ہی نہین جو ڈاکخانہ کو اجیر مشترک کہا جاسکے صاحبین [illegible] تیسرے اگر اس سے قطع نظر کر لیجائے تب بھی یہ [illegible] اجارہ نہونے پر جو دلیلین ہین غایت ما فی الباب ایک منتفی ہو جاویگی مگر [illegible] دعوی کے لئے کافی ہے کیونکہ دعوی کے [illegible] دلیل کی حاجت [illegible] کہ اہل فن نے اسکی تصریح کی ہے کہ نفی دلیل خاص مستلزم نہین نفی مدلول کو [illegible] سے عام کی نفی لازم نہین آتی خلاصہ یہ ہے کہ جو منی آرڈر کی وہ تاویلین جو سائل نے نقل کی ہین صحیح نہین اور یہ معاملہ اقراض اور استقراض ہی مین داخل ہے اگرچہ متعاقدین کا یہ قصد نہو [illegible] سے کہ امانت کی باذن صرف کر دینے سے وہ قرض ہو جاتا ہے گو اسکا قصد نہو البتہ فیس کو اجرت کتابت و روانگی فارم کی کہکر حرمت تفاضل کو رفع کیا جا سکتا ہے لیکن کراہت سفتجہ کے رفع کی کوئی وجہ خیال مین نہین آتی گو ابتلاے عام کیوجہ سے [illegible]

کہ اسکی بھی کوئی وجہ نکل آوے اور اکثر غور بھی کیا جایا کرتا ہے اور اس کا بھی انتظار رہتا ہے کہ کوئی دوسرے صاحب علم مطلع فرمادیں حتی کہ اگر یہ بھی نقل صحیح سے معلوم ہو جاوے کہ سفتجہ کے جواز کی طرف ائمہ اربعہ میں سے کوئی امام گئے ہیں تب بھی بضرورت اس پر عمل کرنے کو جائز کہا جائے گا لیکن قواعد حقہ سے خروج کی جرأت نہیں ہوتی اور حدیث اجرؤ کم علی الفتیا اجرؤکم علی النار سے ڈر لگتا ہے۔ واللہ اعلم۔ کتبہ اشرف علی۔ ۲۲ جمادی الاخری سنہ ۱۳۳۱ھ

سوال ۱۱۵ ایک سڑک سرکار کیجانب سے نکالی گئی اور اوسکا معاوضہ زمینداروں کو نہیں دیا گیا اور زمینداروں کو معاوضہ ندینے کی وجہ یہ بیان کی گئی کہ سڑک پبلک یعنی عوام کی ہے قاعدہ کی رو سے معاوضہ نہیں ملسکتا اور سڑک کے کنارے کنارے درخت لگانیکی اجازت عام لوگوں کو باین شرط دیجاتی ہے کہ درخت لگانیوالا پھل کا مالک رہے اور درخت خشک ہوجانیکے بعد لکڑی کاٹ کر لیجاسکتا ہے اور درخت شاداب اور کھڑا سرکار کا ہے آیا درخت لگانیوالا اُسکے پھل کو بطور ملکیت خود فروخت کرسکتا ہے شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب استیلا سرکار سے اُس سڑک کی زمین اصلی مالک کی ملک سے خارج ہوگئی جب باجازت سرکار کسی نے اُسمیں درخت لگایا اُسکا پھل بھی مملوک اس ہی لگانیوالے شخص کا ہے اس لئے اُس پھل کا فروخت کرنا جائز ہے جبکہ پھل نمودار ہوگیا ہو اور کام میں لانیکے قابل ہوگیا ہو۔ ۱۱ صفر سنہ ۱۳۳۲ھ

ف: یہاں سے ملحقات جدیدہ شروع ہوتے ہیں وہ مسائل ہیں جو امداد الفتاوی میں منتشر طور پر ہیں ... حوادث الفتاوی ... حاشیہ میں ... نقل کرنے کا وعدہ ... ۱۲ منہ

[illegible]

سوال (۱) نیلام سرکاری خریدنا جائز ہے یا نہین وجہ یہ ہے کہ بائع اور مبیع اور کی (۲) زید و عمرو باہم معاشرت کرتے رہے زید نے چند درخت نصب کیے عمرو کا ایک مکان تھا اتفاقاً عمرو نے کسی کوری کے پانی کو روک دیا کوری نے مقدمہ دائر کیا اُسکی ڈگری ہوگئی اسکے بعد کوری نے اپنے کھیت کے نقصان مین عمرو کی چیزون کو قرق کرا دیا اسمین درخت و مکان مذکور سب قرق ہوگئے اس کے بعد زید نے ایک جگہ سے روپیہ قرض لاکر دیا اور سب چیزون کو قرقی سے بچایا اور قرض مذکور کو زید نے ادا کیا عمرو کاربار سے معذور تھا اب وہ سب چیزین زید کی ہونگی یا عمرو کی۔

الجواب (۱) فی الدر المختار فصل الحبس ابداً حبس الموسر لانه جزاء الظلم قلت وسیجئ فی الحجر انه یباع ماله لدینه عندهما وبه یفتی وحینئذ فلا یتابد قبینه ثم قال فی کتاب الحجر لا یبیع القاضی عرضه ولا عقاره للدین خلافاً لهما ای بقولهما ببیعهما للدین یفتی اختیار وصححه فی تصحیح القدوری۔ پس کسی حق واجب کے استیفا کے لئے کسی کا مال نیلام کردینا حاکم کو بقول صاحبین کے جائز ہے اور اُسکے مفتی بہ ہونیکے سبب اسی پر عمل ہے (۲) چونکہ کوئی سبب اسباب تملک سے نہین پایا گیا لہذا یہ چیزین زید کی ملک نہین ہوئین البتہ اگر یہ قرض زید نے عمرو کے کہنے سے ادا کیا ہے تو اپنی رقم کا مطالبہ عمرو سے کرسکتا ہے اور اگر بدون اُسکے کہے ادا کردیا تو مطالبہ رقم کا بھی نہین ہوسکتا اور چیزین ہر حال مین عمرو کی ہین واللہ اعلم۔ ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ

سوال زید غیر مسلم ساکن ملک امریکہ نے عمرو مسلم ساکن ہند سے کہا کہ اگر تم مجھے دو ہزار روپیہ بطور ضمانت دیدو تو مین تمکو اپنا مال فروخت کرنیکے لئے ایجنٹ مقرر کردونگا اور فی عدد ایک آنہ کمیشن دونگا عمرو نے منظور کرکے دو ہزار روپیہ زید کو دیدیا اور دو ہزار روپیہ سے دو چند سہ چند مال فروخت کے واسطے دینے کا وعدہ کرکے دیتا ہے اور عمرو اس کو فروخت کرتا ہے یہ صورت شرعاً جائز ہے یا نہین۔

ف (۱) جواز خرید نیلام

ف (۲) ...

ف ...

(الجواب) جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس غیر مسلم کو جو روپیہ بطور ضمانت دیا ہے اسمین دینے والے کی یہ اجازت ہو کہ وہ اس سے تجارت وغیرہ کرکے منتفع ہو اور اگر وہ بدون اسکی اجازت کے ایسا کرے گا تو اسکا بار خود اس کے ذمہ ہوگا ۔

۱۶ رمضان ۱۳۴۲ھ

(سوال) ایک بازار مین یہ رواج قدیم مابین ہندو و مسلمان مقرر ہے کہ ہندو و مسلمان گاڑیبان جب اپنا مال یعنی قند سیاہ باہر سے لاکر وہان کے تجارت پیشہ ہندو و مسلمان کارخانہ چینی والے کے ہاتھہ بیچتے ہین تو کل قیمت اپنی لیکر اسمین سے ایک آنہ حسب رواج وہان کے بغرض مصارف مدرس و امام مسجد و پوجاری شوالہ بخوشی دیدیتے ہین جسکو امام مسجد و پوجاری لیکر اپنے تصرف مین لاتے ہین خواہ وہ خریدار مال ہندو ہو یا مسلمان ہو اُس رقم کو اپنے پاس امانتہً رکھتا ہے اور کل رقم وصول شدہ اپنے اپنے موقع پر یعنی بوقت طلب پوجاری و امام کو دیدیتا ہے ۔ نہ ہندو کارخانہ والون کو مسلمان مدرس و امام کے دینے مین عذر ہے نہ مسلمان کارخانہ والون کو ہندو پوجاری کے دینے مین رقم مطلوبہ کے کوئی حجت پیش ہوتی ہے ۔ اسیطرح سے ایک زمانہ دراز سے سلسلۂ انتظام قائم ہے اب اسوقت بعض مسلمانون کو یہ تردد پیش ہے کہ اسطرح کی یہ رقم امانت کا ہندو مسلمانون کو اپنے پاس رکھنا اور اُنکی پوجاری کو یا مدرس و امام مسجد کو دینا شرعاً جائز ہے یا نہین اور ایسی مشارکت دینی کامون مین روا ہے یا نہین ۔

(الجواب) درست نہین ۔ سب ملکر اس انتظام کو اسطرح بدل دین کہ ہندو صرف ہندوؤن سے لیا کرین اور مساجد مین خرچ نکرین ۔ اور مسلمان صرف مسلمانون سے لیا کرین اور پوجاریون مین خرچ نکرین اور جبتک ایسا انتظام مقرر نہو تو مسلمان ایسا کرین کہ اگر ہندوؤن سے انکو لینے کا موقع آوے تو نہ لین کہ اختیاری بات ہی ہو اور جب نہین لینگے تو انسے کوئی پوجاری بہی نہین مانگ سکتا اور اگر مانگے تو یہ جواب دیسکتا ہے کہ ہمنے خود ہی ہندوؤن سے نہین لیا تو ہم

تمکو کیسے دین - اور اگر ہندوؤن کو وہ ایک آنہ دینے کا موقع پڑے اور وہ مجبور کرکے
لینا چاہین تو یون کرے کہ دام پورے وصول کرکے ایک آنہ واپس نہ دے بلکہ
اُس سے یون کہے کہ مجھکو ایک آنہ قیمت مجوزہ مین کم دیدو اور نیت یہ رکھے کہ مین
ایک آنہ اسکو معاف کرتا ہون اور مسلمان سے لینا بھی جب درست ہے کہ وہ خوشی سے
دے اور جو شخص کہ محض اس رسم کی پابندی سے دیتا ہو اُس سے لینا جائز نہین
۲۷ ذیقعدہ ۱۳۲۷ھ -

(**سوال**) چاندی خریدنے مین جسطرح روپیہ کے ساتھ بخیال تبدیل جنس پیسہ
ملا لیا کرتے ہین ایسے ہی اگر نوٹ یا کوٹھی کے روپیہ جمع شدہ کی بیع مین کرین نیز
ریزگاری خریدنے مین جو صراف کے یہان رہجاوے اُسے پیسہ تصور کرین تو کیا
قباحت ہے - فقط

(**الجواب**) یہ حیلہ تو بیع یداً بید مین ہو سکتا ہے کہ اسمین مماثلت شرط نہین
اور نوٹ اور کوٹھی کے جمع شدہ روپیہ کی بیع درحقیقت حوالہ ہے کہ قرض مین داخل
ہے جس کا حکم مماثلت ہے اور اس حیلہ مین وہ فائت ہے لہذا درست نہین - یہ جب
ہے کہ بھی شی پر معاملہ کیا جاوے ورنہ علی السواء مضائقہ نہین، کہ عدم مماثلت عقد
مین شرط نہین ٹھہرائی اور ادا کے وقت استبدال جائز ہے اور ریزگاری کے معاملہ
مین اگر بقیہ کو پیسہ تصور کیا جاوے تاہم معدوم ہے لہذا قیاس مع الفارق ہے -

(**سوال**) (۱) کپڑے اور روئی بنانیکے ملون کے شیر یعنی حصص کمپنی مذکورہ کے
خریدنا درست و جائز ہے یا نہین (۲) اور ٹرام و ریلوے کے حصص خریدنا درست
ہے یا نہین (۳) مذکورہ بالا کمپنی کے دو ہزار روپیہ کے اگر حصص خریدے تو
اُسکی آمدنی کے اوپر زکوٰۃ دینا واجب ہے - یا ان دو ہزار روپیہ مذکورہ
دونون پر زکوٰۃ لازم آئیگی (۴) دار الحرب مین بعض لوگ سیونگ بنک مین
پیسہ رکھتے ہین اور سالانہ سود بھی لیتے ہین کیا مسلمان کے لیئے یہ جائز ہے -

(**الجواب**) (۱) و (۲) اگر حصہ صرف نقد روپیہ تھا تب تو اسکے

خرید نے کے لئے برابر برابر ہونا شرط ہے اور اگر حصہ مین آلات جزو بھی ہے تو بدون اس شرط کے بھی درست ہے (۳) زکوٰۃ اصل و نفع دونون پر واجب ہوتی ہی (۴) یہ فعل معصیت ہی مگر اس سے جو مال حاصل ہوا وہ مباح ہو سکتا ہے اور اس مسئلہ مین اختلاف بھی ہے۔ ۱۴ جمادی الاخری ۱۳۲۸ھ

(**سوال**) ملک برہما مین ایک شخص امیر کبیر بلقب اسکا فر جو گنگ ہی اور اُسکے ماتحت چند گانون ہین سرکار عالی یعنی انگریزنے اسکو اس دیہات کا والی و مالک بنادیا اور یہ بھی کاغذ مین رجسٹری کردیا کہ ہر سال مین اتنا روپیہ خزانہ سرکار عالی مین یعنی انگریزی کو دینا پڑے گا اور یہ دیہات جو تمہارے تحت مین ہی اسکو بھی تم بیع و فروخت کرنیکے مختار ہو یعنی اگر کسی کو بیع ڈالو گے سرکار انگریزی اس سے مانع نہین ہی اور جسکو فروخت کروگے اسکو بھی میرے یہ سب حکم ماننے پڑینگے اور تمہارے مرنیکے بعد تمہاری اولاد کے لئے بھی یہ حکم جاری ہے یعنی وہ بھی اسکو بیع و فروخت کرنیکے مختار ہین لیکن تیس برس کے بعد سرکار انگریزی کی طرف سے جو حکم صادر ہوگا ماننا پڑیگا۔ یعنی اگر خراج وغیرہ افزودہ ہو جاوے اس کا حکم ماننا پڑے گا پس فر جو گنگ مذکور رعیت کو جو اس کے زیر حکومت ہے ایک کاغذ چند روپیہ نذرانہ لیکر چند بیگہ زمین دیتے ہین اور کاغذ مین یہ لکھدیتے ہین کہ فلان طرف کی فلان زمین مثلاً چار بیگہ زمین تمکو دیا بشرطیکہ فی سال فی بیگہ للعہ خراج دینا پڑے گا اور اس زمین کو صدقہ و ہبہ اور بیع و فروخت کرنیکے بھی تم باختیار ہو اور تمہارے مرنیکے بعد تمہارے وارثون کو بھی اس کا اختیار ہے لیکن جو زمین تمہارے تصرف مین ہی اسکو اگر فروخت کروگے اس کا چوتھائی قیمت مجھے دینا پڑے گا۔ یعنی اگر سو روپیہ کی زمین فروخت کروگے پچیس روپیہ مجھے دینا ہوگا اور جسکو فروخت کروگے اسکو بھی فی بیگہ تمہارے حساب سے خراج دینا پڑے گا۔ اور سرکار انگریزی جو حکم تیس برس کے بعد کرے گا تم اور ہم دونون کو اسکا حکم بجالانا پڑیگا پس رعیت کو اُس زمین کا مالک کہا جائیگا یا نہین۔ اور اگر فر جو گنگ مذکور نے کسی رعیت سے جبراً زمین چھین کر دوسری رعیت کو نذرانہ لیکر زمین دیدی تو رعیت اول

زمین جو ہبہ بالعوض مین واہب کا یہ شرط کرنا کہ اگر تم اسکو فروخت کروگے تو تہائی قیمت مجھکو دینا پڑے گا۔

اس زمین کا مالک ہوگا یا رعیت ثانی اور کسکو ان دونون مین سے اس زمین مین تصرف کرنا جائز ہوگا اور کسکو نہین ازروئے شرع شریف کے باوجود سرکار انگریز زمین ایک رعیت سے چھین کر دوسرے اور کسی رعیت کو دینے سے یا فرجوگنگ کو خود اس زمین مین تصرف کرنے سے مانع ہے۔

(الجواب) فی رد المحتار عن غایۃ البیان قال اصحابنا ان العوض الذی یسقط به الرجوع ما شرط فی العقد الی قوله ولیس کذلک اذا شرط فی العقد لانه یوجب ان یصیر حکم العقد حکم البیع وتعلق به الشفعۃ ویرد بالعیب الخ ج ۴ ص ۷۰۹

چونکہ فر جوگنگ کو جو سرکار سے ملا ہے وہ تو بوجہ ہبہ صحیحہ کے اُسکی ملک ہوگیا کما ہو ظاہر۔ آگے جو فرجوگنگ نے بشرائط مذکور کسی اور کو دیا ہے۔ ظاہر صیغہ سے یہ ہبہ بالعوض معلوم ہوتا ہے اور ہبہ بالعوض حکم بیع مین ہے جیسا روایت مذکورہ سے ثابت ہوا اور اگر بیع ان شرائط سے ہو وہ فاسد ہے اور بیع فاسد مین جیسا فقہاء نے تصریح کی ہے قیمت متعارفہ واجب ہوتی ہے۔ نیز بیع فاسد مین مشتری اگر قبضہ کرے مالک ہوجاتا ہے۔ نیز بیع فاسد مین اگر مشتری نے اُسکو کسی اور شخص کے ہاتھ بیع صحیح نکیا ہو یا ہبہ کرکے تسلیم نہ کیا ہو یا وقف نکر دیا ہو یا رہن نکر دیا ہو (من التصرفات التی ذکرہ فی الدر المختار باب البیع الفاسد) اُسوقت تک بائع کو حق فسخ و استرداد حاصل ہے اور جو مشتری سے لیا ہی اُسکا واپس کرنا بھی واجب ہے اس لئے صورت مسئولہ مین فرجوگنگ نے جس شخص کو زمین دی ہے اگر وہ قبضہ کرلے گا تو مالک ہوجاویگا اور جو شرائط ٹھیرائے ہین سب لغو ہونگے البتہ اُس زمین کی جو قیمت مروجہ ہوگی وہ واجب ہوگی اور جبتک اس زمین لینے والے نے تصرفات مذکورہ منقولہ عن الدر المختار نہ کیے ہون فرجوگنگ اگر واپس کرلے جائز ہے لیکن فرجوگنگ نے جو اس شخص سے لیا ہو وہ واپس کردے اور اگر ان تصرفات مین سے کوئی تصرف کرلیا ہو تو فرجوگنگ زمین واپس نہین کرسکتا۔ ۲۸۔ شوال ۱۳۲۸ھ

حکم فروخت کاغذات اسٹامپ کا ان لوگون کے ہاتھ جو ان پر سودی دعوی لکھین

(**سوال**) اگر کوئی شخص کاغذات اسٹامپ عدالت دیوانی کمیشن مقررہ
لیکر فروخت کرے جن پر اکثر آدمی سود کے دعوے وغیرہ دائر کرتے ہین
اونکا فروخت کرنا کیسا ہے اور کاغذات اسٹامپ عدالت فوجداری کے
جن پر اکثر سود ولین دین کے دعوے لکھے جاتے ہین اُنکا فروخت کرنا کیسا
ہے مفصل حال سے اطلاع بخشین۔ بینوا توجروا

(**الجواب**) کاغذات اسٹامپ مین دو مقام مین کلام ہے ایک
یہ کہ فی نفسہ لیسنس دار کوان کا بیچنا جائز ہے یا نہین اور دوسرے یہ کہ
ایسے شخص کے ہاتھ بیچنا جوان پر سودی مضمون لکھیگا آپ[1] نے امر ثانی کو پوچھا
ہے اُسکا جواب یہ ہی کہ اس سے بیع ناجائز نہین ہوتی ہے اور چونکہ لکھنا
باختیار کاتب ہوگا اس لئے کاغذ بیچنے والا معین نہ کہا جاویگا ۲ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ

حکم فروخت اسٹامپ بزیادت از قیمت مقررہ

(**سوال**) لیسنس دار جو اسٹامپ خزانہ سے بیچنے کے لئے لاتے ہین
تو اُنکو ایک روپیہ پر تین پیسہ کمیشن کے طور پر دیئے جاتے ہین یعنی ایک روپیہ
کا اسٹامپ ۱۵ ؍ پر ملتا ہی اور لیسنس دارون کو یہ ہدایت قانوناً ہوتی
ہے کہ وہ ایک روپیہ سے زائد مین اس اسٹامپ کو نہ بیچیں اب قابل دریافت
یہ بات ہی کہ اگر یہ شخص ایک روپیہ والے اسٹامپ کو مثلاً سترہ آنہ
مین فروخت کرے تو شرعاً جائز ہوگا یا ناجائز۔

(**الجواب**) حقیقت مین یہ بیع نہین ہی بلکہ معاملات کے طے کرنیکے لئے
جو عملہ درکار ہے اُس عملہ کے مصارف اہل معاملات سے بدین صورت لئے
جاتے ہین کہ ان ہی کے نفع کے لئے اس عملہ کی ضرورت پڑی اس لئے اس
کے مصارف کا ذمہ داران ہی کو بنانا چاہئے اور لیسنس دار بھی مصارف پیشگی
داخل کرکے اہل معاملہ سے وصول کرنیکی اجازت حاصل کرلیتا ہے اور اس تحصیل

[1] اور امر اول کا حکم اسکے بعد متصل سوال کے جواب مین مذکور ہی جو ۲۹ جمادی الاولے سنہ ۱۳۲۹ھ کا لکھا ہوا ہے ۱۲ منہ

ایفاء کے صلہ مین اسکو کمیشن ملتا ہے۔ پس یہ شخص عدالت کا وکیل ہی بیع کا ثمن لینے والا نہین اس لیئے مؤکل کے خلاف کرکے زائد وصول کرنا حرام ہوگا۔ فقط ۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ۔

(**سوال**) قانون ریلوے مین ایک مدت مقرر ہے کہ اگر اس عرصہ مین مالک مال آگیا تب تو اسکو دیدیا جاتا ہی ورنہ بعد گزرنے مدت کے اگر پہل وغیرہ ہوتے ہین تو تیسرے دن نیلام کردیتے ہین سو اس مال کا خریدنا قاعدہ شرعیہ سے جائز ہے یا نہین۔

ریل پر آئے ہوئے مال کو خریدنا

(**الجواب**) اگر یہ معلوم ہو کہ وہ دام مالک کو دیئے جاتے ہین تو خریدنا جائز ہے والا لا۔

(**سوال**) سرکاری درخت جو سڑک سے کنارون پر کھڑے ہوتے ہین جسوقت خشک ہو جاتے ہین نیلام کردیئے جاتے ہین اور اُنکی قیمت بحق سرکار داخل خزانہ ہو جاتی ہے ایسے درخت یا عام طور پر کل سرکاری چیزونکے لئے قانوناً ممانعت ہے کہ کوئی سرکاری ملازم خواہ کسی مرتبہ اور حیثیت کا ہو نیلام مین خریدے اگر کسی افسر نیلام کنندہ نے بلا رو رعایت ایک درخت کو نیلام کیا اور طلبہ عام مین جتنی قیمت اُسکی بولی مین آسکتی تھی وہ بولی گئی اور پھر اُسنے آخیر قیمت پر کچھہ اضافہ کرکے دوسرے کے نام سے بولی بلوائی اور خود خرید لیا یعنی اتنی قیمت پر خریدا کہ پھر اس سے زیادہ کسی نے نہین قیمت بڑہایا تو کیا اُس نیلام کنندہ کا یہ فعل شرعی طور پر جائز ہوگا یا نہین اور اگر وہ ایسا کرچکا ہے تو اُس درخت خریدشدہ کے ساتھہ اب اُسکو کیا کرنا چاہیئے۔

نیلام سرکاری درختوں کا ملازم سرکاری کو خریدنا

(**الجواب**) جب ممانعت ہی تو خریدنا جائز نہین البتہ یہ درست ہی کہ کوئی اور خریدے پھر یہ ملازم اُس سے خریدے مگر اس خریدار کے ساتھہ رعایت درست نہین کہ درحقیقت مقصود اپنے نفس کے ساتھہ رعایت ہے فقط ۱۸ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ۔

سوال طرابلس پر اٹلی کا قبضہ ہو جانے سے ہندوستان کے مسلمانون مین جسقدر پہنچتی ہے ایک گونہ اثر اوس کا دہلی مین بھی ہے چنانچہ اہل دہلی کے ایک جلسہ مین یہ کہا گیا کہ مسلمانون کو چاہیے کہ اٹلی کے ساتھ تجارتی لڑائی کرین اٹلی ساخت کل سامان کا استعمال ترک کردین خرید و فروخت بالکل چھوڑ دین جو ایسا کرے گا وہ کافر ہے سلطان کا خیرخواہ نہین اٹلی کا حامی ہے اور اس کا عملی نمونہ یہ ہوا کہ لوگون نے (یعنی استعمال ترک نہ کرنے) اسی جلسہ مین اٹلی ساخت ترکی ٹوپیان اُتار اُتار کر جلادین میری دوکان پر سامان اکثر فینسی ہوتا ہے جسمین بہت سی چیزین اٹلی ساخت ہوا کرتی - چاقو - بٹن - اُسترہ - وغیرہ وغیرہ بھی ہوتے ہین لوگون نے بہت تنگ کرنا شروع کیا کہ ان چیزون کا فروخت کرنا چھوڑ دو فقط۔

الجواب کافر ہونیکی تو کوئی وجہ نہین اور بلکہ بیع ناجائز بھی نہیں لیکن افضل یہی ہے بشرطیکہ اپنا ضرر اور اتلاف مال نہو ورنہ افضل کیا جائز بھی نہین۔ فقط ۱۸ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۹ھ

سوال عرصہ ایک سال کا ہوا کہ ایک ہندو نے میرے پاس ایک رسالہ بھیجا جسمین وید کی قدامت لکھی تھی اور کچھ نسخجات بھی تھے مین نے اوسکو رکھ لیا اور وہ رسالہ ماہوار آتا رہا اور مین نے انکار نہین کیا سال گذرنے پر ایک پرچہ وی پی دو روپیہ کا آیا مین نے اوسکو واپس کر دیا اور لکھدیا کہ چونکہ آپنے بلا طلب پرچے بھیجے تھے اس لئے مین انکار کرتا ہون انہون نے بطور ہدایت یہ بھی لکھا تھا جو کہ پہلے پرچہ تک بھیجنے پر انکار نکرینگے انکے نام پرچہ جاری رہیگا تو اب یہ پوچھتا ہون کہ قیمت میرے ذمہ واجب عند الشرع ہے یا نہین۔

الجواب آپکو انکار کر دینا واجب تھا خواہ خط بھیجکر خواہ پرچہ واپس کرکے اب قیمت تو واجب نہیں ہوئی لیکن سب پرچون کا واپس کر دینا واجب ہے۔ وہ آپ کی ملک نہیں۔ ۱۱ جمادی الاولی سنہ ۱۳۳۰ھ

سوال میان بی بی مین قبل تحریر بیعنامہ کوئی قرار داد یا ایجاب قبول نہین ہوا بعد تحریر بیعنامہ و رجسٹری بی بی کو معلوم ہوا۔

الجواب یہ تشریح تامہ ہے نہین ہوئی ۔ ۱۴ر شعبان ۱۳۳۰ھ

ف مقرض کا مستقرض کے ہاتھ کوئی شی کم قیمت کی زیادہ قیمت میں بیچنا اور اُسکی قیمت مع اصل قرض وصول کرنا ۔

سوال ایک شخص مسلمان مالدار ہے جب کوئی شخص اُس سے مثلاً نقدی قرض ایک سو ساٹھہ روپیہ لینے کے واسطے آتا ہی تو وہ اس طریق سے قرض دیتا ہی کہ ایک کپڑا جسکی قیمت دس روپیہ ہی پچاس روپیہ اور بڑہا کر گویا ساٹھہ روپیہ مین خریدار کو دیتا ہی حالانکہ مشتری بھی اس بات کو جانتا ہے کہ یہ چیز دس روپیہ کی ہی اس کے ساتھ مین ایکسو روپیہ اور دیتا ہے پھر بوعدۂ مقررہ یہ جملہ ایکسو ساٹھہ روپیہ لیا جاتا ہے شخص مذکور کو کپڑے کی ضرورت نہین بھی ہوتی مگر وہ مجبوراً طریقہ مذکورہ بالا کو اپنی حاجت روائی کے لئے منظور و قبول کر لیتا ہے اور دوسری صورت قرض مسطورۂ شرح صدر یہ ہے کہ ایک سو روپیہ کا نوٹ ایک سو ساٹھہ روپیہ مین دیا جاتا ہی ان دونون صورتون مین یہ مزید روپیہ لینا درست ہے یا نہین ۔

الجواب وقصد و نیت تو بالکل سود لینے کی ہے اس لئے باطناً بھی حرام ہے اور قرض مشروط لقبول المبیع ہی ہے اس لئے ظاہراً بھی حرام ہی ۔ غرض کسیطرح یہ معاملہ حلال نہین اور نوٹ کا معاملہ مذکورۂ فی السوال کا حرام ہونا تو اس سے زیادہ صریح ہے فقط

۲ر ربیع الاول ۱۳۳۷ھ

ف ربوا
محکمہ ریل میں ملازمین کی تنخواہ کا کوئی جزو جو کٹ جاتا ہی اور وہ مع سود ملتا ہی ۔ اس سود کا حکم

سوال محکمۂ ریل مین جن ملازمین کو پندرہ روپیہ ماہوار یا اس سے زیادہ تنخواہ ملتی ہے انکی تنخواہ کا بارہوان حصہ کاٹ لیا جاتا ہی اور سرکار مین جمع رہتا ہی یعنی ایک سال مین ایک ماہ کی تنخواہ لنگر سرکار مین رہتی ہی اس روپیہ پر منافع ریلوے کی آمدنی کے حساب سے ملتا ہے بعض وقت اصل رقم کے برابر بعض وقت زیادہ بھی اور بعض وقت کم غرضیکہ جسقدر منافع ہو اسقدر ہوتا ہے یہ منافع ملازم کو ملتا نہین بلکہ ریلوے مین جمع رہتا ہے ان دونون رقمون پر سود بھی ملتا ہے تین روپیہ فیصدی یا چار روپیہ فیصدی اس ریاست کی ریلوے مین جسقدر مسلمان ہین اُنمین سے تمام یہ منافع لیتے ہین اور سود اکثر نہین لیتے ہین اور بعض لیتے بھی ہین ۔ تنخواہ کا بارہوان حصہ انہین لوگون کا کاٹا جاتا ہے جنکی ملازمت مستقل ہو اور پندرہ یا پندرہ سے زیادہ تنخواہ ہو غیر مستقل اور پندرہ روپیہ سے کم تنخواہ والون سے نہین کاٹا جاتا یہ تمام روپیہ صرف اسوقت ملتا ہے جب ملازم ملازمت ترک کرے اور کوئی حرکت

ایسی نہ کی ہو جو بدنامی کے ساتھ علیحدہ کیا جاوے ورنہ نہین ملتا۔ ملازمت کے زمانہ مین اگر
کوئی وصول کرنا چاہے تو نہین کر سکتا۔ ملازمت گورمنٹ مین پنشن ملتی ہے ریلوے مین پنشن نہین
بجائے پنشن یہ روپیہ ملتا ہے لازم کو یہ روپیہ بمجبوری کٹوانا پڑتا ہی اس کا اختیار نہین
کہ کٹوائے یا نہ کٹوائے۔ اب اس منافع کی رقم کے بارہ مین کیا فرماتے ہین یہ سود مین
توشمار نہین۔ یہ قاعدہ ہر ایک ریلوے مین ہے۔ ٥

(**الجواب**) لینا اسکا جائز ہے اور یہ سود نہیں ہے وجہ اسکی تحریر سے
سمجھہ مین نہین آسکتی ۷ جمادی الاخری ۱۳۲۷ھ

سوال نوٹ کی بیع تین طرح سے کیجاتی ہے۔ پہلا طریقہ دس کا نوٹ دس کو
دوسرا طریقہ۔ دس کا نوٹ پونے دس کو نو روپیہ تین چونیان۔ تیسرا طریقہ دس کا نوٹ
پونے دس کو نو روپیہ بارہ آنہ کے پیسے۔ اسمین کونسی صورت جائز ہی۔

الجواب اول جائز اور ثانی اور ثالث ناجائز۔

سوال نوٹ کاغذی سکہ ہی مثل اور سکون کے ہے یا نہین۔

الجواب نہین ۱۱ رجب المرجب ۱۳۲۷ھ

سوال ہنڈی ونوٹ مین بٹہ لینا دینا درست ہے یا نہین

الجواب نہین ۲

تتمہ سوال ۲ علےٰ ہذا ان دونون کو دیکر انکی قیمت دو چار روز کے بعد لینا۔

الجواب یہ درست ہے

تتمہ سوال بالا یا کسیقدر قیمت بالفعل لینا اور کسیقدر دو چار یوم کے بعد لینا
درست ہے یا نہیں۔

الجواب یہ درست ہے۔

سوال زید نے مثلاً عمرو کو ایک ہزار روپیہ باین شرط دیا کہ فی آڑا چار آنہ لونگا
خواہ عمرو کو نفع ہو یا نقصان مجکو چار آنہ آڑا نفع سے کام ہے اب جسقدر مال

٥ یہ پانچ سوال بعد اسکی دینہ ہی لکھدی گئی ۱۲ منہ

عمرو خریدتا ہے اسقدر زید مہاجن کے یہان تحریر کرا دیتا ہے جسوقت ہزار روپیہ کا مال طیار ہو جاتا ہی اُسوقت مہاجن حساب کر کے نفع و اصل دام وصول کر لیتا ہے اور مہاجن کو مال کی خرید و فروخت سے کوئی نسبت نہین ہوتی تو اس صورت مین زید کو یہ نفع لینا درست ہے یا کیا ہے۔

الجواب درست نہین۔

سوال گورمنٹ دریافت کرتی ہی کہ ہر ملازمین سرکار اپنی تنخواہ مین سے ۱/۲ ۶ سے ۱/۲ ۱۲ روپیہ فی صدی کے حساب سی ہر مہینہ مین خزانہ سرکار مین جمع کرین اور وہ کل رقم بعد علیحدہ ہونے نوکری سرکاری کے خواہ پنشن ہونے پر یا خود نوکری چہوڑدی اسوقت کل روپیہ اس کا بمعہ چار روپیہ فیصدی سود کے سرکار واپس دیگی۔

الجواب جواب مسئلہ کا یہ ہی کہ تنخواہ کا کوئی جزو اسطرح وضع کرا دینا اور پھر یکمشت وصول کر لینا اگرچہ اسکے ساتھ سود کے نام سے کچھ رقم ملے یہ سب جائز ہے کیونکہ درحقیقت وہ سود نہین ہے اس لئے کہ تنخواہ کا جو جزو وصول نہین ہوا وہ اس ملازم کی ملک مین داخل نہین ہوا پس وہ رقم زائد اسکی مملوک شئے سے منتفع ہونے پر نہین دیگئی بلکہ تبرع ابتدائی ہے گو گورمنٹ اسکو اپنی اصلاح مین سود کہے۔ فقط ۲۷ ذی الحجہ

سوال نمبر ا کچھ روپیہ ڈاکخانہ مین جمع کیا ظاہر ہے کہ سرکار سود دیتی ہے آیا وہ سود ڈاکخانہ پر چہوڑا جاوے یا لیکر غربا کو دیدیا جاوے کونسی صورت بہتر ہے اور ڈاکخانہ پر چہوڑ دینے سے نہ لینے کا گناہ تو نہین ہوتا کیونکہ ڈاکخانہ تو اپنی طرف سے دیچکا پھر کیون نہ لیکر غربا کو دیدیا جاوے۔

نمبر ۲ دیگر یہ کہ ایک نیا قاعدہ جاری ہوا ہے کچھ آدمیون نے چندہ کہولا ہے وہ چندہ ... کا ... دیا جاتا ہے کہ جو فوت ہو گئے ہون اور ... کا ... اصحاب ... جاتا ہے کہ جو بیس سال تک زندہ رہین اور اس سہ ماہی کا روپیہ ... کہ جسمین کوئی فوت نہو اس مین جمع کر دیا جاتا ہے تو جو ممبر پانچ سال تک چندہ دیتا رہا ہو بوجہ اتفاق زمانہ سے وہ ناقابل ہو جاوے تو اس مدسے

ص

... ربوا

... ربوا

اسکی امداد کیجاتی ہے متوفی کے وارث کو روپیہ ملنے کی کوئی تعداد مقرر نہین ہے وہ
تعداد اموات اور چندہ دہندگان پر منحصر ہے۔ ہر دو سوال کے جواب کافی سے آگاہ
فرمایئے۔

الجواب عن الاول اول تو جمع نکرنا چاہیے اور اگر جمع کر دیا واپس کر لینا چاہیے
اور جو چڑھ چکا ہے وہ لیکر غربا کو دیدے۔

الجواب عن الثانی بالکل حرام ہے ۳ شعبان ۱۳۲۸ھ

سوال ایک شخص نے اپنے مطالبہ تعداد سو روپیہ کا دعوے کیا عدالت نے
خلاف اصلیت بجائے سو روپیہ کے اسی روپیہ کی ڈگری صادر کی اور خلاف خواہش
مدعی کے سود بھی دلایا تو اب مدعی اسی روپیہ زر ڈگری کے علاوہ بیس روپیہ مد سود سے
لیکر اپنا یافتنی پورا لے سکتا ہے یا نہین۔ **الجواب** لے سکتا ہے۔

سوال ایک شخص نے اپنے مطالبہ سو روپیہ کا دعوے کیا عدالت نے خلاف اصلیت
بجائے سو روپیہ کے ایک سو بیس روپیہ کی ڈگری دی تو مدعی کو صرف سو روپیہ لینا چاہیے
یا ایک سو بیس۔

الجواب صرف سو روپیہ۔

سوال شکل مندرجہ نمبر ۱ کے ڈگری کو مدعی بقدر اصل ڈگری یعنی اسی روپیہ
کو ایک دوسرے شخص کے ہاتھ فروخت کرتا ہے خود تو سود نہین لیتا ہے لیکن اسکے
علم مین یہ بات ہے کہ وہ سود لے گا یا اس سے نفع لیوے کسی سبب سے اسکے تعہد یہ ڈگری
فروخت کرتا ہے آیا اس بائع پر کوئی مواخذہ ہے یا نہین۔

الجواب اگر یہ بائع مشتری سے حکم شرعی سے اطلاع کر کے خیر خواہانہ منع کر دے
تو بائع سبکدوش ہو جاوے گا مگر خود ڈگری کا فروخت کرنا ہی محل کلام ہے کیونکہ روپیہ
روپیہ کا مبادلہ ہے بیع مشروط ہے دست بدست ہونیکے ساتھ اور یہ یہان مفقود ہے
اسکی تدبیر یہ ہے کہ یہ بائع اس مشتری سے اسی روپیہ قرض لے اور مشتری سے کہے

۵ یعنی اوپر سے پہلا سوال ۱۲ منہ

کہ ہمارا اتنا قرض فلان مدعا علیہ کے ذمہ آتا ہے ہم تمکو اُسپر حوالہ کرتے ہین تم اس سے وصول کرلو اسطرح درست ہے مگر اسمین ایک مستقل شرط یہ ہے کہ وہ مدعا علیہ بھی بخوشی اس معاملہ سے رضامند ہو اور اگر وہ رضامند نہو تو ایک اور تدبیر یہ ہے کہ یہ بائع اُس مشتری سے قرض لیکر اسکو وکیل بنا دے کہ تم مدعا علیہ سے وصول کرلو اور وصول کرنیکے بعد تم اپنے قرضہ مین رکھ لو۔ اس طرح درست ہے۔

کفالت — ریل کمپنی سے ضمان لینا

سوال اگر بریک سے قفل توڑ کر کسی شخص نے ریل والون سے مال چرا لیا ہو تو ذریعہ عدالت کمپنی سے مال وصول کرنا درست ہے یا نہیں

الجواب ریلوے کمپنی ضامن ہوتی ہے حفاظت اموال بریک کی اس لئے اُس سے وصول کرنا درست ہے ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ

اجارہ — مدرس کو کھانے کے عوض نقد روپیہ دیا جاوے تو ایام تعطیل میں بھی یہ روپیہ دیا جاوے گا یا نہیں

سوال ایک مدرس عربی کی دس روپیہ تنخواہ ہے اور کھانا بھی مدرسہ کے ذمہ ہے کھانا کی بدنظمی کی وجہ سے مدرس مذکور نے یہ درخواست کی کہ مجھکو کھانیکے عوض نقد دیا کرو اس کو اہل مدرسہ نے قبول کر کے تین روپیہ ماہوار مثلاً بعوض طعام معین کر دیا اب بجائے اس کے تیرہ روپیہ مدرسہ دیتا ہے اب مقصود سوال سے یہ ہے کہ جیسا قاعدہ مقررہ مدارس کا ہے کہ ماہ رمضان کی تعطیل مین مدرسین مکان کو چلے جاتے ہین انکو تنخواہ ماہ رمضان المبارک کی مدرسہ سے دیجاتی ہے اب مدرس مذکور کو یہ تین روپیہ تنخواہ مین محسوب ہونگے یا نہین اور رمضان المبارک کی تنخواہ دس دیئے جائین گے یا تیرہ۔

الجواب اس کا مدار عرف ہے جبکہ کوئی خاص تصریح نہو اور میرے نزدیک عرف یہ ہے کہ جب بجائے کھانیکے نقد اس طرح معین ہوجاوے کہ وہی مستقل ہوجاوے اسطور پر کہ پھر عود طعام کا احتمال بعید ہوجاوے تو وہ نقد مثل دوسرے جزو تنخواہ کے ہوجاویگا اور ایام تعطیل مین بھی تیرہ روپیہ دیئے جاوینگے البتہ اگر کسی شخص کو اسکے خلاف عرف محقق ہوجاوے تو اُسکے موافق حکم ہوگا ۱۸ رجب ۱۳۲۷ھ

سوال گورنمنٹ چھاپہ خانہ مین کسی شخص کی تنخواہ مقرر نہین ہے سب لوگ ٹھیکہ پر کام کرتے ہین اور گورنمنٹ نے ایک طریقہ ترقی کا سب لوگون کے واسطے یہ مقرر کیا ہے

کہ ہر سال مین جنوری فروری مارچ ان تین مہینون کا حساب دیکھا جاتا ہے اگر کسی شخص کو ان تین مہینون مین برابر چالیس روپیہ ملا ہوگا تو اسکو ترقی ہوگی اور اسکا ۳۰ روپیہ مہینہ مقرر ہوگا اگر ان تینون مہینون مین چالیس روپیہ سے کم ملا ہوگا تو ترقی نہوگی پس ایسا کوئی نہین جو اکیلا چالیس روپیہ کا کام برابر تین مہینہ کر سکے جب چالیس روپیہ برابر تین مہینہ برابر نکر سکینگے تو ترقی بھی نہوگی اب چند لوگ یہ کارروائی کرتے ہین کہ دو آدمی صلاح کرکے خلاف حکم گورنمنٹ کی شرکت مین کام کرتے ہین جب ان دو آدمیون نے ملکر ایک مہینہ مین ساٹھ روپیہ کا کام کیا اب جسوقت حساب کیواسطے ان کا کام گورنمنٹ مین بھیجا جاویگا تو ایک آدمی اپنے نام چالیس روپیہ کا کام لکھیگا اور ایک آدمی بیس کا کام لکھیگا مگر تنخواہ ملنے پر دونون آدمی پورا پورا حصہ تقسیم کر لینگے جسنے چالیس روپیہ کا کام اپنے نام لکھا ہے محض اسکی غرض یہ ہے کہ میری ترقی ہو جب سال تمام ہوگا اسوقت اسکی ترقی ضرور ہو جاتی ہے یہ گورنمنٹ کو دہوکہ دیکر ترقی کرائی گئی اور گورنمنٹ نے تو یہ سمجھکر ترقی دی کہ اس نے اکیلے برابر تین مہینے چالیس روپیہ کا کام کیا ہے اور گورنمنٹ کا حکم ہے کہ کوئی آدمی آپسمین شرکت سے کام نکرے سب الگ الگ کرین اگر گورنمنٹ کو معلوم ہو جاوے کہ چند لوگ شرکت مین کام کرتے ہین تو ان لوگون پر جرمانہ ہو جاوے یا نکالدیئے جاوین تو اسطرح سے کام کرنا شرعًا جائز ہے یا نہین اور یہ روپیہ شرعًا حلال ہے یا حرام فقط

الجواب یہ عقد اجارہ ہے اور اجیر کی ایک خاص صفت پر اجرت زیادہ دینے پر گورنمنٹ کی رضامندی ہے جب وہ صفت اجیر مین نہین تو وہ زیادت اجرت خداع ذریعہ سے کرائی گئی ہے لہذا یہ جائز نہین اور جسقدر دہوکہ سے ترقی کی ہے اُسقدر روپیہ خبیث ہے — ۱۶ جمادی الاولی سنہ ۱۳۲۹ھ

سوال (۱) جو مال بیمہ کرا کر جہاز مین روانہ کیا جاتا ہے یعنی جب جہاز روانگی کیواسطے تیار کیا جاتا ہے تو ایک شخص اس مال کی ذمہ داری لیتا ہے کہ اگر یہ مال فلان مقام پر خیریت سے نہین پہونچا اور راہ مین کچھہ یا کل کا نقصان ہو گیا تو مین اس نقصان کو پورا کرونگا اور مالک مال سے بیمہ کرنے والا [illegible] ہزار کے حساب سے پیشگی روپیہ لیکر جہاز ران کو نگرانیکا

کا حکم دیتا ہے یہ معاملہ شریعت مین جائز ہے یا نہین ۔
(۲) اگر یہ بیمہ مالک جہاز کرے اس صورت سے کہ معمولی کرایہ سے دو چند یا سہ چند کرایہ لیکر مال بھرے اور نقصان کا ذمہ دار رہے تو جائز ہے یا نہین اگر ناجائز ہے تو جو بیمہ پارسل ڈاکخانہ مین کرایا جاتا ہے اس مین اور اسمین کیا فرق ہے نقصان اور ضائع ہونیکے احتمالات ہر دو جگہ موجود ہین ۔
(۳) جو مال بیمہ کرا کے جہاز مین روانہ کیا جاتا ہے اس مال مین تو کوئی نقص و خرابی نہین آئی اور اسکی خرید و فروخت جائز ہے یا نہین ۔

الجواب نمبر ۱ و ۲ اول چند مسئلے معلوم کر لئے جاوین پھر جواب سوال کا سمجھنا سہل ہوگا ۔ مسئلہ کفالت خاص ہے حق مضمون کے ساتھ ۔ فی الدر المختار کتاب الکفالۃ وما اکرنا انہ المال فتصح بہ دلو المال مجہولا اذا کان ذلک المال دینا صحیحا ہو ما لا یسقط الا بالاداء او بالابراء مسئلہ فی الدر المختار کتاب الایداع وہی امانۃ فلا تضمن بالہلاک الا اذا کانت الودیعۃ باجر الخ ۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ جس امانت کی حفاظت پر اجرت لیجاوے تلف سے اسکا ضمان لازم ہوتا ہے ۔

نمبر ۳ فی الدر المختار باب ضمان الاجیر ولا یضمن (ای الاجیر المشترک) ما ہلک فی یدہ وان شرط علیہ الضمان لان شرط الضمان فی الامانۃ باطل کالمودع الی قولہ خلافا للاشباہ فی رد المحتار ای من انہ ان شرط ضمانہ ضمن اجماعا ح وہو منقول عن الخلاصۃ وعزاہ ابن الملک للجامع وفی رد المحتار قولہ ولا یضمن الخ اعلم ان الہلاک اما بفعل الاجیر او لا والاول اما بالتعدی اولا والثانی اما ان یمکن الاحتراز عنہ او لا ففی الاول بقسمیہ یضمن اتفاقا وفی ثانی الثانی لا یضمن اتفاقا وفی اولہ لا یضمن عند الامام مطلقا ویضمن عندہما مطلقا ۔

اس سے معلوم ہوا کہ اجیر مشترک کے ہاتھ مین ہلاک ہونیکی چند صورتین ہین جنمین اصل مذہب کے اعتبار سے تفصیل ہے لیکن اشباہ مین اشتراط ضمان کا فتوی دیا ہے

اب جواب سوال کا لکھا جاتا ہے کہ جہاز والا اجیر مشترک ہے اصل مذہب کے اعتبار سے دو صورتون مین وہ ضامن ہو۔ ایک وہ جہان ہلاک بفعل اجیر ہو خواہ بتعدی خواہ بلا تعدی اور ایک صورت مین ضمان نہین ہے۔ یعنی جہان ہلاک بدون فعل اجیر ہو اور اس سے احتراز بھی نہو سکے جیسے غرق وغیرہ۔ اور ایک صورت مین اختلاف ہے جہان ہلاک بدون فعل اجیر ہوا اور احتراز ہو سکے۔ پس اگر جہاز والے نے یہ شرط نہین ٹھیرائی کہ ہم تمہارے اسباب تلف شدہ کے ذمہ دار و ضامن ہین تب تو بعض صورتون مین وہ ضامن ہے بعض مین نہین۔ اور بعض مین اختلاف ہے جسمین گنجائش ضمان کے قول پر عمل کرنیکی ہے۔ اور اگر جہاز والے نے ذمہ داری کر لی ہے تو بقول اشباہ وہ ہر صورت مین ضامن ہے۔ اس تفصیل سے تو تعیین ہو گئی ان صورتون کی جنمین جہاز والے کے ذمہ ضمان ہے اور جنمین اسکے ذمہ ضمان نہین ہے اور اسکا ماخذ مسئلہ نمبر ۳ ہے۔ پس اگر بیمہ والی کمپنی نے ان مذکورہ صورتون مین کسی ایسی صورت مین بیمہ (جسکی حقیقت ضمانت ہے) کیا ہے جسمین جہاز والے کے ذمہ ضمان ہے تب تو یہ بیمہ جائز ہے اور اگر ایسی صورت مین بیمہ کیا جاے جسمین جہاز والے کے ذمہ ضمان نہین ہے تو بیمہ جائز نہین جیسا مسئلہ نمبر ۱ مین مذکور ہے کہ صحت کفالت کے لئے اس حق کا مضمون ہونا شرط ہے۔ یہ جو کچھ لکھا گیا ہے جب ہے کہ دوسری کمپنی بیمہ کرے اور اگر جہاز والے خود بیمہ کرین تو اسکی حقیقت یہ ہوگی کہ اجیر مشترک پر ضمان کی شرط ہوئی یہ بقول اشباہ ہر حال مین جائز ہوگا اور ڈاک خانہ کا بیمہ اسیمین داخل ہے کہ خود عامل شرط ضمان قبول کرتا ہے اور اگر ایسی صورت کیجاوے کہ مال پہونچانے کا معاوضہ تو جہاز والون کو دیا جاوے اور انتظام حفاظت مال کا معاوضہ بیمہ کی کمپنی کو دیا جاوے کہ وہ اپنا آدمی خاص حفاظت و نگرانی کے لئے جہاز مین رکھین تو اس صورت مین کمپنی سے بیمہ کرنا ہر حال مین جائز ہے خواہ جہاز والون پر شرعاً ضمان ہو یا نہو جیسا مسئلہ نمبر ۱ مین مذکور ہے خلاصہ یہ کہ خود جہاز والے کا بیمہ اور کمپنی جب اپنا آدمی حفاظت کے لئے جہاز مین رکھے اسوقت کمپنی کا بیمہ یہ دو صورتین تو مطلقاً جائز ہین اور اگر جہاز والے بیمہ نکرین اور نہ کمپنی

اپنا آدمی جہاز مین رکہی تو جن صورتون مین جہاز ملنسپر شرعًا ضمان ہی ا نمین بیمہ کمپنی کا جائز ہی اور جن صورتون مین جہاز والونپر ضمان نہین ہی انمین بیمہ کمپنی کا جائز نہین اور ان صورتون کی تفصیل اوپر لکہی جاچکی ہی۔ (جواب ۲) کسی بیمہ کے ناجائز ہونیسے مال مین خبث نہین آتا۔ فقط واللہ اعلم۔ ۱۵ صفر سنہ ۱۳۳۲ھ

اجارہ — موروثی کاشتکار سے زمین ٹھیکہ پر لینا

سوال زید کاشتکار اپنا موروثی کہاتہ عمرو کو پانچ سال کے ٹھیکہ پر دیتا ہی اور دو سو روپیہ عمرو سے قرض لیکر اپنا قرضہ ادا کرتا ہے موروثی کہاتہ کا لگان زید فی بیگہ ۱ ۔ فی بیگہ دیتا ہے عمرو کے ٹھیکہ مین جب یہ کہاتہ موروثی آجاویگا تو وہ یعنی عمرو اس اراضی کو کسی کاشتکار کو فی بیگہ پانچ روپیہ پر دیوے گا کیونکہ ٹھیکہ مین آنے سے وہ پانچ سال تک غیر موروثی تصور ہوگا اور غیر موروثی کا لگان فی بیگہ پانچ روپیہ بھی پانچ سال تک عمرو اس پیداوار سے زمیندار کا جو لگان موروثی مقرر ہے وہ ادا کرکے مابقی اپنے خرچ مین لائیگا اور پانچ سال کے بعد ٹھیکہ فسخ ہونے پر عمرو زید کی اراضی کو چہوڑ دے گا اور مبلغ دو سو روپیہ اپنے واپس لیگا یہ صورت شرع شریف سے جائز ہے یا نہین اگر یہ صورت جائز نہو تو اور جو صورت مطابق شرع شریف کے ہوسکے تحریر فرمائیگا۔ دوسری صورت یہ کہ زید کاشتکار اپنے زمیندار عمرو کو اس صورت سے ٹھیکہ دے تو زمیندار کو جائز ہے یا نہین۔

الجواب اس مین ایک قباحت تو یہ ہے کہ زید بوجہ دعوے موروثیت غاصب ہے اور غاصب سے ٹھیکہ لینا حرام ہے دوسرے اگر زید اس زمین کا مالک بھی ہوتا تب بھی یہ ٹھیکہ قرض کے دباؤ مین دیا گیا ہے اور بقاعدہ کل قرض جر نفعًا فہو ربوا یہ سود اور حرام ہوا اسلئے یہ ٹھیکہ لینا جائز نہین۔ مسئلہ ۲ زید کا یہ ظلم ہے اس لئے وہ مرتکب حرام کا ہوگا اور زمیندار چونکہ مظلوم ہے اور مالک زمین کا ہے اس لئے وہ بوجہ اسکے کہ اپنی زمین سے منتفع ہوا ہے اور اپنے استخلاص حق کے لئے سعی کی ہے اسکو گناہ نہوگا۔ ۱۳ صفر سنہ ۱۳۳۴ھ

اجارہ — فونوگراف آلات لہو کی باجرت مرمت کرنا

سوال فدوی آہنگری کا کام کرتا ہے اسمین بعض لوگ اشیاء غیر مشروعہ بھی برائے مرمت لے آتے ہین مثل نقارہ و فونوگراف وغیرہ تو آیا انکی مرمت کردینا عند الشرع

جائز ہے یا نہین اور جو انکی اجرت ہوگی وہ کسب حلال بھی جائیگی یا نہین یا حرام ۔

الجواب ان اشیاء کی مرمت درست نہین ۔ ۷ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ

سوال ۔ احقر سرکاری مدرسہ مین درجہ سوم وچہارم کو تعلیم دیتا ہے اور درجہ چہارم کو ہر سال مین چار ماہ سود کے نکالنے کا قاعدہ بتلانا پڑتا ہے اور سوالات مشقیہ حل کرانے پڑتے ہین علاوہ اسکے باقی عرصہ مین اور اس عرصہ مین اور حساب بھی سکھلاتا ہون اور مدرسہ مین ہندو اور مسلمان سب قسم کے طلبہ ہین ۔ لہذا اس درجہ کو تعلیم دینا مرے واسطے جائز ہے یا نہین ۔ درجہ سوم مین اور حساب کی تعلیم ہے سود کی نہین ہے ۔ فقط

الجواب آپ قبل تعلیم یہ کہدیا کرین کہ مین جو لفظ سود کہونگا مراد میری وہ نفع جائز ہوگا جو کہ بلا شرط خود دینت کرلے کہ مین جب اس کا قرض ادا کرونگا تو مین اپنے دل سے اور خوشی سے بدون اسکے استحقاق ومطالبہ کے اتنے حساب سے تبرعاً زیادہ دیدونگا بس اتنا کہکر پھر وہ حساب سکھلادین تعلیم کا گناہ تو اسیوقت جاتا رہا اب اس سے اگر نا جائز طور پر کوئی کام لے گا تو اسپر وبال ہوگا ۔ فقط

۲۰ ذالحجہ ۱۳۳۰ھ

سوال برجواب سابق احقر نے جو مسئلہ سود کے سوالون کی تعلیم دینے کے بارہ مین دریافت کیا تھا اُسکا جواب حضور والا نے یہ تحریر فرمایا تھا کہ قبل تعلیم یہ کہدیا کرو کہ مین جو لفظ سود کہونگا مراد میری وہ نفع جائز ہوگا جو کہ بلا شرط خود نیت کرلے کہ جب مین اسکا قرض ادا کرونگا تو مین اپنے دل سے اور خوشی سے بدون اس کے استحقاق اور مطالبہ کے اتنے حساب سے تبرعاً زیادہ دیدونگا بس اتنا کہکر وہ حساب سکھلادو ۔ تعلیم کا تو گناہ اسیوقت جاتا رہا اب اگر اس سے ناجائز طور پر کوئی کام لے گا تو اُسپر وبال ہوگا ۔ اب عرض خدمت بابرکت مین یہ ہے کہ سوالات مذکورہ کی عبارت سے تو پہلے ہی سے شرط کرلینا اور شرح مقرر ہونا ظاہر ہے جیسا کہ ذیل کے سوالات سے جو کہ بطور نمونہ لکھتا ہون ظاہر ہوگا ۔

مدرس کو حساب سود کی تعلیم دینا — امداد ۱۶۰

[illegible] — امداد

سوالات

(١) ٤٠٠ روپیہ کا ٤ اپریل سے ١٦ جون تک بشرح ٣ فیصدی سود بتاؤ
(٢) کتنے اصل کے ٩٠٠ روپیہ ٥ سال مین بشرح ٤ فیصدی ہوجا ئینگے -
(٣) کتنے سال مین ایک رقم بشرح ٣½ فیصدی اپنے سے سہ چند ہوجائیگی -
(٤) کس شرح سے ٣٠٠ روپیہ کے ٣٣٧ روپیہ ٨ / ٥ سال مین ہوجائینگے -
(٥) ایکشخص نے اپنے دوست کو ١٢٥٠ روپیہ ٤ فیصدی سود پر اس شرط پر اودھار دیئے کہ وہ اسکو اصل مع سود ١٢٦٦ روپیہ ١٠ / ٨ پائی دے تو بتاؤ وہ شخص اسکا روپیہ کتنے دن اپنے پاس رکھ سکتا ہے -

مندرجہ بالا طرز کے سوال مجکو طلبہ کو تبلانے اور سمجھانے پڑتے ہین مین نے جو یہ سوالات لکھے ہین یہ عبارت بعینہ حساب کی کتابون سے نقل کر دی ہی ایسے ہی سوالون مین سالانہ امتحان لیا جاتا ہے بدین وجہ کوئی نئی عبارت سوالات کی اپنی طرف سے بناکر سوالات مذکور نہین سمجھائے جاسکتے اسکے بارہ مین جوکچھہ شریعت مطہرہ کا حکم ہو ارشاد فرمائیے تاکہ اسکے مطابق عمل کیا جاوے -

الجواب چونکہ حربی کو حربی سے سود لینے مین کوئی خطاب شرعی نہین ہے اس لئے اسکو حرام نہ کہا جاوے گا پس سود کی ایک صورت ایسی بھی نکلی جو حرام نہین اور یہ مسئلہ ہے کہ جس امر مین ایک صورت بھی حلال ہو اسکی تعلیم اعانت علی الحرام نہین - پس آپ اس نیت سے سکھلاتے رہئے - ٣ / صفر ١٣٣١ھ

سوال بکر زید کا موروثی کاشتکار ہی بکر نے موروثی کہیت کو عمرو کے یہان مبلغ چالیس روپیہ پر رہن رکھا اب عمرو خود موروثی کہیت مرہونہ کو کاشت کرنے لگا زرلگان کہیت کا اصلی مالک زید کو دیتا ہے جیسا کہ بکر زید کو دیا کرتا تہا -

(١) تو عمرو کو رہن رکھہ لینا جائز ہوگا یا نہین - (٢) اگر عمرو اللہ تعالے کے خوف سے چالیس روپیہ تک حاصل کرنیکے بعد بکر کو کہیت واپس کردے تب بھی عنداللہ

ماخوذ ہوگا یا نہین (۳) اگر عمرو نے چالیس ۴۰ روپیہ سے زیادہ نفع حاصل کرلیا ہے تو یہ زائد کسکو دینا چاہئے زید کو یا بکر کو عنداللہ ماخوذ نہو یا اس زائد کی معافی کرانا چاہئے تو کس سے کراوے زید سے یا بکر سے (۴) اب عمرو معاملہ رہن کے ختم ہو جانیکے بعد پھر اس کھیت کو کاشت کرنا چاہتا ہے اور بکر رضامند ہے اب عمرو کو اس قسم کی کاشت شکمی کرنا درست ہوگا یا نہین (جبکہ زر لگان اصل مالک زید کو دے اور کچھہ منافع بکر کو) اگر درست ہوگا تو کسطرح آیا اصل مالک کو راضی کرنیکی ضرورت ہوگی یا صرف بکر کی رضامندی کافی ہے ۔

الجواب بکر دو وجہ سے غاصب ہے اول دعوے مورثیت کیوجہ سے دوسرے اس زمین کو رہن رکھدینے کی وجہ سے جبکا اسکو شرعاً اختیار حاصل نہین اور غاصب سے عاریت یا اجارہ یا رہن لینے والا حکم مین غاصب کے ہے اور غاصب کا حکم یہ ہے کہ بقدر اپنے راس المال کے شئے مغصوب سے نفع حاصل کرسکتا ہے زیادہ نہین اس سے سب سوالون کا جواب نکل آیا جزئی طور پر بھی نقل کئے دیتا ہون ۔ نمبر ۱ جائز نہین نمبر ۲ اصل معاملہ مین مستحق مواخذہ ہے اور راس المال سے چونکہ زائد وصول نہین کیا اس حیثیت سے قابل مواخذہ نہین ۔ نمبر ۳ اگر توقع ہو کہ بکر زائد از اصل کو زید کیطرف واپس کردے گا تو عمرو یہ زیادت بکر کو دیدے ورنہ زید کو دینا چاہئے اور معافی بھی زید سے چاہئے نمبر ۴ چونکہ بکر غاصب ہے اس لئے اس سے کوئی معاملہ درست نہین اور اگر اصل مالک راضی ہو جاوے تو پھر کل زر لگان اصل مالک ہی کو دینا چاہئے ۔ واللہ اعلم ۱۷ رجمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۲۶ ہجری

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ زید نے اپنی حقیت زمینداری بکر کے پاس اس شرط پر مبلغ دو سو روپیہ پر رہن بالقبض کیا کہ جب روپیہ ادا کردیا جاوے جائداد فک رہن ہو جاوے اور ایام رہن مین ۱۲ سالانہ منافع مرتہن لیا کرے بکر فوت ہوگیا ۔ ہندہ یہ ترکہ حقیت مرہونہ پر اسکی زوجہ ہندہ قابض ہوئی بعد اسکے زید نے حقیت مرہونہ کا انفکاک رہن گو عمرو وغیرہ کے باپ عبید سکے پاس

بعوض سو روپیہ بیع کر دیا تھا اگرچہ زید نے بیعنامہ کی رجسٹری کسی مصلحت سے کرا دی اور سب رجسٹرار کے روبرو زر ثمن کے وصول ہونے کا اقرار بھی مصلحتاً کر لیا مگر درحقیقت میں زید کو زر ثمن اب تک نہیں ملا۔ زید اور عبید کے درمیان ایام رہن مین یہ معاہدہ ہو کر اقرارنامہ لکھا گیا کہ عبید نے حق انفکاک رہن بیع شدہ کو بحق زید واپس کر دیا اس شرط سے کہ اگر زید ایک یا دو سال مین سو روپیہ مذکور عبید کو ادا کر دیوے تو حق انفکاک رہن بیع شدہ کا مالک زید ہوگا اگر زید ادا نکر سکے تو عبید بدستور سابق مشتری حق انفکاک رہن مذکور کا متصور ہوگا۔ چنانچہ وعدہ گذر گیا اور زید نے حق انفکاک رہن کو فک نہین کرایا تو ایسی صورت مین بلا امداد قاضی کے بیع ہو گی یا نہین۔ اسی اقرارنامہ مین عبید نے یہ اقرار بھی لکھا تھا کہ مین عرصہ قلیل مین بجائے خود اپنے دیگر زید کا نام داخل خارج مین چڑھوا دونگا۔ مگر اُسنے درخواست نہ دیا اور خلاف معاہدہ قابض رہا اور اسی حالت مین وفات پا گیا۔ اُسکے بعد عزیز وغیرہ اُسکے وارث قرار پائے بندہ کے فوت ہونے پر حقیت مرہونہ مذکورہ عمرو کو ترکہ مین ملی عمرو اٹھارہ سال تک اُسپر قابض رہکر مبلغ دو سو سولہ روپیہ بحساب عـــہ سالانہ وصول کر کے اپنے تصرف مین لایا اب مبلغ ما عہ ۲۱۶ منافع جو عمرو اپنے تصرف مین لایا شرعاً جائز ہے یا نہین۔ اگر نا جائز ہے تو اصل زر رہن مین مجرا ہو کر عـــہ زید کو واپس ملنا چاہئیں یا نہین۔ پھر بعد وفات عمرو کے اُس حقیت مرہونہ پر خالد اُسکا لڑکا قابض ہوا اتفاق سے خالد نے حقیت مرہونہ مندرجہ صدر کا مبلغ دو سو روپیہ زر رہن مذکور عزیز وغیرہ کو معاف کر دیا اور جائداد مرہونہ پر قابض کرا دیا تو ایسی صورت مین زر منافع اوسکا جب شرعاً نا جائز ہوا اور حسب صراحت بالا اصل زر رہن زر منافع ادا ہو کر عـــہ زید کا نکلا تو خالد کو اُس دو سو روپیہ ادا شدہ کو عزیز وغیرہ کے حق مین معافی کا حق حاصل ہے یا نہین۔ اگر نہین ہے اور خالد نے زر رہن مذکور عزیز وغیرہ کو معاف کر دیا تو عزیز وغیرہ کو اُسکا منافع لینا اور تصرف کرنا شرعاً جائز ہے یا نہین۔

الجواب زید راہن کی بکر مرتہن سے یہ شرط کہ مرتہن ایام رہن مین زر

سالانہ منافع لیا کرے شرعاً باطل ہے صرف زر رہن مین اسکا حق ہے بس بعد وفات بکر کے اُسکے ورثہ کا جسمین زوجہ ہندہ بھی ہے صرف زر رہن ہی مین حق ہے سوال مین صرف ہندہ کا ذکر کیا ہے مگر حق شرعی بکر کے سب ورثہ کا ہے اور حق فک رہن کا زید ہی کو حاصل ہے زید کا اس حق فک کو عبید پدر عزیز وغیرہ کے ہاتھ بیع کرنا شرعاً باطل ہے اس بیع سے عبید کا کوئی حق نہین ہوا اگر عبید سے روپیہ بھی وصول ہو جاتا تب بھی زید پر واجب تھا کہ وہ روپیہ عبید کو واپس کر دیتا کہ یہ روپیہ رشوت ہے اور جبکہ روپیہ بھی عبید سے وصول نہین ہوا تب تو کسی قسم کا بھی حق عبید کو حاصل نہین ہوا اور جو اقرار نامہ لکھا گیا محض لاشئے ہے اسکا کوئی اثر نہین۔ اگر زید کو روپیہ بھی مل جاتا اور زید میعاد کے اندر روپیہ عبید کو واپس بھی نکرتا اور میعاد بھی گذر جاتی اور کوئی قاضی بھی اس بیع باطل کے نفاذ کا حکم کر دیتا تب بھی حق فک رہن زید ہی کو حاصل رہتا اور سائل کا یہ کہنا کہ عبید خلاف معاہدہ قابض رہا سمجھہ مین نہین آیا کیونکہ جائداد مرہونہ کا اول بکر کے قبضہ مین پھر ہندہ کے قبضہ مین رہنا اوپر سوال مین مذکور ہے۔

بہر حال اگر جائداد پر بھی عبید کا قبضہ ہو جاتا تب بھی حکم مذکور آنفاً مین کچھہ تغیر نہوتا عبید کو غاصب قابض بالباطل کہا جاتا جب عبید کا اسمین کوئی حق نہین تو اُسکے مرنیکے بعد عزیز وغیرہ اُسکے وارثون کا بھی اسمین کوئی حق نہین ہوگا پھر جب ہندہ کی وفات ہوئی تو عمرو اگر اسکا یا بکر کا شرعی وارث ہے تو اُسکا بھی مثل اصل مرتہن کے صرف واپسی زر رہن ہی مین حق ہے اسیطرح اگر بکر کے یا ہندہ کے اور ورثہ شرعی ہی ہون تو بھی یہی حق واپسی زر رہن سب مین مشترک ہے اب عمرو نے اس جائداد سے دوسو سولہ روپیہ جو وصول کیا اُسکے وصول کا کوئی حق نہین ہے اگر عمرو سے پہلے بکر نے یا ہندہ نے کچھہ وصول نہین کیا تو اس رقم وصول شدہ سے سولہ روپیہ زید کو واپس کئے جاوینگے اور دوسو روپیہ بکر مرتہن کے سب ورثہ شرعیہ کو موافق اُنکے حق میراث سے تقسیم کیا جاوے گا اور جائداد مرہونہ چھوڑ دینا واجب ہوگا اور اگر بکر یا ہندہ کو بھی کچھہ وصول ہوا تھا تو وہ بھی ہندہ و بکر کی جائداد سے وصول کر کے زید کو واپس

کیا جاوے گا۔ جب جائداد مین وارثان مرتہن کا کوئی حق نہ رہا تو اب خالد کا قبضہ
محض باطل ہے۔ اسیطرح جب زر رہن وارثان مرتہن کے پاس پہونچنے
سے بذمہ راہن یا وارثان راہن دین نہین رہا تو خالد کا معاف کرنا بھی باطل ہے
خاصکر ایسے اشخاص کو یعنی جو شرعًا کبھی دائن یعنی مستحق وصول دین نہین ہوئے جیسا
اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ عبید و عزیز کا کوئی حق شرعًا ثابت نہین ہوا پس عزیز وغیرہ
کا قبضہ اس جائداد پر باطل ہوگا اور انتفاع اس سے حرام ہوگا۔ بلکہ سب پر واجب
ہے کہ اپنا قبضہ اٹھا کر زید راہن یا اسکے ورثہ کے قبضہ مین دیدین ۔

سوال کانپور کے میونسپلس کمپنی کے منیجر نے حسب قاعدہ مروجہ ایک اشتہار (شرکت — تحقیق بعض معاملات کمپنی)
کمپنی قائم کرنیکا دیا اور اسکے مجوزہ سرمایہ کے مطابق پندرہ لاکھ روپیہ جمع ہو گیا
جس سے کاروبار شروع کیا گیا اور ہر سال نفع تقسیم کرتا رہا اور جیسے کہ عمومًا کمپنیون
کا قاعدہ ہے ہر سال کے نفع مین سے کچھہ بچاکر تقسیم کیا جاتا تاکہ اتفاقی حوادث کے
وقت وہ نفع کام دے چونکہ شرکا مین کی بیشی کمپنی مین نہین ہوسکتی اسواسطے رقم
نفع مین کچھہ بلکہ کل تک اگر بچا رکھا جاوے تو قواعد شرعیہ کے کچھہ خلاف بھی نہین
ہے۔ ہر سال وہ نفع کی رقم بچتے بچتے اسقدر بچ گئی کہ اصل سرمایہ کے برابر یعنی پندرہ
لاکھ کو پہونچ گئی اسوقت منیجر نے یہ مناسب سمجھا کہ اب اس رقم کو شامل اصل کر دیا جاوے
اس لئے اس نے تمام شرکا کو اطلاع دی کہ یا تو لوگ اپنا نفع جو بچکر اصل کے برابر پہونچ
چکا ہے اسکو واپس لے لین اور یا اسکو اصل مین شامل کر دین اس تقدیر پر اسکی
اصل دونی سمجھی جایا کرے گی۔ لیکن تقسیم نفع کی نسبت اسنے یہ شرط کر لی ہے کہ جدید
حصص پر نفع خواہ کسی قدر ہو آٹھہ آنہ فیصدی سے زائد تقسیم نکرے گا اور جو اس
سے زائد نفع ہوگا وہ صرف قدیم حصص پر تقسیم کیا جاوے گا فرض کیا جاوے
کہ اصل مین ایک شخص نے سو روپیہ دیئے تھے اور اب رقم منافع ملاکر اسکے دو سو
کا حصہ سمجھا گیا تو اگر کمپنی مین نفع اسقدر ہوا کہ ہر سو پر ۶ تقسیم ہوسکتا تو وہ اس
شخص کو ۱۲ر دیگا اصل روپیہ پر ۶ر اور نیا حصہ پر ۶ر اور اگر اسقدر نفع ہوا جو ہر سو پر

۸ر سے صحیح تقسیم ہو سکتا ہے تو وہ اصل پر ۸ر دیگا اور رقم نفع پر ۸ر لیکن اگر نفع اسقدر
زاید ہوا کہ ہر سو پر ۸ر سے صحیح تقسیم ہو جاتے ہین تو وہ رقم نفع پر ۸ر دیکر باقی ۱۲ر
رقم اصل کے نفع دیدے گا خلاصہ یہ کہ تقسیم نفع مین نفع کی کمی کی مقدار گو مقرر نہین
بلکہ اگر نقصان ہو تو بھی لیا جاوے گا لیکن زیادہ مین مقدار نفع مقرر کردی ہے کہ ۸ر سے
زیادہ اسکو نفع مین کوئی حق نہین ہے بلکہ وہ تمام زیادتی صرف قدیم رقم کے متعلق سمجھی
جاویگی چنانچہ اس اشتہار کے مطابق اکثر لوگون نے اپنا روپیہ اوسی کمپنی مین جمع کر دیا اور
بعض نے واپس بھی منگوا لیا چنانچہ پندرہ لاکھ رقم نفع مین تیرہ لاکھ سے کچھ اوپر اوسمین رکھکر
شامل اصل کر دیگئی اور تقریباً ڈیڑھ لاکھ روپیہ لوگون نے واپس کر لیا۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ
معاملہ جائز ہوا یا نہین اور اگر کوئی شخص یہ حصص رقم اصل یا حصص رقم نفع دوسرے کے ہاتھ فروخت
کرے تو اس بیع وشرا مین ناجائز ہے یا نہین اور آیا زائد از ۸ر تقسیم نہ کرنیکی شرط جو حصص قسم ثانی مین ہے
اس سے اس شرکت مین فساد آتا ہے یا نہین شرکت مین حسب تصریح فقہا کمی بیشی کی شرط ہو سکتی
ہے لیکن ظاہر ہے کہ وہی شرط ہونا چاہیے جس مین تعین مقدار نہو اور یہان ۸ر سے زائد ملنے کی معین
شرط ہے اور آیا فساد آویگا تو صرف حصص قسم ثانی مین یا اسکا اثر اول قسم تک بھی پہونچ جاوے گا
اسوجہ سے کہ جب قسم ثانی مین یہ شرط فاسد ہوئی تو شرکت فاسدہ مین نفع راس المال کے مطابق
تقسیم ہونا چاہیے اور یہان مالکان حصص قسم اول کو اگر نفع زائد ہو تو ۸ر سے زائد ملسکتا ہے اور
حالانکہ وہ مطابق راس المال تقسیم ہونا چاہیے تو گویا قسم ثانی کا نفع جو ان کا حق تھا وہ قسم اول کے
مالکان کو ملا جاتا ہے اس لئے وہ نفع لینا قدیم حصص کے مالکان کو جائز نہو یا کہ دونون قسم کو اس
بنا پر جائز کہا جاوے کہ دونون قسم کے حصص کا مجموع نفع غیر متعین ہے اور مالک دونون کا ایک ہی
شخص ہے نہ علیحدہ علیحدہ البتہ جو صرف حصص قسم ثانی کسی سے خرید لے گا تب اوسکو جائز
نہوگا یا کہ صرف قسم اول کے حصص کوئی خریدے تو اسکو جب ۸ر سے نفع زائد ملے گا بسبب
تعلق حصص قسم نفع زائد از ۸ر ہے وہ زیادتی جائز نہو لیکن جو شخص دونون قسم کے حصص کا
مالک ہو یا دونون قسم کے حصص خریدے اسکے لئے نفع جائز ہو جاوے علی الخصوص ترتیب
جبکہ دونون قسم کے حصص برابر ہون اس لئے کہ اسوقت اگر کمی بیشی ہوئی ہے تو

اس سے بیچ کو ملتا ہے نہ کہ دوسرے کا مال آتا ہے یقین ہے کہ اعلیحضرت اسپر توجہ فرما کر جواب باصواب تحریر فرماوینگے۔

الجواب مین نے پوری توجہ سے اس سوال کو پڑھا میرے نزدیک یہ شرط مفسد عقد نہین کیونکہ گو قسم ثانی کے نفع کی مقدار اکثر متعین ہے مگر اس سے زائد کو دوسرے شریک کے لئے شرط نہین ٹھیرایا اگرچہ کسی شریک کے فعل خاص سے کہ وہ اپنا جزو حصہ کسی اجنبی کے ہاتھ بیچ ڈالے یہ امر کہ ایک کے حق کا نفع دوسرے کو ملجاوے لازم آجاوے لیکن اصل عقد مین تو یہ شرط نہین بلکہ مجموعہ منافع متعلقہ ہر دو قسم ایک ہی حصہ دار کا حق ہے کہ اوسکے ایک جزو کو ایک قسم کے متعلق قرار دیدیا اور ایک جزو کو دوسری قسم کے متعلق۔ البتہ یہ جواز نفع اسی کیلئے ہے جو مجموعہ ہر دو قسم حصص کا مالک ہو یا مجموعہ ہر دو قسم حصص کو خرید لے بشرطیکہ دونوں قسم کے حصص برابر ہوں اور اگر کم و بیش ہونگے تو بوجہ اون مفاسد کے جو سوال مین مذکور ہین عقد مین فساد آجاویگا۔ واللہ اعلم۔ اسیطرح اگر ایک حصہ ایک کا ہوا اور دوسرا حصہ دوسرے کا تو یہ صورت بھی جائز نہین للزوم المفاسد المذکورۃ فی السوال واللہ اعلم ۲ ذی الحجہ

سوال مین کوئلہ کی کان مین ملازم ہون اور یہ کان جی۔ آئی۔ پی ریلوے کی ہے کمپنی کیجانب سے مجکو سیکنڈ کلاس کا پاس ملا ہوا ہے جسکے ذریعہ سے مین ٹریولنگ کرتا رہتا ہون۔ اب میرا ارادہ مکہ معظمہ جانیکا ہے مگر میری ایسی حالت ہے کہ مجکو علاوہ ریل کے پاس کے کمپنی کیجانب سے جہاز مین سفر کرنیکی اجازت بلا دام کے حاصل ہو سکتی ہے اگر اس طریق سے حج کے لئے جاوے تو اس میں کچھ حرج تو نہین ہے اسکے بارہ مین حضور فتوی دین کہ ایسا حج قبول ہو سکتا ہے یا نہین فقط

الجواب دیکھنے کی بات یہ ہے کہ جہاز مین جو آپکو سفر کی اجازت ہے تو اس مین آیا یہ قید بھی ہے کہ وہ سفر کمپنی کے کام کے لئے ہو یا آپکے ذاتی کام کے لئے بھی اجازت ہے اول صورت مین جائز نہین دوسری صورت مین جائز ہے فقط ۶ ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ

سوال نمبر۱۔ اکثر اوقات اسکول سے ملی ہوئی روشنائی و قلم سے خطوط لکھنے کا اتفاق ہوتا ہے یہ امر کیسا ہے آیا متعارف مین داخل ہو کر جائز سمجھا جا سکتا ہے اگر جائز

تو ابتک اس فعل کے ارتکاب کا تدارک کیونکر کیا جاوے۔

نمبر ۲۔ پیکٹ یا پارسل یا لفافہ کے اندر کچھ ٹکٹ بھیجنا (دو چار آنہ کا) جائز ہوگا یا نہین پیکٹ کے اندر کوئی خط رکھدینا کیسا ہے۔

الجواب۔ مین نے سنا ہی کہ روشنائی وقلم چونکہ ایک انداز سے ملتا ہی اگر بچ رہے واپسی کا مطالبہ نہین اگر کمی رہی تو ذمہ داری نہین اگر یہ صحیح سنا ہی تو اس سے خط لکھنا جائز ہی اور پیکٹ کی اندر خط یا ٹکٹ رکھنا سنا ہی کہ قانوناً ممنوع ہی اور پارسل کی اندر جائز ہی اگر یہ صحیح سنا ہی تو اسی تفصیل سے حکم شرعی ہے۔ ۱۲ر جمادی الاولی ۱۳۲۹ھ

ثنتی ادویات ڈاکٹری کا استعمال

سوال۔ ادویات ڈاکٹری کے عرقیات مین جنکو بزبان انگریزی (ٹنکچر) کہتے ہین عموماً الکوہل یعنی شراب کا جوہر بروے طب ڈاکٹری بالخاصہ مفید و مقوی مسلم ہونیکی وجہ سے شریک رہتا ہی ایسی ادویہ کا استعمال جائز ہوسکتا ہی کہ نہین

الجواب۔ اگر اس کا ماخذ اشربہ اربعہ کے سوا ہو جیسا غالب ہی تو مختلف فیہ ہے تقوے متحرز ہی اور مبتلا پر بھی زیادہ داروگیر نہین ہی ۱۲ر صفر ۱۳۳۰ھ

کتاب الحظر والاباحت حکم استعمال ادویات انگریزی

سوال۔ چہ میفرمایند علمائے دین متین اندرین مسئلہ کہ استعمال ادویہ انگریزیہ کہ دران امتزاج خمر وغیرہ اشیاء محرمہ یقیناً است وہمچنین استعمال معاجین وغیرہ کہ دران اشیاء محرمہ مخزوج اند بکسے نوع وبکدامی حالت جائز است یا نہ ؟

الجواب۔ اگر امتزاج اینچنین اشیاء مشکوک است اعتبارے ندارد لقولہ تعالی ولا تقف ما لیس لک بہ علم الآیہ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان احدکم فی الصلوٰۃ فوجد حرکۃ فی دبرہ احدث اولم یحدث فاشکل فلا ینصرف حتی یسمع صوتا او یجد ریحا رواہ ابوداؤد وقال الفقہاء ان الیقین لا یزول بالشک والاصل الحل والطہارۃ واگر مظنون یا متیقن است پس خالی از دو حال نیست یا اشیاء محرمہ نجس اند چون خمر وبول وغیرہما یا طاہر چون عرق وسک وخراطین ونحوہا واستعمال ہر یکے دو نوع است داخلی چون اکل وشرب وخارجی چون طلاء وضماد پس استعمال اشیاء محرمہ طاہرہ اگر خارجاً باشد بالاجماع مطلقاً جائز است لقولہ تعالے فتیمموا صعیدا طیبا الآیہ

اباح التیمم بالتراب الطاہر المحرم۔ واگر استعمال ہمین اشیا محرمہ ظاہرہ داخلاً باشد یا استعمال اشیا محرمہ نجسہ داخلاً یا خارجاً باشد پس در حالت اکراہ و اضطرار اتفاقاً مباح است لقولہ تعالیٰ وقد فصل لکم ما حرم علیکم الا ما اضطررتم الیہ و در حالت اختیار وقت عدم غلبہ ظن بحصول شفا باتفاق حرام لقولہ تعالیٰ قل فیہما اثم کبیر ومنافع للناس واثمہما اکبر من نفعہما الآیہ۔ و در حالت اختیار ہنگام غلبہ ظن بحصول شفا و عدم وجدان دوا دیگر علماء را اختلاف است بعضے جائز داشتہ اند لاجازۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العرنیین بشرب ابوال الابل۔ و بعضے منع فرمودہ اند لقولہ علیہ السلام ان اللہ لم یجعل شفاءکم فی حرام۔

سوال۔ ایک فریق کا خیال ہی کہ دوسرے اجزائے لحیات ارضی وغیرہ سے امتزاج پانیکی وجہ سے خل کا حکم پیدا کرلی ہی بعض کا قول ہی کہ جو ہر مذکور داخل دائرۂ اجزاء معتل نہین ہی جس پر خمر کا اطلاق ہوسکے کیا یہ صحیح مانا جاسکتا ہی یا نہین؟

الجواب۔ اجزائے خمر حکم خمر مین ہین کما ہو ظاہر اس لیے دوسرا عذر صحیح نہین اور اگر اسکا استحالہ ہوجاتا تو خواص ہی باقی نرہتے۔ وہی باقیہ۔ پس پہلا عذر بھی صحیح نہین ۱۳ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۸ھ

سوال۔ مہتمم مدرسہ کا طلبہ کیجانب سے نائب ہی یا معطی چندہ کی طرف سے وکیل ہی اگر نائب ہی تو قبضہ مہتمم کا خود قبضہ طلبہ کا ہی اس صورت مین ہر ایک طرح کا مال زکوٰۃ وغیر زکوٰۃ مخلوط کرنا اور مدرسہ کی ہر ایک ضرورت تنخواہ مدرسین وخرید کتب مین صرف کرنا جائز ہونا چاہیے اور کسی حیلہ حوالہ کی ضرورت نہین مثل ولی صغیر کے ہوگا اور اگر مہتمم معطی کا وکیل ہی تو بیچارہ مہتمم کو بڑی تکلیف کا سامنا ہوگا اسلیے کہ مدارس مین اکثر مال زکوٰۃ اور صدقہ واجبہ کا آتا ہی اور مدرسہ مین زیادہ خرچ تنخواہ وغیرہ کا ہوتا ہی اور خاص خوراک طلبہ مین بہت کم صرف ہوتا ہی اور ہر ایک مال کو علیحدہ رکھنا اور کسیطرح مخلوط نکرنا نہایت مشکل ہی اس میں بڑی دقت کی کیا شکل ہی بعض جگہ جو یہ حیلہ کیا جاتا ہی کہ کسی ایک طالبعلم کو دوسو پانچ سو روپیہ دیدیا اور پھر وہ اسکو مدرسہ

مین داخل کر دینا یہ کیا یہ حیلہ کافی ہے اور اس سے ہر ایک طرح کے مال کو مخلوط کرنا اور مدرسہ کی ہر ایک ضرورت مین صرف کرنا جائز ہوگا؟
یا مہتمم بعض وجوہ مین نائب ہی اور بعض وجوہ مین وکیل (جیسا کہ کتاب تذکرۃ الرشید صفحہ ۱۸۸ مین حضرت مولانا قدس سرہ کے جواب سے مفہوم ہوتا ہے) تو وجوہ نیابت و وکالت کی تعیین فرماوین کہ کس صورت مین مہتمم نائب ہے اور کس صورت مین وکیل ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب ظاہرا تو مہتمم وکیل معطی کا ہی اس لئے اسکو مال زکوۃ تنخواہ وغیرہ مین صرف کرنا جائز نہوگا رہا مخلوط کرنا تو باذن مالکین جائز ہی اور جہان مہتمم مستمد امین سمجھا جاتا ہو وہان غالب عادت ناس یہی ہی کہ ایسے امور کا اذن ہوتا ہی البتہ احتیاط یہ ہی کہ رقوم واجبۃ التملیک وغیر واجبۃ التملیک کو باہم مخلوط نکرے اور اگر وکیل طلبہ کا بھی فرض کیا جاوے تو اسکو قبضہ کو مثل قبضہ طلبہ کے سمجھا جاویگا۔ لیکن اگر طلبہ کے قبضہ مین یہ مال جاتا تو کیا وہ تنخواہون وغیرہ مین صرف کرتے اسیطرح مہتمم کو بھی بجز طلبہ کی خاص حوائج کے دوسری جگہ صرف کرنا نچاہیے جسطرح امیر المسلمین نائب فقراء کا ہی مگر بیت المال سے رقم زکوۃ کو دوسری مدات مین خرچ نہین کر سکتا اور یہ حیلہ متعارف لاشئے ہے فقط ۲۷ رمضان ۱۳۲۹ھ

سوال ۔ باصول ڈاکٹری طاعونی ٹیکہ اندازی جس کا عرق بقول بعض موش وغیر موش متاثرہ طاعون کا عصارہ کیمیاوی ہی اور بقول بعض لحم خنزیر کا عصارہ بھی اسمین ممزوج ہونا بیان کیا جاتا ہی یا فی الحال اجزائے نجسہ میتہ کا بذریعہ ٹیکہ جسم و خون مین بخلاف ارشاد لاشفاء فی الحرام وائر و سائر کرنا درست ہوسکتا ہے یا کیا۔

الجواب ۔ تیقن شفاء مین بعض متاخرین نے تداوی بالحرام کی رخصت دی ہے۔ کذا فی الدر المختار۔ ۱۲ صفر ۱۳۳۰ھ

سوال ۔ اگر دھوسا قط ہوگیا تو ادس جوتہ پر مسح کرسکتا ہی یا نہین جس کے اندر ہوا گرد و غبار نہین پہونچ سکتا۔

الجواب۔ فی الدرالمختار شرط مسحہ کونہ ساتر القدم مع الکعب او یکون نقصانہ اقل من الخرق المانع فیجوز علی الزربول لو مشدودا الا ان یظہر قدر ثلاثۃ اصابع فی ردالمحتار لان شدہ بمنزلۃ الخیاط وہو مستمسک بنفسہ بعد الشد کالخف المخیط بعضہ ببعض فافہم وفی البحر عن المعراج ویجوز علی الجاروق المشقوق علی ظہر القدم ولہ ازرار یشدہا علیہ لتسدہ لانہ کغیر المشقوق وان ظہر من ظہر القدم شیٔ فہو کخروق الخف اہ قلت والظاہر انہ الخف الذی یلبسہ الاتراک فی زماننا ج اص ۲۶۹ اس سے معلوم ہوا کہ جوتہ مذکورپر مسح بھی جائز ہے بشرطیکہ چلنے میں اندر سے پاؤں یا جراب نظر نہ آوے اور اگر نظر آوے تو پھر سوال میں ظاہر کرنا چاہیئے کہ کتنا نظر آتا ہے۔

سوال۔ فل بوٹ یعنی اس بوٹ پر جسمیں تسمے پیچھے ہیں مسح جائز ہے یا نہیں

الجواب۔ فی الدرالمختار باب المسح علی الخفین شرط مسحہ ثلثۃ امور الاول کونہ ساتر محل فرض الغسل القدم مع الکعب او یکون نقصانہ اقل من الخرق المانع فیجوز علی الزربول لو مشدودا الا ان یظہر قدر ثلثۃ اصابع والثانی کونہ مشغولا بالرجل والثالث کونہ مما یمکن متابعۃ المشی المعتاد فیہ فرسخا فاکثر اہ فی ردالمحتار قولہ مشدودا لان شدہ بمنزلۃ الخیاط وہو مستمسک بنفسہ بعد الشد کالخف المخیط بعضہ ببعض فافہم وفی البحر عن المعراج ویجوز علی الجاروق المشقوق علی ظہر القدم ولہ ازرار یشدہا علیہ لتسدہ لانہ کغیر المشقوق وان ظہر من ظہر القدم شیٔ فہو کخروق الخف قلت والظاہر انہ الخف الذی یلبسہ الاتراک فی زماننا اہ۔ چونکہ اس بوٹ میں تینوں شرطیں جواز مسح کی پائی جاتی ہیں جو روایت بالا میں مذکور ہیں اس لئے مسح اوسپر جائز ہے البتہ بوجہ اسکے کہ بجائے جوتہ کے مستعمل ہوتا ہے اس لئے یا بوجہ نجس ہونے کے اور یا بوجہ سوء ادب کے بلا ضرورت اس سے نماز نہ پڑھنا چاہئے۔

واللہ تعالے اعلم۔ یوم الاضحی [illegible]ھ

سوال۔ ریل وغیرہ کے سفر میں کہیں ضرورت غسل کی ہو جاوے اور پانی بقدر غسل نہ ملے اور وضو وغیرہ جسمیں ہو سکے اتنا ملتا ہو تو غسل کا تیمم کرکے نماز ادا کر سکتا ہے

طہارت — ریل میں جنابت کی صورت میں تیمم

یا نہین اسٹیشن پر اگرچہ پانی بکثرت ہر جگہ مل سکتا ہے لیکن غسل کرنا اسکو ریل مین مشکل ہے تو تیمم کر سکتا ہے یا نہین :۔

الجواب غسل اسٹیشن پر مشکل نہین لنگی باندہکر پلیٹ فارم پر بیٹھکر سقہ کو پیسہ دیکر کہدے کہ مشک سے پانی چھوڑدے اور اسکے قبل ٹانگین وغیرہ ریل کے پائخانہ یا غسل خانہ مین جاکر پاک کرے یا برتن مین پانی لیکر یا اگر نل مین پانی موجود ہو تو اوس سے، اس پائخانہ یا غسل خانہ مین بھی غسل ممکن ہے ہمت کی ضرورت ہے ایسی حالت مین تیمم درست نہین۔ ۱۳ صفر ۱۳۳۳ھ

سوال۔ اکثر عورتین پڑیون کے رنگے ہوئے کپڑون مین نماز پڑہتی ہین۔ اور سُنا جاتا ہی کہ شراب بھی پڑیون مین داخل ہوتی ہی اس امر مسموع کے متعلق جناب والا کی کیا تحقیق ہے یا صحیح ہے یا نہین اور بر تقدیر صحت بوجہ عموم بلوی حکم جواز صلوٰۃ فرماتے ہین یا حکم فساد و بطلان۔ فقط

الجواب۔ بہت مشہور ہی کہ پڑیون مین شراب پڑتی ہی شہرت سے مظنون ہوتا ہی کہ یہ امر صحیح ہی مگر چونکہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ وہ شراب جسکو اسپرٹ کہتے ہین خلاصہ جن شرابون کا ہی وہ اشربہ محرمہ مذکورہ فی الکتب الفقہیہ کے علاوہ ہین جو کہ امام محمد رح کے نزدیک مطلقاً نجس و حرام ہین اور شیخین کے نزدیک طاہر اور بہ قدر مسکر سے کم حلال بھی ہین اس لئے عموم بلوی کیوجہ سے صحت صلوٰۃ کا حکم دیا کرتا ہون گو خلاف احتیاط سمجھتا ہون فقط ۷ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ

سوال۔ جو لوگ اگنبوٹ جہازون پر نوکری کرتے ہین اور اونکا دائمی پیشہ یہ ہی ہی بعض ان مین ایسے ہین جو ہفتون مین واپس آجاتے ہین اور بعض ایسے ہین جو مہینون مین واپس آتے ہین اور بعض ایسے ہین جو برسون مین واپس آتے ہین انمین بعض اگنبوٹ تو ایسے ہین جو ایک ملک سے براہ راست دوسرے ملک کو چلے جاتے ہین اور بعض ایسے ہین جو ملک در ملک شہر در شہر آدمیون کو اتارتے چڑہاتے و مال لیتے دیتے جاتے ہین اور کہین ہفتہ ٹھہراؤ کہین اس سے کم و زیادہ ٹھہرتے ہین اور یہ بات ظاہر ہی کہ لوگ

ذ ری اختیار نہین جبتک کپتان مالک آگنبوٹ یا اسکا قایم مقام ٹھہرے تب تک یہ بھی ٹھیرتے ہین جب وہ چلے یہ بھی چلتے ہین آیا یہ لوگ مسافر ہین یا مقیم۔ اگر مسافر ہین تو اپنی نمازون کو قصر کرین اور روزہ کو افطار کرین یا نہین فقط۔

الجواب۔ جہاز گھر یعنی وطن کے حکم مین تو نہین ہی پس اس کا حکم کوئی جدا نہین ہی جو اور مسافر کا ہی وہی اسکا یعنی یہ لوگ جب اپنے وطن اصلی یا وطن اقامت سے (یعنی جہان پندرہ روز کے قیام کا قصد ہو) چلتے ہین چلنے کیوقت دیکھنا چاہیئے کہ کسقدر مسافت قطع کرنیکا ارادہ ہو اگر بقدر مسافت تین ایام کے (یعنی دریا مین اعتدال ہوا کی حالت مین کشتی تین دن مین جسقدر چالتی ہی) ارادہ ہو تو قصر کریگا اور اگر اس سے کم کا ہو تو پوری پڑھے گا۔ کذا فی کتب الفقہ۔ واللہ اعلم۔ ۹ رجب ۱۳۲۲ھ

سوال۔ زید ایک کارخانہ مین حصہ دار ہی۔ کارخانہ کا سالانہ گوشوارہ نفع و نقصان بحساب شمسی مہینون کے ۳۰ جون کو ہوا کرتا ہی ۳۰ جون کو جو منافع اس کے حساب مین جمع ہوتا ہی اوس منافع مین سے سال بھر تک اپنے مصارف پورے کرتا رہتا ہی زید پر زکوۃ بماہ رمضان المبارک واجب ہوتی ہی اور یہ ہمیشہ رمضان المبارک مین زکوۃ علیحدہ کیا کرتا ہی وہ اسطرح کہ جو رقم اس کارخانہ مین بماہ رمضان المبارک باقی ہوتی ہی وہ اپنی ملکیت شمار کرتا ہی۔ مثلاً ۳۰ جون کو جبکہ گوشوارہ تیار ہوا تھا تو زید کا سرمایہ مع منافع ایک ہزار روپیہ تہا اور ماہ ستمبر یعنی رمضان المبارک مین اسپر زکوۃ واجب ہوئی اس وقت تک ایک سو روپیہ خرچ ہو چکے تھے اور نو سو روپیہ باقی تھے چنانچہ اس نے ۹۰۰ سو روپیہ شمار کرکے زکوۃ علیحدہ کردی جو نفع یا نقصان اس کارخانہ مین درمیانی تین ماہ مین ہوا اسکو شمار نہین کرتا۔ کیونکہ کارخانہ کا حساب سالانہ بحساب شمسی مہینون کے ہوا کرتا ہی درمیان مین نہ ہوتا ہی نہ ہوسکتا ہی۔ کیا یہ صورت جائز ہی یا زید اپنے تخمینہ سے اس درمیانی تین ماہ کا نفع نقصان شمار کرکے زکوۃ دیوے۔

الجواب۔ یہ تو ٹھیک ہی کہ رمضان تک جتنا روپیہ صرف ہوچکا ہی اوسکی زکوۃ واجب نہوگی لیکن اس نو سو روپیہ کے ساتھ اصل سرمایہ کی اور نیز اس تین ماہ مین جسقدر

اور نفع ہوا ہو اس مجموعہ کی تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔ باقی یہ کہ ہر جگہ اگر پورا حساب نہیں
ہوسکتا۔ سو اگر واقعی یہ حساب دشوار ہو تو تخمینہ احتیاط کے ساتھ کافی ہے اور احقر کے
خیال میں تخمینہ کے لئے سال گذشتہ کی نسبت سال آئندہ کا اعتبار اقرب ہے یعنی
آئندہ جس میں جب گوشوارہ سے سرمایہ و نفع کی مقدار معلوم ہو تو اس مجموعہ کو ان چار جو
ہوئے تین ماہ قمری پر تقسیم کرے جو حاصل قسمت ہو اسکو ادا کر کے زکوٰۃ گذشتہ کی تکمیل کر دے
اسی طرح ہمیشہ سلسلہ جاری رکھے۔ اس میں اتنا کرنا پڑے گا کہ زکوٰۃ ہمیشہ دوبارہ کر کے
ادا کرنا ہوگی اور احتیاط کے لئے کچھ زیادہ دیدے امید ہے کہ کمی بیشی عفو ہو جاوے گی اور اگر اس
سے سہل و اقرب الی التحقیق کوئی صورت نکل سکے اسکو ترجیح ہوگی۔ ۱۸ رجب المرجب ۱۳۲۷ھ

سوال عمرو خود تجارت کرتا ہے اور سالانہ گوشوارہ ۳۰ جون کو بحساب شمسی تیار
کرتا ہے اور ۳۰ جون کو ہی زکوٰۃ علیحدہ کرتا ہے۔ سالانہ منافع مثلاً ۳۶ روپیہ یا اوسطاً
ایک ہزار روپیہ اور ہوا لہذا بابت فرق شمسی و قمری مہینوں کے دس روپیہ زائد شمار کر کے ان دس
روپیوں پر بھی زکوٰۃ دیتا ہے۔ کیا یہ صورت جائز ہے۔

الجواب امید ہے کہ ادا ہو جائیگی۔ اگر قدر سے زائد دیدے تو احتیاط کی بات
ہے۔ ۱۸ رجب المرجب ۱۳۲۷ھ

سوال ایک شخص نے کچھ روپیہ بمد زکوٰۃ اپنے دوست کو دیا کہ یہ رقم ایک مدرسہ
میں بھیجدو۔ چنانچہ اس دوست نے وہ روپیہ نوٹوں میں ایک لفافہ میں بند کر کے اپنے
نابالغ لڑکے کو جو بظاہر کچھ نہ کچھ سمجھدار ہے دیا کہ اسکی رجسٹری کرادو۔ مگر لڑکے نے بھول
سے بجائے رجسٹری کرانیکے ویسے ہی خط بند کر کے ڈاک میں چھوڑ دیا اس خط کے اندر جو نوٹ
تھے جو مدرسہ میں جانے کو تھے وہ خط راستہ میں گم ہو گیا اور مدرسہ تک نہیں پہنچا
اب یہ فرمائیے کہ وہ روپیہ کسکے ذمہ پڑے گا تاکہ مدرسہ کو ادا کیا جاوے۔ بینوا توجروا

الجواب فی الدر المختار کتاب الایداع فلو دفعها لولده الممیز الی قوله لم یضمن
خلاصہ۔ بنا بریں روایت کے اسکا اپنے سمجھدار لڑکے کو دینا تو سبب ضمان نہیں ہے۔ لیکن
جب روپیوں کو نوٹوں سے بدلا تو اس سے یہ دوست ضامن ہوگا اور روپیہ اسی کے ذمہ

؎ البتہ اگر تبدیل باذن واقع ہوئی ہو تو ضامن نہیں ہے ۱۲ منہ

پڑھینگے فقط ۸ ار رجب ۱۳۲۹ھ

سوال - نوٹ پر زکوٰۃ ہے یا نہیں -

الجواب - زکوٰۃ ہے - ۱۴ ربیع صفر ۱۳۳۲ھ

سوال مقام کرانچی سے ایک تار آیا جس کا مضمون یہ تہا کہ عید مبارک اور یہ تار وہان سے ۹ ویں تاریخ کو دیا اور چنار گڈھ دس بجے دن کو ملا لہذا اس تار پر چند لوگون نے افطار کیا اور جمیع مسلمانان ہمے افطار نہ کیا اُن پر کفارہ ہوگا یا نہین فقط -

الجواب - محض اس مضمون کا تار شرعًا شبہہ پیدا نہین کرتا اس لئے ان لوگون پر کفارہ لازم ہے - ونظائرہ کثیرۃ فی الفقہ - البتہ اگر بعد مین دلیل شرعی سے رویت کی خبر کہین سے ثابت ہوجاوے کفارہ نہ آوے گا - کما فی الدرالمختار ولم یعلم سقط - فقط واللہ اعلم ۳ ر شوال ۱۳۲۷ھ

کلام بر جواب سوال متعلق صوم وافطار بخبر تار کہ در ۱۳۲۷ھ اکثر جا واقع شد

جواب سوال اول - اصل طریق اثبات رویت کا شہادت علی الرویہ یا شہادۃ علی الشہادۃ یا شہادت علی قضاء الحاکم الشرعی ہے - حتی کہ شہادت علی رویۃ الغیر بھی حجۃ نہین کذا فی الدرالمختار باقی استفاضہ کو جو حجت کہا ہے تو خود اسکو فی ذاتہ حجت نہین کہا بلکہ علت اسکی یہ لکھی ہے لان البلدۃ لا تخلو عن حاکم شرعی عادۃ فلا بد من ان یکون صومہم مبنیا علی حکم حاکمہم الشرعی فکانت تلک الاستفاضۃ بمعنی نقل الحکم المذکور الخ کذا فی رد المحتار ج ۲ ص ۱۵۰ - اور جہان یہ علت متحقق نہو وہان حجت بھی نہوگا اور جمعرات کے روزہ کی خبر مین تو استفاضہ بھی نہین ہوا اور جمعہ کے چاند مین شنبہ کی شب اور روز تک بذریعہ تارون کے بعض کو استفاضہ کا شبہہ ہوگیا تہا مگر تار دینے والون کا بکثرت بے علم نیز ایسے غیر محتاط ہونا اور علماء سے رجوع نکرنا چونکہ معلوم ہے اس لئے وہ علت منتفی ہے لہذا احتجاج بھی منتفی ہے اگرچہ تار کو مثل خبر رسانی

کے بھی قرار دیا جاوے مگر خود خبر رسانی میں بھی جب یہی شرط ہے تو تاروں میں کیونکر نہ ہوگی پس اکثر تجربہ تاروں کی بنا پر افطار کر ڈالنے میں غلطی عظیم ہوئی۔ واللہ اعلم ۱۲ شوال ۱۳۲۷ھ

سوال رویت ہلال ماہ رمضان و ماہ شوال تار برقی کی خبر معتبر ہے یا نہیں اور تار کی خبر پر روزہ رکھنا یا افطار کرنا جائز ہے یا ناجائز۔ بینوا توجروا۔

الجواب اس کے قبل بندہ نے تار کو مثل خط یا طبل و مدفع یعنی توپ پر قیاس کر کے اس باب میں ایک تقریر[۵] لکھی تھی جس میں قبول خبر تار میں کچھ تفصیل اور بعض شرائط کے ساتھ تقیید تھی مگر اس سال یعنی ۱۳۲۷ھ کی رویت شوال کے متعلق تاروں پر عمل کرنے میں بے علموں اور کم علموں نے بے احتیاطیاں کیں اور اس سے جو فتن و شرور پیدا ہوئے ان کو دیکھ کر تجربہ ہوا کہ عوام ان قیود و شرائط کو ملحوظ نہیں کر سکتے و نیز اخبار متواترہ سے تحقیق ہوا کہ تار میں مختلف اقسام کی غلطی واقع ہو کر بھی زیادہ محتمل ہے بہ نسبت خط کے بھی اور وجہ یہ ہے کہ خط میں اس کے طرز سے کچھ تو معرفت کاتب کی ہوتی ہے پھر بھی الخط یشبہ الخط بعض احکام میں کہا گیا ہے اور تار میں تو اس کی بھی کوئی علامت نہیں اور نیز طبل سحر و مدفع افطار سے بھی اضعف ہے کیونکہ ان کی ضرب ایک جماعت حاضرین کی مشارکت سے ہوتی ہے جس میں جرأت تصنع کی بعید ہے تار میں یہ بھی نہیں ان امور پر نظر کر کے سداً للذرائع و حسماً للمادۃ اس تفصیل سے رجوع کر کے اب یہ حکم متعین سمجھتا ہوں کہ اس باب میں تار کی خبر اصلاً قابل اعتبار و لائق عمل نہیں ولہ نظائر فی فن الفقہ منہا عدم جواز القضاء بعلمہ کما بسط القول فیہ فی الدر المختار و رد المحتار ج ۴ ص ۴۴۳ و ۵۰۵ و ۵۰۵۔ واللہ اعلم ۳ ذیقعدہ ۱۳۲۷ھ

سوال متعلق حکم تار کے تھا جس کی عبارت نقل نہیں کی گئی۔

(۱ الجواب) اول دو مسئلے بطور تمہید کے لکھے جاتے ہیں پھر جواب سوالات کا عرض کیا جاوے گا۔ **اول مسئلہ** یہ ہے کہ تار دلالت وضعیہ غیر لفظیہ ہے

---

[۵] یہ تقریر امداد الفتاویٰ مطبوعہ مجتبائی ۱۳۲۹ھ جلد اول ص ۷۲ میں چھپی ہے وہ بھی اس کے ساتھ دیکھ لیا جاوے ۱۲ منہ

مشابہ خط کے ہے اور ان قرینوں کے لحاظ سے کہ خط میں خود علامت وغیرہ موجود ہے اور
تار میں یہ مفقود ہے۔ یہ نسبت خط کے توپ اور طبل وغیرہ کے ساتھ زیادہ مشابہ ہے
اور خط کا حکم یہ ہے کہ امور ملزمہ میں باستثناء مواضع معدودہ ضرورت شدیدہ بشرح
مذکور فی التنویر مثل فرامین شاہی وغیرہا کے بدون اقرار کاتب یا قیام بینہ حجۃ نہیں
اور امور غیر ملزمہ میں اگر قرائن صدق وصحت کے مجتمع ہوں جس سے نسبت الی الکاتب
مظنون ہو جاوے حجت ہے ورنہ نہیں۔ اور توپ وغیرہ کا حکم بھی ایسے امور میں یہی ہے کہ
مظنون صحت ہو تو معتبر ہے ورنہ نہیں۔ پس خبر ہلال افطار میں کہ ہمارے دیار میں بوجہ والی
مسلم نہ ہونے کے محض اخبار ہے بلا اشتراط شہادت اسکا مدار رہنے میں مثل اخبار ہلال صوم کے
امور ملزمہ سے ہے اگر فقدان علامت تار دہندہ و توسط غیر مسلم کسی شخص کے اعتبار سے
مانع غلبہ ظن ہو اسکو مطلقاً عمل جائز نہ ہوا اور جسکے اعتبار سے مانع نہ ہو مثل نقل کے صحیحین
اخبار کثیرہ متواترہ اور غیم میں اخبار عدلین پر عمل جائز ہے۔ اور چونکہ کلام ہلال عیدین
سے ہے اس لئے خبر واحد پر کسی طرح عمل جائز نہیں (ثم ساق الدلائل علی ہذہ الدعاوی)
امداد الفتاوی [illegible] جلد اول صفحہ ۱۷۲

دوسرا مسئلہ یہ ہے طریق اثبات رویت کا شہادۃ علی الرویۃ یا شہادۃ علی الشہادۃ
یا شہادۃ علی قضاء الحاکم الشرعی ہے حتی کہ شہادۃ علی رویۃ الغیر بھی حجۃ نہیں کذا فی الدر المختار
ورد المحتار۔ باقی استفاضہ کو جو حجت لکھا ہے تو خود اسکو فی ذاتہ حجۃ نہیں کہا
بلکہ علت اسکی یہ لکھی ہے لان البلدۃ لا تخلو من حاکم شرعی عادۃ فلا بد من ان یکون صومہم
مبنیا علی حکم حاکمہم الشرعی فکانت تلک الاستفاضۃ بمعنی نقل الحکم المذکور الخ کذا فی
رد المحتار جلد دوم صفحہ ۱۰۵۔ اور جہاں یہ علت متحقق نہ ہو وہاں حجت بھی نہ ہوگا۔ بعد
اس تمہید کے اب سوالات کا جواب دیا جاتا ہے۔

نمبر ۱۔ اس ایک یا متعدد تار کا مضمون دیکھنا چاہئے کہ کیا ہے اگر یہ ہے کہ یہاں

ـہ یہ مسئلہ اس سے اوپر مستقل منقول ہے۔

چاند ہوا ہے یا فلان شخص نے دیکھا ہے یا بہت آدمیون نے دیکھا ہے اور اکثر تارون کا ایسا ہی مضمون ہوتا ہے تب اسکو معتبر نہین اگرچہ کتنے ہی تار ہون اور اگر یہ مضمون ہے کہ مین نے دیکھا ہے یا فلان شخص نے میرے سامنے اپنا دیکھنا بیان کیا یہان کے فلان حاکم شرعی یا عالم و مفتی نے قبول کرلیا ہے یا یہان عید ہے تو اسکا یہ حکم ہے کہ اگر ایک تار ہے تو عمل جائز نہین کیونکہ کلام ہلال عیدین مین ہے اور اگر دو تین تار بادل کیحالت مین آئے مگر تار دینے والے معتبر نہین یا شناسا نہین تب بھی عمل جائز نہین اور اگر بادل کیحالت مین دو تین معتبر لوگون کے آئے یا بدون بادل آٹھ دس آگئے اور مضمون وہ ہے جو آخر مین لکھا ہے کہ مین نے دیکھا ہے الخ تو اسکا حکم یہ ہے کہ اگر دل گواہی دے کہ اس مین کذب اور خطا نہین ہوئی تو عمل جائز ہے اور اگر دل گواہی نہ دے تو عمل جائز نہین اور جہان کہین کوئی عالم محقق ہو وہان عوام کے دل کی گواہی معتبر نہین عالم کے دل کی گواہی اور انکا فتوی حجت ہے اور عوام کو خود رائی کرنا یا فتوے کے خلاف کرنا جائز نہین اور ایک جگہ کے تار کی خبر جو دوسری جگہ بذریعہ تار دیجاتی ہے چونکہ اس کا مضمون ویسا نہین ہوتا جس کا معتبر ہونا اوپر بیان کیا ہے اس لئے وہ بھی معتبر نہین ہے اور یہی تفصیل صورتونکی اور احکام کی خط مین بھی ہے عبارت سابقہ متعلقہ حکم تار مین ہر جگہ بجائے لفظ تار لفظ خط رکھدیا جاوے تو خط کے سب احکام کی تعیین ہوجاوے گی۔

نمبر ۲ - جو طرق خبر کے حجت ہونیکے نیل الاوطار مین مذکور ہوئے ہین چونکہ ان ممالک کے تارون کے آنے یا نکلنے مین انکی رعایت نہین کیجاتی لہذا وہ حجت نہین البتہ اگر قواعد شرعیہ کی پوری رعایت ہو تو واقعہ جزئیہ کو مین وقت پر کسی عالم سے رجوع کرکے حکم شرعی پوچھ لیا جاوے اور صرف اختلاف مطالع حنفیہ کے نزدیک مانع قبول نہین۔

نمبر ۳ - چونکہ معاملات و دیانات مین فرق ہے اسیطرح شہادۃ و اخبار مین بھی فرق ہے اس لئے معاملات مین عدم اعتبار شہادت مطلقا مستلزم نہین۔ دیانات مین عدم اعتبار مطلقا کو بلکہ اسمین بھی تفصیل ہوگی جو نمبر ۱ مین مذکور ہوئی۔

نمبر ۴ - جسطرح تار کے مضمون مین تفصیل ہے اسیطرح خط کے مضمون مین بھی ہے

۲ اور اگر دو تین مین اصلا دل نہین تھا تب بھی عمل جائز نہین

جو نمبر ۳ مین بسط کے ساتھ مذکور ہو چکی ہے فقط واللہ اعلم ۸ شعبان ۱۳۲۹ھ

حکم ٹیکہ طاعون

سوال چند جراثیم طاعونی کو بکری یا بھیڑ کی یخنی یا دودھ وغیرہ سیال شئے مین ڈالدیتے ہین جہان وہ اپنی نسلین بڑھا لیتے ہین پھر اس سیال سے ایک ایسا عرق تیار کرتے ہین جسمین جرم طاعون کی خفیف زہریلی تاثیر موجود ہوتی ہے اب اس مادہ مذکور مین سے ذرا سا لیکر بذریعہ جلدی پچکاری ایک خرگوش یا چوہے وغیرہ کے جسم مین داخل کر دیتے ہین جس سے اس چوہے یا خرگوش مین علامات مرض طاعون ظاہر ہو جاتے ہین اور جب اسکو افاقہ ہو جاتا ہے تو پھر اور تھوڑا سا مادہ مذکور اسکے جسم مین داخل کرتے ہین اسبار دفعہ علامات طاعون بہ نسبت اول کے خفیف ہوتے ہین اسیطرح مادہ مذکور کو چند بار داخل جسم کرنے سے اس خرگوش یا چوہے کی ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ پھر تھوڑی مقدار مادہ مذکور سے اسمین علامات طاعون پیدا ہی نہین ہوتے کیونکہ اسکا خون مادہ مذکور کی سمیت سے ایسا متاثر ہو جاتا ہے کہ پھر اس قسم کی ذرا سی سمیت کا اسپر کچھ اثر نہین ہوتا اب اس خرگوش یا چوہے کے خون سے سیرم یعنی خون لیکر بذریعہ جلدی پچکاری کسی تندرست آدمی کے جسم مین داخل کرتے ہین تو اس سے خفیف علامات طاعون پیدا ہون گے جن سے وہ جلد شفایاب ہوگا اور پھر اسی مرض طاعون مین مبتلا ہونیکا اندیشہ نرہیگا اور اگر مبتلا ہو بھی جاوے تو اس سے خفیف قسم کا طاعون ہوگا مہلک نہوگا اور اسکی تاثیر چھہ ماہ تک رہتی ہے چھہ ماہ بعد ضرورت ہو تو دوبارہ ٹیکا لگا لینا چاہیے بہرحال اس مفصل حالت اور کیفیت لکھنے سے میرا اصل منشاء اور غرض جو باعث ہین اس عریضہ ارسال کرنیکی یہ ہے کہ صائم کو اس ٹیکہ لگانے سے روزہ مین تو کوئی خلل نہین ہے یا اس سے روزہ جاتا رہتا ہے برتقدیر چلے جانیکے قضا کے ساتھ کفارہ بھی لازم آوے گا یا نہین اس کا لحاظ رہے کہ طاعونی ٹیکہ از قسم تداوی ہے اور بائین ہاتھ کے بازو پر لگایا جاتا ہے پچکاری کی نوک جو لوہے کی ہے اور لمبی اس لکیر ———— کے برابر ہوتی ہے سب کی سب جسم مین داخل کر دیجاتی ہے اور پھر جو دوا پچکاری مین بھری ہوتی ہے پچکاری مین زور دیکر

سے داخل جسم ہوجاتی ہے جس کا اثر تمام رگ مین اور دماغ وغیرہ مین ہوتا ہے۔ یہ ایک
فتوے کی نقل کا عریضہ خدمت اقدس مین ابلاغ ہے۔

الجواب۔ اس سے روزہ فاسد نہین ہوتا۔ البتہ تداوی بالنجس ہے اس لیے
مختلف فیہ ہے۔ ۲۶ رمضان ۱۳۲۵ھ

سوال باشندگان جزیرہ لاپ لینڈ کہ جہان پر چھ مہینہ تک دن رہتا ہے وعلی ہذا
رات روزہ کس اعتبار سے رکھین۔ اگر یون کہا جاوے کہ گھڑی سے اعتبار رکھین
تو اس مین یہ شبہہ ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ بابرکت مین گھڑی نہین
تھی۔ آپ نے کیون اس جزیرہ کی بابت حکم نہین فرمایا نہ فقہ مین کہین اسکا پتہ چلتا ہے
یا تمام دن کا روزہ رکھین یا نہ رکھین۔ بینوا توجروا۔

الجواب۔ وہان کوئی باشندہ ہی نہین اور نہ کوئی زندہ رہسکتا ہے اس لئے
نہ سوال متوجہ ہے نہ جواب کی ضرورت ہے۔ ۲۵ شوال ۱۳۲۵ھ

سوال ٹیکا لگانیکے متعلق حضور کی کیا تحقیق ہے شبہہ یون ہوگیا ہے کہ چیپ تو
نجس ہوتا ہے اور پھر نجس کا استعمال شرع مین جائز نہین۔

الجواب بیشک اصل مذہب مین ناجائز ہے لیکن بنابر قول بعض علماء کہ تداوی بالحرام
کی اجازت دیتے ہین اگر کوئی مبتلا ہوا سپر دار وگیر نہین فقط ۱۸ محرم ۱۳۲۶ھ

سوال کپڑا۔ اطلس جس کا کہ تار ریشم کا اور بانا (نشر) کا ہوتا ہے مرد کو پہننا
جائز ہے یا نہین۔ نشر ایک قسم کا (سن) ہوتا ہے کہ جس کو صاف کرنے سے ریشم
کی مانند ملائم کر لیتے ہین اور پھر اسکو استعمال کر لیتے ہین اور یہ (سن) بھاگلپور کیطرف
ہوتا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب۔ کپڑے مین بانا معتبر ہے پس اگر نشر کی وہی حقیقت ہے جو سائل نے
لکھی ہے تو یہ کپڑا مرد کے لئے بھی جائز ہے گو تانا ریشم ہے ۵ ربیع الاول ۱۳۲۷ھ

سوال۔ جرمنی سلور کو بعض علماء نے لوہا کہا ہے پانی کے تیزاب مین دو چار
روز داخل کرنے سے صاف لوہا ظاہر ہونا شاہد لایا ہے۔ حضور والا کو اسکی تحقیق

کیسی ہے حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح میں استعمال درست لکھا ہے ۔ فقط

الجواب بعض دوستوں سے معلوم ہوا کہ یہ ایک مرکب چیز ہے جسکے اجزا سے کہ انمیں چاندی نہیں ہے لہذا مردوں کو بھی استعمال اسکا درست ہے بجز انگشتری کے کہ حدیث میں نہی آئی ہے بجز چاندی کے مردوں کو اور بجز سونے چاندی کے عورتوں کو فقط ۔ ۸ ۔ ربیع الاول ۱۳۲۷ھ

سوال ۔ جس روپیہ اٹھنی چونی وغیرہ میں تصویر ہے جیسا کہ ایڈورڈ ہفتم کی تصویر ہے اسکو عورتوں کا گلے میں ڈالنا اسکو گلے یا کمر میں رکھکر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں ۔

الجواب گلے میں ڈالنا درست نہیں ۔ اور پاس رکھکر نماز پڑھنا درست ہے ۔ کیونکہ اول میں ضرورت نہیں ثانی میں ضرورت ہے ۔ ۸ ربیع الاول ۱۳۲۷ھ

سوال شاہجہانپوری چینی جسکو مورس کی چینی وغیرہ بھی کہتے ہیں یعنی ریزہ دار جو چینی ہوتی ہے اسکو بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہڈی سے صاف ہوتی ہے یا نہیں اور استعمال جائز ہے یا نہیں ۔

الجواب تحقیق سے معلوم ہوا کہ ہڈی کو جلا دیتے ہیں پس وہ طاہر ہوتی ہے اس لئے جواز استعمال میں کچھہ شبہ نہیں ۔ ۸ ۔ شعبان ۱۳۲۷ھ

اشتہار شکر تری ولایتی

بخدمت ہمہ مسلمانان و ہندوان واضح باشد کہ شکر تری ولایتی از چقندر و شلغم و تاڑ خرما تیار می شود و برائے مقطر یعنی صاف کردن او استخوانہائے نرگاوان و دیگر مردار جانوران و خون نرگاوان استعمال می کنند بدینوجہ برخلاف ہندو مسلمان یعنی ہر دو مذہب ستانیان و حرام را عرق پلک نیز در رائے ڈاکٹران و حکیمان مضر صحت است و بیماری طاعون و ہیضہ پیدا میکند علاوہ ازین گروہا روپیہ از ہندوستان

ف یعنی مردوں کو بجز انگشتری چاندی کے اور عورتوں کو بجز انگشتری چاندی و سونیکی شئے بجز سمینات کی انگشتری کی اجازت نہیں ۱۲ منہ

پنجاب کشمیر بدیگر ممالک میروند مردمان مفلس شدہ لہذا التماس است کہ جملہ صاحبان اہل اسلام و ہنود ان این ناپاک شکر تری را مطلقاً ترک کنند کہ برائے مسلمانان و ہندوان (یعنی ہر دو مذہب) واقع حرام است اگر سلامتی ایمان و مذہب خواہند دست از شکر تری بکشند و ولایتی ترک کنند۔ المشتہر خواجہ مالک محمد حسین سوداگر کشمیر

سوال متعلق اشتہار مذکور) دانہ دار شکر جس کی کیفیت ترکیب صفائی اشتہار ہذا میں بیان کی ہی آیا عند الشرع ظاہر حلال ہی یا نجس و حرام مہربانی فرما کر جواب مفصل بیان فرمائے۔ المرسل محمد عبد الرحمن از گولڑہ ضلع راولپنڈی

(الجواب) جہانتک تحقیق ہوا ہڈی تو جلا کر استعمال کیجاتی ہی اور جلکر ہڈی پاک ہوجاتی ہی خواہ کسی جانور کی ہو البتہ بیلوں کا خون کہ دم مسفوح ہے نص قطعی نجس ہی اور جس چیز میں ملیگا اسکو نجس کر دیگا گو کسی تدبیر سے پھر وہ متقطر اور خارج کرلیا جاوے لیکن شکر کے اجزاء تو اوس سے نجس ہو چکے ہیں اور جالیہا باقی ہیں جیسے آٹا شراب میں گوندہ کر روٹی پکائی جاوے گو شراب آگ میں اڑجاتی ہے لیکن اجزا اسکے دقیقہ کہ نجس ہوگئے تھے باقی ہیں اسلئے روٹی اوسکی نجس ہوگی کما صرح بہ فی الکتب الفقہیہ واللہ اعلم۔ مگر یہ جواب بر تقدیر ثبوت اس امر کے ہی ورنہ نہیں

۲۴ جمادی الاخری ۱۳۲۲ھ

سوال) مساجد میں گھنٹہ وار گھڑی لگانا جیسا عموماً رواج ہوتا جاتا ہی بوجہ عدم نقل از سلف و فی الجملہ مشابہت آواز جرس کچھ مکروہ تو نہیں ہے۔

الجواب خلاف اولیٰ کہنے کی تو گنجایش ہی لیکن ناجائز نہیں کیونکہ گھنٹہ کی آواز جرس ممنوع نہیں بلکہ آلہ مفید و معرفت وقت کا ہی فقہاء نے خود طبل سحری کی اجازت لکھی ہے اور مسجد میں ہونا اسلئے مصلحت ہی کہ وہاں اوقات معرفت نماز کی زیادہ حاجت ہی۔

---

* بعد میں احقر کو تحقیق سے ثابت ہوا کہ جس شکر میں خون کی آمیزش ہے وہ ہندوستان میں نہیں آتی ۱۲ منہ

تحقیق متعلق جرمانہ زنا

مین نے وعدہ کیا تھا کہ مقدمہ زنا مین جو جرمانہ شوہر مزنیہ کو دلایا جاتا ہے اسکا حکم تحقیق کرکے اطلاع دونگا سو وہ مرقوم ہے وہ یہ کہ اصل مین تو یہ رقم جائز نہ تھی چنانچہ حدیث افتداء الابن بمائۃ شاۃ مین حکم رد اسکی دلیل صریح ہے مگر تحقیق سے معلوم ہوا کہ وہ جرمانہ اول عدالت کے قبضہ مین پہونچتا ہے پھر عدالت سے اس شخص کو ملتا ہے سو اگر ایسی طرح ہوتا ہو تو حسب قاعدہ مالہم مباح ثم فیباح برضاہم وقاعدہ یملکون بالاستیلاء اس شوہر کے لئے حلال ہے ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ

(سوال) گورنمنٹ اگر مسجد کے لئے کوئی زمین بالکل دیدے اور اوسکو واپس نہ لے اور اوس پر لوگ نماز پڑھنے لگین تو آیا یہ وقف گورنمنٹ کا مسجد کے لئے درست ہوگا اور اون مین پر مسجد کا حکم شرعاً جاری ہوگا یا نہ۔ ظاہری آیۃ تو اسکے منافی ہے اسلئے کہ ارشاد باریتعالے عزاسمہ ہے کہ انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ والیوم الآخر الخ

(الجواب) وقف علی المسجد حکم مین وصیت مسجد کے ہے اور اگر غیر مسلم مسجد کے لئے وصیت کرے تو اسکا حکم یہ ہے کہ اگر وہ اسکو قربت سمجھے تو صحیح ہے ورنہ نہین پس اگر گورنمنٹ کے اعتقاد مین یہ قربت ہو تب تو ظاہر ہی ہے کہ صحیح ہے اور اگر اوسکا یہ اعتقاد نہو تو اوسکی توجیہ یہ ہے کہ یہ زمین جو گورنمنٹ دیتی ہے وہ حقیقت مین رعایا کی ہوتی ہے اور میونسپلٹی کے مشورہ سے دیتی ہے اور ممبران میونسپلٹی وکیل ہوتے ہین رعایا کے اور ہر چند کہ ہر شخص رعایا مین سے انکی توکیل پر اپنی رضامندی ظاہر نہین کرتا مگر اہل حل وعقد کی رضا تمام قوم کی رضا ہے اور رعایا مین یا ہندو ہین یا مسلمان اور اکثر ہندو بھی ایسے مصارف کو قربت اعتقاد کرتے ہین لہذا یہ وقف جائز ہے اور مسجد جو اس سرزمین مین بنی ہے مسجد ہے اور آیت کا مطلب دوسرا ہے جو کہ تفسیر مین مذکور ہے ۹ جمادی الاخری ۱۳۲۵ھ

(سوال) اگر تیس کا چولہا استعمال کیا جاوے تو کوئی حرج ... ہے۔ کھانا مٹی کے تیل سے پکتا ہے۔ انگریزی اسپرٹ جو ایک قسم کی شراب ہے اوسے ... گرم کرنے کے لئے استعمال

ہوتاہے اسکی پاس علیحدہ جگہ ہے کھانا رکھنے سے پہلے اسپرٹ بالکل منجاتا ہی چولھا میرے پاس ہے اگر ناجائز ہو تو بالکل ترک کردون ۔

الجواب ۔ اسمین اختلاف ہی ضرورت مین گنجائش ہے ۱۶ شوال ۱۳۲۳ھ

(سوال) جو لوگ حاکم کے ٹکسال گھر اور کارخانہ مین پیسہ اور روپیہ اشرفی وغیرہ ڈھالتے ہین اور چونکہ اوسمین تصویر ہوتی ہے کیا اونکو بھی مصور کہینگے اور اس تصویر بنانیکا اونکو گناہ عند اللہ ہوگا یا نہین ۔

(الجواب) تصویر بنانے کی نوکری کرنا اونکو جائز نہین ۵ ذوالحجہ ۱۳۲۹ھ

(سوال) چربی کی تجارت کا دستور ہی اور اوسمین مرے ہوے حلال جانورونکی بھی چربی اور ذبح کئے ہوے جانوروںکی چربی ملا ملاکر خرید و فروخت کی جاتی ہے یہ خرید و فروخت جائز ہے یا نہین اور فقط مرے ہوے حلال جانور کی تجارت کا کیا حکم ہے جائز ہی یا حرام ۔

(الجواب) مخلوط کا خریدنا اور اس سے انتفاع غیر اکل مین جائز ہے جبکہ خالص حلال کی غالب ہو لیکن بیچنا جائز نہین اور صرف مرے ہوئے حلال جانورکی چربی کی بیع اور اس سے انتفاع ہر قسم کا حرام ہی اور اگر حلال جانور کی چربی بدون قصد خلط یا نجس کے اتفاقا نجس ہو جاوے تو اسکی بیع بھی جائز ہے اور انتفاع بھی غیر اکل مین ۔ فی الدر المختار و شعر الخنزیر الی قولہ حتی لو لم یوجد بلا ثمن جاز الشراء للضرورۃ وکرہ البیع فلا یطیب ثمنہ وفیہ ویجوز بیع الدہن المتنجس والانتفاع بہ فی غیر الاکل بخلاف الودک فی رد المحتار ای دہن المیتۃ الخ ج ۵ ص ۱۷۵ و ۱۷۶ ۔ ۹ ذیقعدہ ۱۳۳۰ھ

(سوال) ولایتی رنگ جو بالعموم عورتون کے کپڑا رنگنے کے کام مین آتا ہی اسکی نسبت محقق طور پر کوئی شہادت اس بات کی معلوم نہین کہ اوسکے اندر کوئی نجس شی کی آمیزش ہے البتہ فتاوی رشیدیہ سے پتہ چلتا ہے کہ بوجہ اختلاط شراب کے ناجائز ہے اگر کپڑا رنگنے کے بعد دہو ڈالا جاوے تو پھر سارے کا سارا رنگ ہی نکل جاوے اسکی نسبت حضرت کا کیا ارشاد ہے اور کوئی صورت جواز کی ہی یا نہین ۔

(**الجواب**) بجز اشیاء اربعہ مذکور فی کتب الفقہ کے دوسرے اشربہ شیخین کے نزدیک نجس نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ جن اشربہ کا اسپرٹ محمل ہے وہ غالباً ان اربعہ کا غیر ہے لہذا شیخین کے نزدیک گنجایش ہی اور اگر اسپرٹ کا اختلاط ہی خود مشکوک ہو تو شرع میں شک کا اعتبار نہیں فقط ٢٩ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ

سوال فقہا نے اشیاء نجسہ کو بہت جگہ استہلاک کی وجہ سے طاہر سمجھا ہے جیسے صابن اور نمک کہ جس میں اگر نجس شئ گر گیا ہو اور گوبر حتی کہ در مختار میں تو یہاں تک لکھدیا ہے کہ پانی اور مٹی میں جو جو چیز طاہر ہوگی مرکب اسی کے تابع ہوگا اگرچہ صاحب فتح نے اسکی خلاف کو ترجیح دی ہی لیکن بہرحال مسئلہ قابل گنجائش ہی پس آجکل کہ ولایتی رنگوں میں کہ علی الاغلب اسپرٹ شامل ہوتا ہی اگر گنجایش نکالی جاوی تو کیسا ہے گو بری سے بڑھکر اسکی حالت نہیں اور عموم بلوی اسکو مقتضی ہے کہ ولایتی کپڑے جسقدر آتے ہیں سب انہی رنگوں میں رنگے ہوتے ہیں سب کا دھوکر استعمال کرنا علی الخصوص جاڑے کی کچھ چیزوں کا استعمال مشکل ہی خصوصاً امام صاحب رح کے مذہب پر گنجایش بھی ہی کیونکہ اسپرٹ خمر عنبی سے نہیں بنائی جاتی ہی اور امام محمد رح کا مذہب اگرچہ مفتی بہ ہے لیکن اسوجہ سے اسپر فتوی دیا گیا ہی کہ لوگ پرہیز کریں اس لئے شراب تو یہ صحیح ہے اور استعمال محل بحث ہے احادیث سے بھی حرمت ثابت ہے نہ کہ نجاست باقی عموم بلوی کی یہ حالت ہی کہ پرہیز مشکل ہے حتی کہ چمڑہ جو جلدوں میں لگایا جاتا ہے کہ قرآن مجید تک اس سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔

الجواب۔ فقہا کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہی کہ انقلاب حقیقت مطہر ہے لیکن انقلاب وصف مطہر نہیں (رد المحتار ج ص ۲۲۵) سو اسکو انقلاب حقیقت مشکل معلوم ہوتا ہے بل ھو کالدبس لا تتغیر حقیقتہ بالطبخ رد المحتار ص مذکور اور اسکے صفحہ ۳۰۳ میں ہی یا لینقط من دردی الخمر وھو المسمی بالعربی فی ولایتنا الروم بخر حرام کما ذاد الخمر خدا اصلہا سے نکلا کہ پس اسپرٹ کا حال تو اس سے معلوم ہوا اب رہا گوبر سو در مختار کے اس جزیہ میں تو بیشک کلام ہی اور صحیح نجاست ہی رہی ضرورت موجب ہی کہ تحرز نہو سکے اور یہ مفقود ہی رد المحتار ص ۲۲۴ میں ہی

لو اصابہ بلا تصب اِ۔ انح یا کوئی ضروری شے بدون اسکے نہ بن سکے رد المختار ص ۲۱۰ج ۳
مین ہے بخلاف السرقین اذا جعل فی الطین التطین لا ینجس لان فیہ
ضرورۃ لانہ لا یتھیا الا بجعلہ البتہ یہ بات کہ یہ اشربہ منہیہ سے نہین بنتی
محل گنجایش ہی۔ اگر ثابت ہو جاوے تحقیق کیا جاوے۔ یکم ربیع الثانی ۱۳۲۲ھ

سوال متعلق جواب مذکور

اسپرٹ کی نسبت ڈاکٹرون اور ڈاکٹری کتابون سے جہانتک تحقیق ہوا یہی ہی کہ گڑ یا جو کی
شراب سے بنائی جاتی ہی نیز اسمین عموم بلوی گوبری سے بدرجہا زائد ہی ادنی امر یہ ہی کہ ہر
تعلیم یافتہ کی جیب مین کچھ نہ کچھ کاغذ و خطوط ہوتے ہین جو عموما انگریزی روشنائی سے لکھے ہوتے ہین
اور ڈاکخانہ شہر کا نام لکھتا ہی وہ تو عموما انگریزی روشنائی ہوتی ہے بلکہ دیسی روشنائی بھی
ولایتی کاجل سے تیار کیجاتی ہے جسکا حال مثل دیگر رنگون کے ہے کتابین جو پریس مین
چھپی ہین اب عموما ولایتی روشنائی سے چھاپی جاتی ہین اور اب جہانتک علم ہے کوئی
مطبع والا دیسی روشنائی سے کتاب نہین چھاپتا ان تمام سے احتیاط نہایت ہی دشوار
ہے یون تو گوبری سے بھی احتیاط ممکن ہے مکان مین پختہ پلاستر یا گچ کرا کے اسکی طرف
برابر توجہ رکھنا ممکن ہے گوبری کا فائدہ صرف یہ ہی کہ کہگل کے لبد شقاق کو روکتی ہی ممکن
ہے کہ اس شقاق مین مٹی بھر دی جاوے اسکی نسبت در مختار مین ہی لانہ لا یتھیا الا
بہ۔ اور ظاہر ہے کہ آجکل رنگ بغیر ولایتی پڑیہ کے متعسر ہین غرض کہ ابتلا اسمین گوبری سے
بدرجہا زائد ہے اور ضرورت اس سے کسی طرح کم نہین نجس بھوسہ کی نسبت فقہا نے تصریح
کردی ہے کہ جب مٹر کر کہگل مین ملجاوے تو انقلاب حقیقت سمجھا جاویگا اس سے بھی اس کی
حالت کم نہین ہے اسپر اگر نظر کی جاوے ممکن ہے غرضکہ ہر صورت مین اسکی نسبت آسانی
معلوم ہوتی ہے :-

الجواب - انقلاب حقیقت تو اب تک میرے جی کو نہین لگا البتہ ضرورت و عموم
بلوی واقعی معلوم ہوتا ہی اور اشربہ متہمیہ سے نہ بننے کا محل گنجایش ہوتا۔ یہ پہلے لکھ

طہارت
تحقیق متعلق انتقال امراض از حیوان بانسان

عرض کیا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ۔ بسواری ریل کھڑے ہو کر یا بیٹھکر نماز ادا کرنا چاہیے اگر کھڑے نماز ادا کیجاتی ہے تو چھت ریل کی سر سے لگتی ہے۔ دوم یہ کہ جو تختہ جانب پورب ہی ادھر جانب پچھم کے تخت کے درمیان میں فاصلہ اسقدر ہے اور وہ یہاں میں جگہ بھی خالی ہو کہ اندیشہ گرنیکا ہے۔ سوم یہ کہ بحالت قیام ریل نماز اتر کر ادا کریں میں یہ خیال ہو کہ ریل روانہ ہو جائیگی اور مال کا بھی نقصان ہوگا اور خود بھی رہجاویگی تو ان حالات مذکورہ میں کسطرح پر نماز ادا کریں

الجواب ۔ نماز ادا کرنے کے لئے ریل سے اترنے کی کوئی حاجت نہیں ہے اگر ریل مثل سریر موضوع علی الارض کے ہے تو ظاہر ہے اور یہی صحیح بھی معلوم ہوتا ہے وان لم یکن طرف العجلة علی الدابة جاز لی وافقة لتعلیلهم انها کالسریر درمختار قوله لی وافقة کذا قیده فی شرح المنیة ولم اره لغیره یعنی اذا کانت العجلة علی الارض لم یکن شیء منها علی الدابة وانما الحامل مثلا تجرها الدابة تصح الصلوة علیها لانها حینئذ کالسریر الموضوع علی الارض ومقتضی هذا التعلیل انها لو کانت سائرة فی هذه الحالة لا تصح الصلوة علیها بلا عذر وفیه تامل لان جریها بالحبل وهی علی الارض لا تخرج به عن کونها علی الارض بعینه علیها والتاتارخانیة عن المحیط وهی لو صلی علی العجلة ان کان طرفها علی الدابة وهی تسیر تجوز فی حالة العذر لا فی غیرها وان لم یکن طرفها علی الدابة جازت وهو بمنزلة الصلوة علی السریر اهـ فقوله وان لم یکن لها القید ما قلنا لانه راجع الی اصل المسئلة فقیده بقوله وهی تسیر ولو کان الجواز مقیدا بعدم السیر یقیده فتامل شامی ج ۱ صـ ۴۷ اور اگر مثل عجلة محمولة علی الدابة کے بھی مانی جاوے تب بھی بوجہ عذر کے اترنے کی کوئی ضرورت نہیں اور عذر یہی ہے کہ چلتی ریل میں اتر نہیں سکتا کھڑی ریل میں ریل کے چلدینے یا مال کے تلف ہونے کا اندیشہ ہے واما الصلوة علی العجلة ان کانت طرفها العجلة علی الدابة وهی تسیر او لا تسیر فهی صلوة علی الدابة فتجوز فی حالة العذر المذکور فی التیمم لا فی غیرها ومن العذر

ـه اس عبارت سے ریل میں جواز جمعہ بھی ثابت ہوتا ہے ۱۲ منہ

المطر وطين يغيب فيه الوجه وذهاب الرفقاء ودابة لا تركب الا بعناء او بمعين درمختار قوله
المذكور في التيمم بان يخاف على ماله او نفسه او يخاف من فاسق شامی ج ا ص[illegible] اگرچہ
یہی امید ہو کہ نماز کے وقت رہتے ریل سے مجھکو اتر کر پڑھنا ممکن ہے تب بھی ریل میں بہر حال پڑھنا
جائز ہوگا کیونکہ عذر وقت شروع نماز کے معتبر ہے اگرچہ آخر وقت میں زوال اسکا
متوقع ہو تنبیہ ۱۲ بقی شیء ولم ار من ذکرہ وہو ان المسافر اذا عجز عن النزول لعذر
من الاعذار وکان علی رجاء زوال العذر قبل خروج الوقت کالمسافر مع رکب الحاج
الشریف بل لا یمکن ان یصلی الشرع ومثلا علی الدابۃ او المحمل فی اول الوقت او یخاف من الحرج
ام یؤخر الی وقت نزول الحاج فی نصف اللیل لاجل الصلوۃ والذی یظہر لی الاول لان المصلی
انما یخاطب بالارکان والشروط عند ارادۃ الصلوۃ والشروع فیہا ولیس لذلک وقت
خاص ولذا جازت الصلوۃ بالتیمم اول الوقت افضل ان کان یرجو وجود الماء قبل خروجہ
وعللوا بانہ قد اداہا بحسب قدرتہ الموجود عند انعقاد سببہا وہو ما اتصل بہ الاداء
وسابقتہا کذلک شامی ج ا صفحہ ۲۷۱ تنبیہ ایسی صورتوں میں انتظار آخر وقت تک مستحب ہوگا
ومذہب الراجیہ رجاء قویا آخر الوقت المستحب ولم یؤخر وصلی جاز ان کان بینہ وبین الماء
میل والا لا درمختار مع الشامی اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اترنے کی کچھ حاجت نہیں
تو اگر قیام پر قدرت ہو تو قیام فرض ہے بیٹھ کر پڑھنا درست نہیں ہوگا کبھی ریل سے بیٹھ اور وجب لتغیر الماء
مثل بول ۱ سفی فاعل کیف شاء علی المذہب درمختار صفحہ ۱۲ الی الغرض فی فلک جار
عدا لا بلا عذر صح لغلبۃ العجز وقالا لا یصح الا بعذر وہو الاظہر برہان درمختار
صفحہ ۱۲ اور اگر رکوع وسجود بوجہ شرقی وغربی ہونے کے متعذر ہوں تو اشارہ
سے ان دونوں کو ادا کرے اور سجدہ کو رکوع سے ذرا پست کرے وان تعذر اومأ
قاعدا ویجعل سجودہ اخفض من رکوعہ درمختار صفحہ ۹ واللہ اعلم ۲۳ شوال ۱۳۲۰ھ

عہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ریل میں بھی انتظار باقی کا آخر وقت مستحب تک بہتر
ہے ضروری نہیں ۱۲ منہ

(سوال) دورہ کی صورت یہی کہ پانسو چھ سو کوس کے علاقہ مین گشت کرنیکی نیت سے سفر کیا جاویگا لیکن منزل عموماً چھ سات کوس پوری یعنی ۱۲ یا ۱۴ میل پر ہوا کریگی اور بعض مقامات پر دو تین روز قیام بھی ہوگا تمام سفر مسلسل طے کیا جاویگا یعنی گوالیار بعد اتمام گشت واپسی ہوگی کوچ و مقام سب تجویز ہو گیا ہے ایسی صورت مین نماز قصر پڑہی جاویگی یا پوری فقط

(الجواب) نماز قصر ہوگی فقط ۱۵ شعبان [illegible]

(سوال) رمضان شریف مین اکثر دن کوچ شب کو ہوگا تراویح کیونکر پڑہین آیا نوافل کی طرح سواری پر پڑہ سکتے ہین سواری ہاتھی کی ہوگی۔

(الجواب) پڑہ سکتے ہین فی رد المحتار تحت قوله سنة التراویح لاتصح ولانها في الاکثر فقط صح قاعدة ... عذر الت ... كما في البحر تلت و انا ... المنافية الكراهية ويجبر العذر في ... هي صلوة على الدابة فيجوز في حالة العذر الى قوله وذهاب الرفقاء - [illegible] شعبان [illegible]

(سوال) اور اگر کوچ آٹھ نو بجے رات کو شروع کریں تو تراویح تعداد مین کم پڑہ سکتے ہین یا نہین اور کہانتک کمی ہو سکتی ہے

(الجواب) جب سواری پر جائز ہے پھر کم کرنیکی ضرورت نہین جسقدر کوچ سے پہلے پڑہ سکیں اور باقی سواری پر پڑہ لیں۔ فقط ۱۵ شعبان [illegible]

(سوال) اگر کسی جگہ مسلمان جماعت کثیر ہو جاوین یا آٹھ دس آدمی تک ہوں جمعہ کی نماز حالت سفر مین پڑہ سکتے ہین یا نہین

(الجواب) جمعہ کے لئے کم از کم چار آدمی شرط ہین اس سے کم مین جمعہ صحیح نہین اور چار سے زائد سے جائز ہے بشرطیکہ وہ جگہ قابل صحت جمعہ کے ہو جیسا کہ آگے آتا ہی ایسی جگہ گو مسافر پر جمعہ فرض نہین لیکن پڑہ لے تو صحیح ہے فقط ۱۵ شعبان [illegible]

ـہ یعنی سوال آیندہ کے جواب مین ۱۲ منہ

صلوٰۃ — قصر در حالت دورہ اضلاع

صلوٰۃ — جواز تراویح بر دابہ در حالت عذر

صلوٰۃ — عدم تعیین عدد رکعات تراویح

صلوٰۃ — اشتراط عدد در جمعہ مسافران

صلوٰۃ — جواز جمعہ در کوٹھی بیرون شہر

سوال کوٹھی رزیڈنسی شہر سے علیحدہ ہے اور جامع مسجد ایک میل سے تین میل کے فاصلہ تک ہی اس فاصلہ کے ملازمین کو کوٹھی سے بغیر تعطیل باہر نکلنے کی اجازت بھی نہین ایسی حالت مین کوٹھی کے احاطہ مین یا کسی مکان مین جمعہ پڑہا جا سکتا ہے کیونکہ کمپ کی آبادی توابع شہر مین سے ہے گانؤن تو کہا نہین جا سکتا نماز جمعہ تو غالبًا فرض ہوگی بغیر مسجد کے بھی ہو سکتی ہے یا نہین ۔

الجواب اگر یہ جگہ توابع شہر سے ہو جیسا ظاہر ہے تو جمعہ اسمین صحیح ہے اور یہان سے کسیکو باہر جانیکی اجازت نہونا تو مضر نہین لیکن یہ دیکھنا چاہیئے کہ اس حد کے اندر باہر والے بھی آسکتے ہین یا نہین اگر آسکتے ہین تب بلا تردد جمعہ جائز ہے اور اگر نہین آسکتے ہین تو جواز جمعہ مین تردد ہے اس لئے مسافر کو اس صورت مین اولی یہ ہے کہ ظہر پڑہے کیونکہ جمعہ مسافر پر فرض نہین تو غیر فرض کے لئے تردد مین کیون پڑے اور جامع مسجد جمعہ کے لئے شرط نہین ۔ وجہ التردد ما فی الدر المختار والاذن العام الی قولہ فلا یضر غلق باب القلعۃ لعدو او لعادۃ قدیمۃ وفی رد المحتار بعد نقل عدم جواز الجمعۃ ان منعوا عن الدخول ما نصہ قلت وینبغی ان یکون محل النزاع ما اذا کانت لا تقام الا فی محل واحد اما لو تعددت فلا لانہ لا یتحقق التفویت کما افادہ التعلیل تأمل وفیہ عن المنح وکذا السلطان لا یصح لو جمع فی قصرہ بحشمہ ولم یغلق الباب ولم یمنع احدا الا انہ لم یعلم الناس بذالک اھ فقط ۱۵ شعبان ۱۳۲۱ھ

صلوٰۃ — بر شغدف

سوال شغدف پر نماز پڑہنا جائز ہے یا نہین ۔

الجواب فی الدر المختار فی صلوۃ علی الدابۃ فتجوز فی حالۃ العذر المذکور فی التیمم لا فی غیرہا ومن العذر المطر وطین یغیب فیہ الوجہ وذہاب الرفقۃ ودابۃ لا ترکب الا بعناء الی قولہ حتی لو کان مع امہ مثلا فی شق محمل واذا نزل لم تقدر ترکب وحدہا جازت لہ ایضا کما افادہ فی البحر فلیحفظ ۱ھ ۔ اس روایت سے ثابت ہوا کہ شغدف مین بعذر فرض پڑہنا جائز ہے اور اگر اترنا اور قافلہ کی معیت سب سہل ہو تو شغدف مین پڑہنا جائز نہین واللہ اعلم ۔ ۲۰ شعبان ۱۳۲۱ھ

صلوٰۃ — تحقیق وضع رکبتین در نماز فرض در ریل

سوال نماز ریل مین کس طرح پڑہنا چاہیے مین بعض مرتبہ کہڑا ہوکر پڑہتا ہون اس طرح کہ ایک تختہ کی طرف کہڑا ہوتا ہون اور دوسرے تختہ پر سجدہ کرتا ہون۔ ایک صاحب نے یہ اعتراض کیا کہ سجدہ مین گہٹنے پاؤن کے زمین مین نہین لگتے ہین۔ لہذا نماز نہیں ہوتی۔ حدیث شریف مین ہے کہ سات چیزین زمین مین بوقت سجدہ کے لگنا چاہیے۔ چنانچہ اون سات مین سے ایک گہٹنے بہی ہین اور اسیوجہ سے میت کے گہٹنون مین کافور لگایا جاتا ہی ان کی رائے مین اسطرح پڑہنا چاہیے کہ ایک تختہ پر بیٹھ مثل نماز پڑہنے والے کے اور دوسرے تختہ پر سجدہ کرے مگر اس صورت مین قیام جو فرض ہے ترک ہوتا ہے لہذا جناب کی کیا رائے ہی کیا گہٹنے کا لگنا زمین مین بوقت سجدہ کے لازم ہے

الجواب فی رد المحتار تظافرت الروایات عن ائمتنا بان وضع الیدین والرکبتین سنۃ ولم ترو روایۃ بانہ فرض ج ۱ ص ۵۲۱۔ اس روایت سے ثابت ہوا کہ زانو ٹکانا فرض نہین بلکہ واجب بہی نہین اور قیام فرض ہے پس آپ کا طریقہ صحیح ہے اور ان صاحب کا قول بالکل غلط ہی واللہ اعلم ۱۳ رمضان المبارک سنہ ۱۳۲۲ھ

صلوٰۃ — حاضر شدن نماز بر جرس

سوال توقیر اذان آواز اذان چہ قدر ست مصلیان چند بمقابلہ جرس سرکاری ہیچ توقیر اذان کہ گفتار حاکم حقیقی ست نمی کنند تا جرس سرکاری کہ مقرر شدہ است آواز ندہد مسجد برائے صلوٰۃ نمی آیند چہ حکم ما بین است مشرح مطلع فرمایند واجر توقیر کردن وتادیب غیر توقیر کردن چہ قدر ست بینوا توجروا۔

الجواب بر جرس آمدن وبر اذان نیامدن اگر بنا بر توقیر جرس وعدم توقیر اذان بودے ہر آئینہ امرے بس قبیح وشنیع بود لیکن جائے چنین دیدہ وشنیدہ نشد بلکہ در اصل مدار نماز بر وقت است واز جملہ معرفات وقت جرس ہم ست چون معرفات وآلات دیگرش مقیاس کہ در دائرہ ہندیہ منتصب می باشد وفقہا نیز اعتبارش کردہ اند پس ہر کہ بر جرس می آید نہ باین حیثیت کہ مقصودش خصوصیت جرس ست بلکہ باین حیثیت کہ آواز معرفات وقت ست وبر مسلمانان بدگمانی کردن خود بے توقیری اسلام ست کہ از بے توقیری اذان اشد است واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم۔ ۹ رشوال سنہ ۱۳۲۲ھ

سوال کیا فرماتے ہین علماء دین اس مسئلہ مین کہ مساجد مین نماز کے واسطے وقت کا مقرر کرنا اور اس وقت مقررہ پر نماز کا پڑہنا پڑہانا شرعًا جائز ہے یا نہین ۔

الجواب عن ابی ہریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اشتد الحر فابردوا بالصلوة رواہ البخاری وعن رافع بن خدیج قال کنا نصلی العصر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم تنحر الجزور فتقسم عشر قسم ثم تطبخ فناکل لحما نضیجا قبل مغیب الشمس متفق علیہ وعن رافع بن خدیج قال کنا نصلی المغرب مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فینصرف احدنا وانہ لیبصر مواقع نبلہ متفق علیہ عن النعمان بن بشیر رض قال انا اعلم بوقت ہذہ الصلوة العشاء الآخرة کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلیہا لسقوط القمر لثالثة رواہ ابوداؤد والدارمی وعن رافع بن خدیج قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم اسفروا بالفجر فانہ اعظم للاجر رواہ الترمذی وعن ابی سعید قال صلینا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث وفیہ قال صلی اللہ علیہ وسلم ولولا ضعف الضعیف وسقم السقیم لاخرت ہذہ الصلوة رواہ ابوداؤد والنسائی وعن ام سلمة قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشد تعجیلا للظہر منکم وانتم اشد تعجیلا للعصر منہ رواہ احمد والترمذی وعن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان الحر ابرد بالصلوة واذا کان البرد عجل رواہ النسائی وعن ابن مسعود قال کان قدر صلوة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الظہر فی الصیف ثلثة اقدام الی خمسة اقدام وفی الشتاء خمسة اقدام الی سبعة اقدام رواہ ابوداؤد والنسائی ۔ ان روایات سے چند امور مستفاد ہوئے ۔ اول باوجود وسیع ہونے اوقات صلوة کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول اکثر اوقات معینہ پر نماز پڑہنے کا تہا اور اسکے خلاف کسی عارض سے ہوتا تہا ۔ دوم مدار تعین بفضل وقت اور مقتدیون کے حال کی رعایت تہا سوم صحابہ رض مین بہی اسیطرح تعین معمول یہ تہی ۔ پس اب جو مساجد مین تعین ہوتی ہے اسکا محصل یہی ہے جو روایات مذکورہ سے مستفاد ہوا ۔ رہا گہڑی یعنی انضباط اوقات سے کام لینا سو وہ خود مقصود نہین بلکہ مقصود اوقات مخصوصہ مین ورنہ محض شناخت اوقات

[illegible]

کا ایک آلہ ہی جو سہولت کیلئے معتبر سمجھا جاتا ہے جیسا کہ بعض اوقات تحری قلب کو معیار قرار دیتے ہیں اصل ہیں گھنٹہ گھڑی تحری قلب میں معین و معاون ہے پس یہ طریقہ متعارف بلا تکلف و بلا تردد جائز بلکہ مستحسن و موافق سنت ہی۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم۔ ۲۹ صفر ۱۳۲۴ھ۔

احکام نوٹ در زکوۃ وغیرہ

سوال۔ نوٹ پر زکوۃ ہے یا نہیں۔ نوٹوں پر جمیع احکام دراہم و دنانیر کے جاری ہوں گے یا نہیں۔

الجواب نوٹ حقیقت میں سند ہی روپیہ کی اور اسکا روپیہ پر ہر وقت اسکو قدرت ہے جب چاہے حاصل کرے پس نوٹ خود گو مال نہیں ہی مگر جس روپیہ کی وہ سند ہے وہ مال ہے اور بوجہ مقدور التحصیل ہونیکے نصاب میں داخل ہیں لہذا اسپر زکوۃ واجب ہوگی اور احکام مختلف ہیں بعض جاری ہونگے بعض نہیں بالتعیین سوال ہو تو جواب دیا جاوے مثلاً دس روپیہ کو کوئی چیز خریدی اور مشتری نوٹ دینے لگے تو بائع پہ جبر نہوگا کہ ضرور اسکو لے اسمیں مثل دراہم و دنانیر کے نہیں ہی اور وجوب زکوۃ میں ہی جیسا گزرا فقط ۵ شعبان ۱۳۲۱ھ۔

ادائے زکوۃ بذریعہ منی آرڈر

سوال منی آڈر کے ذریعہ سے کسی فقیر کو زکوۃ بھیجنے سے زکوۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں وجہ شک یہ ہے کہ فقہا نے تو یہ تصریح کی ہے کہ کافر کو وکیل بنانا ادائے زکوۃ میں جائز ہے مگر یہاں اہل ڈاک خانہ صرف وکیل ہی نہیں بلکہ یہ عقد داخل قرض ہو کر یہ صورت قرار پاتی ہے کہ کافر مدیون سے یوں کہا کہ ہمارا یہ قرض زید کو دیدینا اور دل میں یوں نیت کی کہ ہم زکوۃ میں دلاتے ہیں لہذا مسئلہ دو وجہ سے مشکوک ہوا ایک تو یہ کہ حوالہ سے زکوۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں دوم کافر کے اسطرح دینے سے زکوۃ جائز ہوگی یا نہیں آجکل عوام میں اسکا بہت دستور ہے۔

الجواب فی الدر المختار مسائل متفرقہ من کتاب الہبۃ تملیک الدین ممن لیس علیہ الدین باطل الا فی ثلث حوالۃ ووصیۃ واذا سلطہ ای سلط المملک غیر المدیون علی قبضہ ای الدین فیصح حینئذ ومنہ مالو وہبت من ابنہا ما علی ابیہ فالمعتمد الصحۃ

للتسلیط۔ اس جزئیہ ومنہ مالو وہبت الخ سے معلوم ہوا کہ صورۃ تسلیط مین بالفعل تملیک ہوتی ہے ورنہ صحۃ کو تسلیط سے معلل نہ کیا جاتا کیونکہ قبض حسی کے وقت تو صحۃ ہبہ مین کوئی تردد ہی نہین پھر اسمین ترجیح صحۃ کے کوئی معنی نہین اس سے ثابت ہوا کہ فو ر تسلیط تملیک ہی گو قبل القبض اس تسلیط سے عزل جائز ہو لعدم تمام العقد کما لو قال وہبت ولم یقبل الآخر قبلت یصح رجوعہ ومع ذلک ہو تملیک ویصح نیتہ الزکوۃ عندہ وان لم ینو وقت قبول الموہوب لہ پس جب تسلیط تملیک ہی اور تملیک کے وقت نیت ادا ر زکوۃ کافی ہے اور منی آرڈر بھیجنے مین یقیناً تسلیط ہی لہذا روانگی منی آرڈر کے وقت نیت کافی ہے اب دونون وجہ شک کی جاتی رہین کیونکہ یہان حوالہ سے زکوۃ ادا نہین ہوئی اور نہ کافر کے دینے سے بلکہ مزکی کی تسلیط سے کما ذکر مفصلا فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔ ۱۸ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۱ھ۔

سوال خبر تار واحد انطار شوال یعنی عید الفطر کرنیکے لئے موجب للعمل ہے یا نہین بسند صحیح ارشاد فرمائے۔

الجواب امداد الفتاوی مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی صفحہ ۱۷ جلد اول مین موجود ہے طلبہ کے دیکھنے کے لایق ہے۔

سوال ایک مسجد سرکار انگریزی نے بمشورہ ورضامندی عوام مسلمانان بازاریون کے نہ خواص شہر کے بضرورت تعمیر دکانات کے منہدم کرادی اور اوسکے خرچ کا روپیہ بلکہ کچھ زیادہ اپنے پاس سے مسلمانون کو بعوض اس کے دوسری مسجد تعمیر کرانیکو دیا مسلمانون نے کہا کہ ہمارے یہان کے لوگ روپیہ تلف کر ڈالینگے سرکار ہی خود اپنے اہتمام سے تعمیر کرادے اور بعض مسلمانون نے بھی کچھ روپیہ اپنے پاس سے بطور چندہ شامل کیا سرکار نے بعوض اس مسجد منہدمہ کے دوسری مسجد دوسرے مقام پر اوس روپیہ سے باتفاق عوام تعمیر کرادی اور اپنا تعلق بالکل اس مسجد سے قطع کردیا اور مثل مسجد سابق منہدمہ کے مسلمانون کو اس

مسجد مین قبض و دخل و تصرف حاصل ہوگیا اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ وہ مسجد شرعًا بحکم مسجد ہے یا نہین اور نماز اسمین جائز ہی یا نہین اور اگر جائز ہے تو بکراہت جائز ہی یا بلا کراہت اسمین نماز پڑہنے والے کو ثواب مسجد کامل کا ملیگا یا نہین اور مسجد منہدمہ کا اثاثہ اور سامان بالائی اور زمین کا عوض مسلمانون کو سرکار وقت غیر اہل اسلام یا اہل اسلام یا کسی اور شخص سے جو ظلمًا مرتکب اس فعل قبیح کا ہو بجبر یا یا بلا جبر لینا درست ہے۔

الجواب یہ جزئی نظر سے نہین گزری اس لئے اس کی ایک نظیر یا کلی نقل کرتا ہون۔ فی الدر المختار متی ثبت بطریق شرعی و قیمتہ مکان وجب نقض البیع فی رد المحتار لو ہدم المشتری البناء ان شاء القاضی ضمن البائع قیمۃ البناء فینفذ بیعہ او ضمن المشتری ولا ینفذ البیع ویملک المشتری البناء بالضمان ویکون الضمان للواقف لا للموقوف علیہم اھ والمراد بالبناء نقضہ وہذا اذا لم یمکن اعادتہ والا امر باعادتہ کما ستذکرہ فی الغصب جلد ثالث ص ٦٥٦ و ٦٥٧ فی الدر المختار فی احکام الاستبدال ویشتری بثمنہ ارضا اخری اذا شاء فاذا فعل صارت ثانیۃ کالاولی فی شرائطہا وان لم یذکرہا اھ جلد مذکور ص ٥٩٩ و ٦٠٠۔ اس سے مفہوم ہوتاہے کہ ہادم مسجد سے اولًا مطالبہ ہوگا کہ اسی کا اعادہ بعینہ کرے اور جہان یہ قدرت نہو تو اُس سے ضمان لیا جاوے گا خواہ قیمت لے یا دوسری تعمیر وہ سب ضمان ہے اور ضمان بدل ہوتاہے مضمون کا اور بدل کا حکم مثل مبدل منہ کے ہوتاہے لہذا یہ دوسری مسجد من کل الوجوہ مسجد ہوگی اور نماز اسمین بلاکراہت جائز ہے اور ثواب بھی اسمین کامل ملیگا اور مسجد اول منہدم کا تخمینہ ضمان جسقدر ہوتاہے۔ اگر دوسری مسجد مین ہادم کا اسقدر صرف نہین ہوا تو بقدر تکمیل کمی کے ہادم سے ضمان کا مطالبہ باقی ہے خواہ اثاثہ و سامان سے پورا کرے یا نقد اس سے لیا جائے اور اگر بقدر تخمینہ ضمان صرف ہوگیا ہے تو اب سامان کا مطالبہ جبرًا نہین پہونچتا ہے البتہ اگر بخوشی درخواست کرنے سی

ملجاوے تو مضائقہ نہین اور باقی جو کافر ابتدا مسلمین کے لئے مسجد بناے
وہ مسجد نہین ہے کما فی باب وصیۃ الذمی من الہدایۃ ومنہا اذا اوصی بما یکون
قربۃ فی حقنا ولا یکون قربۃ فی معتقدہم کما اذا اوصی بالحج او بان یبنی مسجد
للمسلمین او بان یسرج فی مساجد المسلمین فہذہ الوصیۃ باطلۃ بالاجماع اعتبارا
لاعتقادہم الخ اگر کہین اسکے خلاف تصریح مقدم ہے مستنبط پر۔ واللہ اعلم وعلمہ
اتم واحکم۔ ۲۰ ذالحجہ سنہ ۱۳۲۲ھ۔

حکم وقف کافر

سوال کیا فرماتے ہین علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین
کہ ایک مسجد بازار مین تہی جب سرکار وقت کو ترتیب جدید اس بازار کی منظور
ہوی بازاری مسلمانون کو [illegible] کرکے وہ مسجد منہدم کرادی اور اسکا ہرجہ
یعنی قیمت اثاثہ وزمین مسلمانون کو دی بعوض اسکے دوسری مسجد بنوالین مسلمانون
نے کہا کہ اگر ہم اپنے اہتمام سے بنوائین تو روپیہ تلف ہوجائیگا سرکار اپنے انتظام
سے بنوادے۔ سرکار نے موافق اجازت اور مرضی مسلمانون کے باہتمام رئیس
مسلمانان وہ مسجد اوس روپیہ سے بنوادی اور رئیس مذکور نے بہی اپنے پاس سے
کچھ روپیہ اوسمین شامل کیا بعد تیار ہوجانیکے سرکار کو اوس سے کچھ تعلق نرہا بلکہ قبضہ
ودخل واہتمام مسلمانون مین آگئی۔ جیسے کہ اور مساجد مین اور نماز جماعت بہی اسمین
بکثرت تمام ہوتی ہے۔ اور مسجدون سے بہت زائد بلکہ مغرب کے وقت گنجایش
باقی نہین رہتی۔ اب یہ مسجد شرعاً مسجد صحیح ہے یا غیر صحیح اور نماز اسمین جائز ہے
یا ناجائز اور ثواب مثل اور مساجد صحیحہ کے ہوگا یا نہین اور بباعث اسکے کہ روپیہ
ہرجہ کا سرکار انگریزی نے دیکر وہ مسجد باہتمام اپنے کو بکار کسی رئیس مسلم ہو
تیار کرائی ہے مسجدیت مین کچھ نقصان آئیگا یا نہین۔

حکم تعمیر مسجد از زر سرکار

الجواب وہ مسجد شرعاً بالکل صحیح ہے اور سہل توجیہ اسکی یہ ہے کہ وقت
بناء وہ محض ایک مکان تہا لیکن بعد بناء جب مسلمانون کو دیدیا اور مسلمانون نے
اوس کو عملاً وقف کردیا وقف ہوکر مسجد تام ہوگئی اور دوسری توجیہ عہ

عہ ایک توجیہ مفصل اس سے پہلے سوال مین جسکا عنوان ہدم سرکار مسجد را بالضرورت الخ ہے گذری ۱۲

بھی ممکن ہین مگر یہ سب سے سہل اور واضح ہے۔ واللہ اعلم۔ ۱۴ جمادی الاولی ۱۳۲۳ھ۔

سوال ۔ نیلام کانجی ہوس سے کوئی جانور خریدنا اور اسکی قربانی کرنا اور جانورون کا کانجی ہوس بھیجنا جائز ہے یا نہین۔

الجواب فی الدر المختار وان غلبوا (ای اہل الحرب) علی اموالنا واحرزوہا بدارہم ملکوہا۔ اور عملہ کانجی ہوس نائب ہین ستولین کے پس اس استیلاء و تملک سے وہ جانور ملک سرکار کی ہوجاوے گا لہذا بیع کے وقت اسکو خریدنا جائز ہے اور جب یہ بیع صحیح سے ملک مین داخل ہوگیا قربانی بھی اسکی درست ہے البتہ عرفاً بدنامی کا موجب ہی۔ اس لئے بلا ضرورت بدنام ہونا بالخصوص مقتدا کیلئے زیبا نہین اور کانجی ہوس مین جانور کو داخل کرنا اسمین تفصیل یہ ہے کہ اگر کوئی جانور کھیت مین خود گھس گیا ہے اس کا داخل کرنا تو بالکل جائز نہین کیونکہ اس مین مالک پر ضمان نہین تو اس سے کچھ لینا یا لینے مین اعانت کرنا ظلم ہے اور اگر کسی نے قصداً جانور کو کھیت وغیرہ مین داخل کردیا ہے اسپر بقدر اتلاف ضمان ہے اس مقدار تک اگر کانجی ہوس مین یا ویسے ہی اس سے وصول کیا ہے تو جائز ہے اور اس سے زائد بطور جرمانہ کے ناجائز ہے کیونکہ یہ تعزیر بالمال ہے اور حنفیہ کے نزدیک منسوخ ہے۔ کما صرح بہ فی الدر المختار آخر باب جنایۃ البہیمۃ ادخل غنما او ثوراً او فرسا او حماراً فی زرع او کرم ان سائقا ضمن ما اتلف والا لا یضمن وقال الشامی مرجحا للقول الثانی اقول ویظہر ارجحیۃ ہذا القول لموافقتہ لما مر اول الباب من انہ یضمن ما احدثتہ الدابۃ مطلقاً اذا ادخلہا فی ملک غیرہ بلا اذنہ لتعدیہ واما لو لم یدخلہا ففی الہدایۃ ولو ارسل بہیمۃ فافسدت زرعا علی فورہا ضمن المرسل وان مالت یمینا او شمالا ولہ طریق آخر لا یضمن لما مر اھ۔

۵ محرم ۱۳۲۳ھ۔

جواز خریدن جانور از کانجی ہوس و داخل کردن جانوران در آن

کتاب الاضحیہ و الصید

بماہ جنوری آیندہ دہلی مین ہونیوالا ہے کوئی دکان مرادآبادی برتنونکی یا اور کسی مال کی کہولیجائے یا دربار کے کسی کام کا ٹھیکہ لیا جائے۔ احقر نے جواب مین کہا کہ دربار کے کام کا ٹھیکہ اعانت مجمع کفار ہے اور نمایش بہی ایسی ہی ہے کیونکہ نمائش بعد ختم دربار ہوگی اوس سے غرض دربار کی آرائش نہین ہے بلکہ ملک کی صنعت وحرفت کی جانچ منظور ہے جسطرح دیگر اوقات مین مختلف مقامات مین نمائشین ہوا کرتی ہین اسمین حضور کا کیا ارشاد ہے اگر شرکت ایسے مجمعون کی ناجائز ہے تو اپنے دواخانہ کے اشتہارات تقسیم کرانا درست ہین یا نہین۔

الجواب کفار کا مجمع مطلقاً معصیت نہین ہے بلکہ صرف جو کسی معصیت یا کفر کی غرض سے منعقد کیا جائے ایسے مجمع کی شرکت واعانت سب حرام ہے اور جو کسی غرض مباح سے ہو جیسے مجمع مسئول عنہ کو محض تزاید ہمدردی واستحکام امر حکومت کے لئے ہوگا میرے نزدیک اس کا یہ حکم نہین ہان اگر کسی مقتدا کی شرکت سے یہ احتمال ہو کہ عوام الناس اسکو سند پکڑ کر دوسرے ناجائز مجامع کو اسپر قیاس کر کے بد احتیاطی کرنے لگین گے۔ وہان اس عارض کیوجہ سے سداً للذرائع خاص ایسے شخص کو بچنا واجب ہوگا۔ اور اشتہار تقسیم کرانا تو ہر حال مین جائز ہے اسکو تکثیر سواد سے کچہہ مس نہین۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

سوال۔ سرکار قدسیہ بیگم مرحومہ نے کچہہ روپیہ گورنمنٹ انگریزی کو دیا تہا جسکے سود مین تمام پانی شہر مین آتا ہے مسجدون مین حوض مین بڑے بڑے قاضی مفتی پیتے ہین وضو کرتے ہین آیا ایسا پانی جائز ہے یا نہین ہم لوگ سب مبتلا ہین مگر اسمین شک نہین ہے کہ اوسکے سود ہی سے یہ پانی کے نل جاری کئے گئے ہین یا عموم بلوی کے لئے جائز ہوگا غرضکہ اس مسئلہ کے جواز وعدم جواز سے ضرور مطلع فرمائیے۔

الجواب جس شے مین خبث ہو اسکا استعمال حرام ہے نہ کہ اس سے مس کی ہوئی چیز کا بہی کیونکہ مس بالخبیث اسباب خبث سے شرع مین نہین ہے

ورنہ مس بالکافر سے تلوث لازم ہونا چاہیے۔ پس نل مین اگرچہ خبث ہو مگر وہ رعایا کے استعمال مین نہین ہی کیونکہ وہ اہل حکم کے تصرف مین ہے پس وہ ہی اسکے مستعمل ہین اور جو پانی استعمال مین ہے وہ مباح ہے گو نل سے مس کئے ہوئے ہو اور مس بالخبیث کا اسباب خبث مین سے نہ ہونا اوپر ثابت ہو چکا واللہ اعلم ۲۰ جمادی الاخری ۱۳۲۱ھ

حکم فونوگراف

سوال ۔ آجکل جو باجہ فونوگراف بکثرت ہر قصبہ و دیہات مین پھیل گیا ایا یہ مزامیر و معارف مین داخل ہے یا نہین اور اسمین قرآن شریف بھی بھرتے ہین یہ فعل قرآن شریف کی بے ادبی ہے یا نہین۔

الجواب ۔ یہ جس صورت کی حکایت ہے اسکے محکی عنہ کا سا اسکا حکم ہی مثلاً اگر اسمین معارف و مزامیر یا غناء اجنبیہ کی صورت بند ہے سننا حرام ہے اور اگر کوئی صورت مباح ہے تو سننا مباح لیکن قرآن کا بند کرنا ایک عارضی خارجی کیوجہ سے کہ تلہی و تلعب بالقرآن ہی نا جائز ہے۔ ۲۰ رمضان ۱۳۲۲ھ۔

حکم فونوگراف

سوال ۔ آلہ فونوگراف جو مثل انسان کے باتین کرتا ہے اسمین دو قسم کی آوازین بھری ہوتی ہین ایک تو کلام اللہ دوسرے راگ باجے وغیرہ پھر ان دونو کی دو صورتین ہوتی ہین ایک تو یہ کہ بعض لوگ اپنی آمدنی کے لئے بازارمین رکھتے ہین اور مقدار معین سنانے پر ایک پیسہ اجرت لیتے ہین دوسرے یہ کہ کوئی آسودہ شخص شوقیہ مختلف قسم کی آوازین بھروا کر اپنے یہان رکھ لیتا ہے اور کبھی خود اور کبھی دوست احباب کو سناتا ہے۔ پہلی صورت مین راگ باجہ وغیرہ کا کیا حکم ہوگا اور کلام اللہ سننے کا کیا حکم از روئے شرع ہوگا اور جو شخص اس سے کماتا ہے وہ عاصی ہوگا یا نہین اور جو پیسہ دیکر سنتا ہی وہ عاصی ہی یا نہین اور دوسری صورت راگ باجے مین کیا حکم رکھتی ہے اور کلام اللہ کیصورت مین کیا حکم ہے اگر اس صورت مین کلام اللہ کو نا جائز قرار دیا جاوے (جیسا کہ بعض لوگ یہانتک کہتے ہین) تو بندہ کا یہ

اعتراض ہی کہ اگر یہی آلہ امام غزالی وغیرہ بزرگان دین کے وقت مین ایجاد ہوتا اور اونکے مواعظ اسمین ابتک محفوظ ہوتے تو بڑے بڑے علما اسوقت مین ضرور سنتے بلکہ اجرت دیکر بھی سنتے۔

الجواب - اس مسئلہ مین دو مقام پر کلام ہے اول یہ کہ جس صورت مین اسکو بند کیا گیا ہے اسکا فی نفسہ سننا جائز ہے کہ یا کسی عارض کیوجہ سے ناجائز ہوجاتا ہے یا نہین۔ سو امر اول کی تحقیق یہ ہے کہ اگر راگ باجہ اسمین بند کیا گیا ہے تو اسکا سننا اور سنانا سب ناجائز ہے یا تو اسوجہ سے کہ وہ حکایت بالکل محکی عنہ کے مماثل ہے تو جو مفاسد مدار نہی سماع محکی عنہ کے ہین وہ ہی مفاسد حکایت مین پائے جاتے ہین۔ مثلاً تحریک قوی شہویہ وغیرہ اور یا اگر تامل کیا جائے تو حقیقت مین یہان حکایت و محکی عنہ کا تفاوت ہی نہین بلکہ وہ صوت بعینہ مسموع ہوتی ہے جس سے ہوا متکیف ہوجاتی ہے جیسا اصل تکلم کے [illegible] بھی سننے کی یہی علت ہی اور اسکو ماہر طبیعات بہت آسانی سے مان سکتا ہے بہر حال ناجائز ٹھہرا۔ اور اگر قرآن یا کوئی وعظ یا کوئی کلام مباح السماع اسمین بند کیا گیا ہے تو اسکا سننا فی نفسہ جائز ہے اب یہان امر دوم کی تحقیق کی ضرورت ہوگی کہ کلام جائز السماع فی نفسہ کا سننا کسی عارض سے ناجائز ہوسکتا ہے یا نہین سو اسمین تفصیل یہ ہے کہ اس کا مدار نیت پر ہے اگر مقصود تلہی و تلعب ہے۔ سو جس کلام کو آلہ تلہی و تلعب بنانا جائز نہین اسکا سننا اس عارض کیوجہ سے ناجائز ہوگا جیسے قرآن ونحوہ۔ ورنہ جائز ہوگا جیسے کوئی قصہ مباحہ ومثلہا اور غالب عادت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسمین قرآن سننا اکثر کو مقصود نہین ہوتا اور وعظ کے مضامین خود مقصود بالسماع ہوتے ہین لہذا قرآن سننے کو منع کرینگے اور سماع وعظ وقصص مباحہ کو جائز کہینگے جب جائز و ناجائز کی تعیین ہوگئی پس جائز کا سننا سنانا جائز اور ناجائز کا سننا سنانا ناجائز اور جائز پر اجرت

لینا بھی جائز اور ناجائز پر ناجائز اور جسکا لینا ناجائز اُسکا بلا اضطرار دینا بھی ناجائز اور جسکا لینا جائز دینا بھی جائز اس سے تمام صور مسئول عنہا کا جواب ہوگیا فقط ۔ واللہ اعلم ۔ ۱۸۔ ذالحجہ ۱۳۳۴ھ

مسمریزم و تصوف

سوال ۔ مسمریزم ایک علم ہے جسمین صرف نظر کی اور طبیعت کی یکسوئی کی مہارت چندروز حاصل کیجاتی ہے پھر اس سے مراحل تصوف مثلاً وحدۃ الوجود ۔ کشف القبور ۔ سلب الامراض وغیرہ بلا کسی ذکر کے طے کرتے ہین اور اس سے علاوہ انکے اور اور باتین بھی حاصل ہوتی ہین مثلاً کسیکو بزور نظر بیہوش کرنا اور اس سے پوشیدہ اسرار پوچھنا غیر مواضع کا جو نظر سے غائب ہین حال بتانا وغیرہ جیسا کہ حکما اشراقیین کیا کرتے تھے ۔ اس کا حاصل کرنا درست ہے کوئی خلاف شرع امر تو نہین ہے ۔

الجواب ۔ تصوف نہ یکسوئی کا نام ہے نہ مکاشفات کا نہ تصرفات کا نہ واردات کا بلکہ اسکی حقیقت ہے اصلاح ظاہر و باطن ۔ پس مقاصد اُسکے اعمال قالبیہ اور قلبیہ ہین اور غایت اسکی قرب و رضاء حق ہے اور یکسوئی اُسکا مقدمہ ہے جبکہ مقصود مذکور اُسپر مرتب ہو اور واردات مثل وحدۃ الوجود وغیرہ اُسکے عوارض و آثار غیر لازمہ سے ہین اور مکاشفات کونیہ مثل کشف القبور وغیرہ اور تصرفات مثل سلب الامراض وغیرہ کو اُس سے کوئی مس نہین ریاضت پر اسکا ترتب ہوسکتا ہے چنانچہ کفار بھی اسمین شریک ہین اور مسمریزم مین کل تین چیزین ہین ۔ بعض مخفیات کی خبر دینا کچھ تصرفات کرنا ۔ اور اُسکی مہارت کے لئے یکسوئی کی مشق کرنا ۔ سو اول تو اسمین مخفیات کی خبر دینا اکثر تابع خیال عامل کے ہوتا ہے ۔ چنانچہ اگر ایک واقعہ غائبہ کو دو عاملون کے سامنے جدا جدا مختلف طور پر بیان کرکے ہر ایک کو یقین دلایا جائے اور پھر کوئی شخص جدا جدا مجلسون مین اس واقعہ کی نسبت عاملون سے دریافت کرے تو وہ دونون اپنے قواعد و طریق کو استعمال کرنیکے بعد الگ الگ جواب دینگے جب جاہے اسکا امتحان کرلیا جائے اور اگر فرض کرلیا جاوے کہ احیاناً انکشاف واقعی بھی ہوجاتا ہے تو کشف کا تصوف سے تعلق نہونا اوپر معلوم ہوچکا ہے ۔ اسیطرح تصرفات

کا اس سے تعلق ہونا اب رہی یکسوئی سو وہ مقدمہ تصوف جب ہی ہے جب
تصوف اسپر مرتب ہو اور جب سمریزم مین یہ نہین تو وہ مقدمہ تصوف بھی نہوا پس
محقق ہو گیا کہ تصوف سے اسکو اصلا تعلق نہین اب رہا اس سے قطع نظر کر کے
اوسکا جواز یا ناجواز تو چونکہ مشاہدہ سے اسپر مفاسد کثیرہ کا ترتب معلوم ہوا ہے
جیسے انبیاءؑ و اولیاء رضؓ کے کمالات کو اُسی قبیل سے سمجھنا چنانچہ ایسا ہی توہم اس
سوال کا منشا بھی ہوا ہے یا اُنکے ساتھ دعوے و زعم مساوات و مماثلت کا کرنا
اور عامل مین عجب پیدا ہو جانا بعض امور جن کا تجسس حرام ہے ان پر مطلع ہونیکی
کوشش کرنا اُن انکشافات پر جو کہ شرعی حجت نہین ہین بلا دلیل شرعی بینہ و اقرار
و مشاہدہ کے یقین کر لینا اس بنا پر کسی پر چوری وغیرہ کے سوء ظن کو پختہ کر لینا
بعض اغراض مباحہ مین تصرف سے کام لینا یا خود اگر مفاسد سے بچ سکے مگر دوسرے
عوام کے لئے اس عامل کا موجب افتتان و اضلال ہو جانا وغیر ذلک من المفاسد
العدیدۃ المدیدۃ اس لئے یہ فن گو بالذات و لعینہ مقتضی قبح کو نہو مگر بوجہ عوارض
و مفاسد مذکورہ کے کہ عادۃً اسکے لوازم مین سے ہین قبیح لغیرہ کی قسم مین داخل
ہو کر منہی عنہ اور حرام ہے چنانچہ ماہر اصول و فقہ پر یہ قاعدہ مخفی نہین ۔ فقط
۷ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ ۔

سوال ۔ جرمن سلور کا حکم چاندی ہی کا ہے یا نہین گھڑی جس کا کیس اسی
چاندی کا ہو رکھنی جائز ہے یا نہین اگر کسیکے پاس ہو تو گیا کرے قیمتی شے کو
ضایع کرنے سے کسی تدبیر یا حیلہ سے بچا سکتا ہے یا نہین اگر اوپر لوہے
یا پیتل وغیرہ کا خول چڑھوا لے تو جائز ہو جائیگی ۔ اس قسم کی گھڑی کی بیع کیون
جائز ہے مسلمان کے ہاتھ بیچنا جبکہ معلوم ہو کہ وہ اسکو استعمال کریگا اعانۃ
علی المعصیت نہین ہے زین اور قبضہ سیف وغیرہ موضع جلوس و قبض سے
بچنے پر کیون جائز ہو گیا فقہ مین ظرف کی قید نہین بلکہ استعمال مثل ذلک سے ہے
جسمین کمحلہ وغیرہ بھی داخل ہین جو آلہ ہے ظرف نہین غرض کوئی قاعدہ کلیہ

(حاشیہ: تتمہ خامسہ ص ۱۱۱ و ۱۱۲ — استعمال گھڑی جرمن سلور)

فرمائین جس سے جزئیات مستخرج ہوجائین اور گھڑی کے بارہ مین اگر کوئی حیلہ نکل سکے بشرطیکہ صحیح ہو تو مسلمان کا مال بچ جائے۔

الجواب جرمن سلور کی ماہیت اگر فضہ ہے تو حکم فضہ مین ہی ورنہ نہین مجکو اسکی ماہیت کی تحقیق نہین[ف] اور جس گھڑی کا کیس چاندی کا ہو اُسکا استعمال جائز نہین قیاسًا علی المرآۃ من الفضۃ اور لوہے وغیرہ کا خول چڑہانا اس طرح سے کہ چاندی کا ظرف نظر نہ آئے ظاہرًا جواز کیلئے کافی ہے۔ اخذ مما فی رد المحتار عن التاتار خانیۃ لاباس بان یتخذ خاتم حدید قد لوی علیہ فضۃ والبس بفضۃ حتی لا یری جلد ۵ صـ ۳۵۴ قلت والامر المشترک بینہما ستر ما لا یجوز بما یجوز قابل رہا بیع کا جواز و عدم جواز سو اسمین روایات فقہیہ بظاہر بہت متزاحم معلوم ہوتی ہین چنانچہ درمختار مین ایک مقام پر ہے فاذا ثبت کراہۃ لبسہا للتختم ثبت کراہۃ بیعہا و صیغہا لما فیہ من الاعانۃ علی ما لا یجوز و کل ما ادی الی ما لا یجوز لا یجوز اور شامی مین اسمین تامل کیا ہے **بقول** ائمتنا بجواز بیع العصیر من خمار۔ اور آگے ایک فرق کیا ہے جلد ۵ صـ ۳۵۴۔ احقر کے نزدیک کراہۃ تنزیہی تو اسمین ضرور ہے رہا تحریمی سو اُس کا قاعدہ روایات فقہیہ کے جمع کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو چیز بجز معصیت کے اور کسی مباح غرض مین کام نہ آسکے اسکی بیع تو محرم ہے اور جو دوسرے کام مین بھی آسکے اسکی بیع مین تحریم نہین **کما قال** الشیخ عن ابن الشحنۃ الا ان المنع فی البیع اخف منہ فی اللبس اذ یمکن الانتفاع بہا فی غیر ذلک و یمکن سبکہا و تغییر ہیئتہا جلد ۵ صـ ۳۵۴ اور منطقہ و حلیہ سیف علاوہ تبعیت کے بوجہ آثار کے بھی مستثنیٰ ہین کما فی الہدایہ اور شرح مفضض وغیرہ مین بشرط بچنے موضع فضہ کے اس لئے اجازت دیگئی ہے کہ تفضیض کو تابع قرار دیا ہے کما فی الہدایۃ اور مکحلہ وغیرہ خود استعمال مین مستقل ہین۔ اسی طرح کیس گھڑی کا گو قصد مین تابع ہے مگر وضع و ترکیب مین متبوع ہے جیسے آئینہ کا خانہ اور اسی سے قاعدہ کلیہ سمجھہ مین آگیا ہوگا اور حیلہ خول چڑہانیکا

[ف] بعد مین ایک ماہر سے تحقیق ہوا کہ چاندی نہین ۱۲ منہ

اوپر گزر چکا ہے۔ واللہ اعلم ۲۰ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ

سوال۔ فونوگراف جو ایک آلہ نقل الصوت ہی اسمین تقاریر نغمات موسیقی اور قراء سے رکوعات قرآن مجید کی آوازین ایک خاص ایجاد سے بند کیجاتی ہین اور پھر وہی اصوات تنہائی مین مجالس مین تماشا گاہون مین آلہ مذکورہ کو کول کر سنتے ہین تو اسطرح قرآن مجید کی آواز کا اسمین بند کرنا اور پھر فونوگراف سے سننا درست ہی یا نہین اور فونوگراف باجا ہی یا کیا ہے اور کلام مقدس کی اس قسم کی آواز قرآن ہوگی یا کیا کہینگے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ فقہ اکبر مین فرماتے ہین والقرآن فی المصاحف مکتوب وفی القلوب محفوظ وعلی الالسن مقروء یہ تعریف آواز مذکور پر نفی مین صادق آئیگی یا اثبات مین بھی یہ امر بھی گزارش ہے کہ جس آلہ سے اسکی پلیٹ پر صوت بھر جاتی ہی اس سے اسکی پلیٹ پر کچھہ خطوط دائرے کے طور پر بن جاتے ہین اور جب اسکی مشین چلائی جاتی ہے تو اسکا ایک پرزہ جس کے آخر مین ہیرے کی کنی لگی ہوتی ہے وہ کنی اس دائرہ پر گشت کرتی ہے اور اس سے صوت پیدا ہوتی ہے وہ خطوط آپسمین کچھہ ممتاز نہین معلوم ہوتے بلکہ ہر پلیٹ پر خطوط یکسان سے معلوم ہوتے ہین یہ ممکن ہے کہ فی الواقع کچھہ تمایز ہو لیکن محسوس نہین ہوتا چلانیوالے کو یاد رکھنا پڑتا ہی کہ اس پلیٹ پر فلان چیز منقش ہے اور اوسپر دوسری چیز پس ان نقوش کا کیا حکم ہی اور یہ تو ظاہر ہے کہ چونکہ یہ آلہ لہو ہے نہ تذکر اس لئے بھرنا اور سننا خلاف ادب قرآنی ہے لیکن اگر کوئی بھردے تو اس پلیٹ کا بغیر وضو کے چھونا جائز ہے یا نہین اور تعریف قرآن کی اوسپر صادق ہے یا نہین اور یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ آلہ خود باجا نہین ہی بلکہ محض نقل صوت کرتا ہے اگر باجا بھرا جائے تو باجے کی آواز نکلتی ہی ورنہ جو بھرا جائے اس لئے مطلقاً باجا نہین کہا جاسکتا بہرحال امید ہی کہ اسکی نسبت حضرت اقدس اپنی رائے تحریر فرمائینگے۔

الجواب۔ ان نقوش مین جبتک پڑھے جانیکی صلاحیت ثابت نہو حروف مکتوبہ کے حکم مین نہین اس لئے انکا مس کرنا محدث وجنب کو جائز ہے جیسا دماغ

کتاب الحظر والاباحت
فونوگراف ... مس بلا وضو ... قرآن را

مین ارتسام الفاظ قرآنیہ کا ہوتا ہے اور اُس دماغ کا مس کرنا جائز ہے البتہ
اگر وہ پڑہے جانے لگین تو اسوقت دلالت وضعیہ غیر لفظیہ کیوجہ سے انکو
حکم حروف مکتوبہ کا دیا جائیگا۔ یہ حکم تو نقوش کا ہے اور جو آواز اُس سے نکلتی
ہے وہ تلاوت نہین ہے بلکہ نقل اور عکس تلاوت کا ہے مشابہ صوت طیر اور صدا
کے پس اُسکا حکم بھی تلاوت کا سا نہوگا مثلاً بنا بر روایت درمختار وغیرہ اُسکے
استماع سے سجدۂ تلاوت واجب نہوگا اور آپکی یہ رائے صحیح ہے کہ اُسکا حکم
باجہ کا سا نہین ہے بلکہ تابع ہوگا محکی عنہ کے جواز و عدم مین لیکن چونکہ مقصود اُس
سے تلہی ہے اس عارض کیوجہ سے قرآن بہرنا اسمین جائز نہوگا اسیطرح سننا
بھی۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ۲۷ شوال سنہ ۱۳۲۵ھ۔

سوال۔ تاش تعلیمی جو بازار سے کاغذ پر دو تختیان۔ الف ب تاش تعلیمی
کی لکہتے ہین اور چند اشخاص آپسمین تقسیم کر لیتے ہین پھر ایک شخص ایک حرف رکھتا ہے
دوسرے نے اگر کوئی لفظ بنالی تو اوس سے وہ پتہ لیلیا تیسرے نے ایک حرف اور ملاکر
اگر لفظ بنالی تو وہ پتے اُسکے ہوگئے یونہین جہانتک شرکاء بناتے
جائین اور اگر کوئی نہ بنا سکا تو وہ سب پتے اول کے ہونگے یہ کہیلنا جائز ہے
یا نہین اور اگر ہار جیت نہ رکہی جائے اور سب پتے اکہٹے رکہے جائین تو اُسکا
کیا حکم ہے۔

الجواب۔ اگر ہار جیت نہو تو جائز ہے بلکہ مبتدیون کے حق مین شاید
مفید ہے۔ واللہ اعلم۔ ۶ رمضان سنہ ۱۳۱۹ھ

سوال۔ آجکل بعض انگریزی تجارتون کا یہ حال ہے کہ کاغذ فروخت
کرتے ہین اور اسمین چار ٹکٹ لگے ہوتے ہین جسکو وہ شخص اسی قیمت کو مثلاً ایک روپیہ
پر چار اشخاص کے ہاتہہ فروخت کرڈالتا ہے اور اُن اشخاص سے وہ روپیہ
وصول کرکے اور اُنکا پتہ کمپنی کو لکھکر بہیجدیتا ہے صاحب کمپنی ایک گہڑی اس
شخص کو بہیجتا ہے اور اُن چار اشخاص کے نام ایک ایک کاغذ ویسا ہی بہیجتا ہے

جسمین دینیے ہی چار ٹکٹ بھی ہوتے ہین جسکو وہ چارون شخص لوگون کے ہاتھہ ہی
بقیمت کو مثلاً ایک روپیہ کو پھر بیچ ڈالتے ہین جب روپیہ ان لوگون کے پاس
آجاتا ہے تو وہ لوگ بھی صاحب کمپنی کے نام روپیہ اور جنکے ہاتھہ وہ ٹکٹ فروخت
کئے ہین انکا پتہ وغیرہ لکھکر بھیجدیتے ہین صاحب کمپنی ایک ایک گھڑی انکے نام
بھیجدیتا ہے اور ایک ایک کاغذ ویسا ہی جنکے نام انہون نے ٹکٹ فروخت
کئے ہین صاحب کمپنی کو بھیجدیتا ہے پھر وہ لوگ بھی ویسا ہی عمل کرتے ہین اور اسیطرح
اسکا اجرا رہتا ہے ہان البتہ جس شخص کے ٹکٹ فروخت نہونگے وہ البتہ نقصان
اٹھائیگا تو شرعاً یہ بیع جائز ہے یا نہین اور شرعاً ایسا کرنا کیسا ہے۔

الجواب۔ حاصل حقیقت اس معاملہ کا یہ ہے کہ بائع مشتری اول سے بلا واسطہ
اور دوسرے مشتریون سے بواسطہ مشتری اول یا ثانی یا ثالث وغیرہم کے یہ
معاہدہ کرتا ہے کہ تم نے جو روپیہ بھیجا ہے اگر تم اتنے خریدار پیدا کرلو تو اس روپیہ
مرسلہ کے عوض ہم نے تمہارے ہاتھ گھڑی فروخت کردی ورنہ تمہارا روپیہ ہم
ضبط کرلینگے۔ سواسمین دونون شرطین فاسد و باطل ہین دوسرے خریدار نکے
پیدا کرنیکی تقدیر پر فروخت کرنا بھی کہ وہ تنجیز بیع کے وقت (مقرون بشرط فاسد
مخالف مقتضائے عقد ہونیکی وجہ سے) عقد فاسد بحکم ربوا ہی اور تعلیق کے وقت
(تعلیق الملک علی الخطر ہونیکی وجہ سے) قمار ہی اور ربوا اور قمار دونون حرام ہین۔ اسیطرح دوسری شرط
یعنی خریدار پیدا نہ کرنیکی تقدیر پر روپیہ کا ضبط ہوجانا بھی کہ صریح اکل بالباطل ہی اور یہ تاویل
ہرگز مقبول نہین ہوسکتی کہ روپیہ کے عوض ٹکٹ دیا ہی کیونکہ ٹکٹ یقیناً مبیع نہین ہی ورنہ
بعد خرید ٹکٹ معاملہ ختم ہوجاتا ٹکٹ فروخت کرکے گھڑی کا استحقاق ہرگز نہوتا جیسا تمام
عقود مین یہی ہوتا ہی پس صاف ظاہر ہے کہ ٹکٹ مبیع نہین بلکہ روپیہ کی رسید ہی جب دونون
شرطون کا فاسد اور باطل ہونا ثابت ہوگیا تو ایسا معاملہ بھی بالیقین حرام اور متضمن ربوا و
قمار و اکل بالباطل ہی اور کسیطرح اسمین جواز کی گنجایش نہین۔ قال اللہ تعالے
احل اللہ البیع وحرم الربوا۔ وقال اللہ تعالی انما الخمر والمیسر الی قولہ رجس

من عمل الشیطان الآیۃ ۔ وقال اللہ تعالی ولاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الآیۃ وقال صلی اللہ علیہ وسلم کل شرط لیس فی کتاب اللہ فہو باطل ونہی علیہ السلام عن بیع وشرط وفی جمیع الکتب الفقہیۃ صرحوا بعدم جواز بیع مشروط بما لایقتضیہ العقد ولا یلائمہ وفیہ نفع لاحدہما کما لایخفی علی من طالعہا ۔ واللہ اعلم ۔

بیع حق سرکاری قبل ثبوت

سوال حضور ہمارے ملک مین رواج ہی کہ سال کے پہلے از جانب سرکار ایک جگہ مقرر کیجاتی ہے اس لیے کہ بیل وغیرہ جو رعایا کی زراعت کا نقصان کرتا ۔ وہان لیکر بند کرتے ہین اور پیسہ روپیہ علی تفاوت النوع لیکر چھوڑ دیتے ہین ورنہ اس بیل وغیرہ کو بعد پندرہ سولہ دن کے نیلام کرتے ہین اور یہ پیسہ لینا اور نیلام کرنا از جانب سرکار ہوتا ہے اسکو کہٹر کہتے ہین اسیکو سرکار بہادر بیچتے ہین کہ اس کہٹر کو ایک برس کے لئے مین اتنے روپیہ مین بیچتا ہون جو کوئی لیگا بیل وغیرہ کی قیمت وہ لینگے پس یہ صورت کیسی ہے اور اسکو خریدنا درست ہی یا نہین اور بیچنا کیسا ہے ۔

الجواب ۔ اس صورت مین مبیع وہ روپیہ ہی جو سال بھر مین جرمانہ یا قیمت مواشی کا وصول ہوگا ۔ سو اول تو وہ روپیہ معین نہین دوسرے موجود نہین تیسرے ابھی حق سرکار بھی نہین ہوا اس لئے وہ روپیہ مبیع ہونیکی صلاحیت نہین اس لیے یہ بیع حرام اور باطل ہی اور قمار و سود مین داخل ہے فقط ۹ محرم ۱۳۲۲ھ

زر ضمن نوٹ ۱۳/

سوال ۔ زید اور عمرو مین منی آرڈر کے ذریعہ سے روپیہ بھیجنے مین گفتگو ہی الخ ع ۵

سوال ۔ زید اور عمرو مین ڈاکخانہ مین روپیہ جمع کرنیکی نسبت گفتگو ہی الخ ع ۵

سوال ۔ والد صاحب قبلہ نے ایک عرصہ سے منی آرڈر بھیجنا چھوڑ دیا ہے بجائے اسکے نوٹ بھیجتے ہین نوٹ جہان جاتے ہین وہ اسکو فی سیکڑہ کچھہ آنونکی کمی سے لیتے ہین یہ جائز ہے یا نہین ۔

ع ۵ یہ دونون سوال و جواب حوادث الفتاوی مطبور رسالہ ضیاء الاسلام کو صفحہ ۱۴ و ۶۱ مین چھپ چکے ہین یہان بھی دونون کا شروع اسلئے بتلا دیا ہی تاکہ امداد الفتاوی کو مسائل متعلقہ بو انکا جدیدہ کا کوئی جزو حد اجتماع سے خارج نہ ہی جسکا اندراج کا ذکر بہت اوپر ایک حاشیہ مین گزرا ہی اور مفصل اسلئے نقل نہین کئے گئے کہ صفحہ ۱۴ و ۱۶ مین چھپ چکے تھے ۱۲ منہ

الجواب - نوٹ کمی سے لینا دینا دونون ناجائز ہین مگر میرے نزدیک اس کمی بیسے بدل مین حرمت دخباثت پیدا نہین ہوتی اسکی وجہ محتاج تطویل ہی ورنہ لکھدیتا

سوال - بندہ کے یہان نمک کی تجارت ہوتی ہی اور تین جگہ کارخانہ ہی ایک آڑتی بہت معتبر مل گیا ہی اُسنے روپیہ بھیجنے کی سبیل یہ رکھی ہی کہ جب مال فروخت ہوجاوے تو نوٹ بھیدیتا ہے ایک بار میرے ذمہ اُسکے روپیہ چاہتے تھے بوجہ دیر مین پہنچنے روپیہ کے اُس سے سود لگایا تو بندہ نے اُسکو سود نہین دیا اور یہ لکھا کہ ہمارے مذہب مین سود لینا اور دینا دونون ناجائز ہین اس لیئے ہم معاملہ سود کا ہرگز نہین کرسکتے اُسنے لکھا کہ ہم سود نہین لینگے اور یہ بھی معاملہ طے ہوگیا کہ سود کا لین دین کبھی نہوگا البتہ جب نوٹ بھیجتا ہے تو کمی کے ساتھ بھیجتا ہے مثلاً فی سیکڑہ دو آنہ تین آنہ کاٹتا ہے اُنکی اُنکے یہان کٹ کی شرح مختلف اوقات مین مختلف طور سے معین ہوتی ہی اور کچھ حصہ ہمارے روپیہ مین سے گوسالہ کے نام بھی کاٹتا ہے اور یہ ہماری ہی تخصیص نہین بلکہ اُنکے یہان کا قاعدہ ہر ایک سے یہی ہی سو بندہ یہ دریافت کرتا ہی کہ یہ امر دونون جائز نہین معلوم ہوتے اسکے بارے مین کیا کیا جاوے اگر اس سے یہ کہا جاوے کہ یہ معاملہ ہم نہین کرین گے تو وہ ہرگز نہ مانیگا کیونکہ نوٹ مین کمی اُنکے یہان سود مین شمار نہین اور گئوسالہ کی نسبت بھی نہین مان سکتا کیونکہ صرف ہمارے لئے قانون جدید نہین معین کرنے گا تو اب کیا حیلہ کیا جائے جس سے معاملہ شریعت کے موافق ہے اور یہ بھی تحریر فرمائیے کہ اگر وہ یہ معاملہ رکھی تو مجہپر مواخذہ اخروی رہیگا یا نہین اور نوٹ مین کمی زیادتی صرف مسلمانون کے درمیان ناجائز ہی یا جب ایک جانب مسلم ہو اور دوسری جانب کافر تو بھی جائز ہی یا نہین جملہ امور مفصلاً تحریر فرما دیجئے۔

الجواب - نوٹ کی حقیقت حوالہ ہے اور حوالہ مین کمی بیشی جب معروف یا مشروط ہو ربوا ہے البتہ اگر بلا شرط و عرف ہو تو بعض صورتون مین تاویل صحیح کی ہوسکتی ہے مگر اب ممکن نہین میری سمجھ مین تو اسکی تدبیر بجز اسکے کہ نقد روپیہ

اُس سے لیا جاوے اور کچھہ نہین آتی یا اُسپر یہ بات ثابت کر دیجاوے کہ یہ طریقہ ہمارے مذہب مین سود ہے یا اُسکی کچھہ آڑہت نہ بڑہا کر حق ٹہیرا دیا جاوے اور یہ کہدیا جاوے کہ نوٹ برابر سرابر لیا جاوے گا اور تمہاری کمی اس اضافہ سے پوری کر دیجاویگی اور یہ تدبیر غالبًا سہل ہی رہا گو سالہ کا قصہ سو اگر وہ آڑہتی آپکا مشتری ہوتا اور آپ اسکے بائع ہوتے تب تو بتاویل حط ثمن کے جائز ہو سکتا تھا گویا اپنا روپیہ وہان دیتا ہی اور آپکو ثمن کم دیتا ہی لیکن آڑہتی وکیل ہوتا ہے وہان یہ تاویل ممکن نہین اس لئے میرے نزدیک اُسے یون سمجھا دیا جاوے حق آڑہت اور حصہ گئو سالہ یہ سب مجموعہ حق آڑہت مین شمار کرنا چاہئے پہر خواہ وہ بھی مین کسیطرح لکہے کچھہ حرج نہین۔ فقط واللہ اعلم۔

سوال۔ چند لوگ گورنمنٹی نوکر ہین یعنی رسالہ مین اور نوکر ہوئے کسیکو سولہ برس ہوئے اور کوئی اٹھارہ برس کا نوکر ہے اور کوئی بیس برس کا نوکر ہے اور جب نوکر ہوئے تھے تو یہ قاعدہ نہ تھا جواب دو چار سال سے نیا جاری ہوا ہی یعنی ہر ایک سوار کا فی ماہ پانچ روپیہ سرکار کاٹ لیتی ہی تعداد اڑہائی سو روپیہ کی ہے جبکہ ڈہائی سو روپیہ پورا ہو جاتا ہے پھر نہین کاٹا جاتا ہی اور وہ روپیہ تبتک مین جمع ہو جاتا ہی اور اس روپیہ کا سود ہر ماہ سرکار دیتی ہی اور جو لوگ سود لینے سے انکار کرتے ہین تو سرکار اُنسے دستخط کرا لیتی ہی اور سود کا روپیہ اپنے صرف مین آتا ہی یعنی اگر سوار کا گھوڑا مر جاتا ہی تو سوار کو سرکار اُسی روپیہ سے گھوڑا خرید کر دیتی ہی اور جس کا گھوڑا نہین مرتا ہی تو اسکو سرکار ہر ماہ سود دیتی ہی غرض کوئی بچنے کی صورت نہین کہ اُسکا روزگار بھی قائم رہے اور سود سے بھی بچے مگر گھوڑا نہ مرے تو جس وقت نوکری چھوڑ کر آوے اُسوقت اس کا روپیہ جمع و سود کل سرکار دے دیتی ہے اور اگر وہ چاہے کہ مین جمع لے لون اور سود نہ لون تو اسکی جمع کا روپیہ بھی مارا جاتا ہے اور تنخواہ مبلغ ۵۰ ماہوار کی ہی۔

الجواب خاص اس صورت مین سرکار جو سود کے نام سے دیتی ہے وہ

ربوا

حکم رقمے کہ بنام سود ملازمان را از سرکار بدست می آید

سود نہین ہے اُسکا لینا درست ہی لیکن خدارا دوسری صورتون کواسپر قیاس
نہ کیا جاوے لان مالہم مباح برضاہم وانما یلحق فی بعض الصور اثم العقد
ولاعقد بالجبر لیکن اگر یہ مقدار سود مذکور مساکین مین تقسیم کردیجاوے تو خوب ہے
دع ما یریبک الی مالایریبک فقط ۲۷ صفر ۱۳۲۲ھ

سوال انگریزی پرامیسری نوٹ کے منافع کالینا گورنمنٹ سے جائز
ہے یا ناجائز۔ بینوا توجروا۔

الجواب۔ فی الہدایۃ ولاربوا بین المسلم والحربی دلت ہذہ الروایۃ
بعد تفصیلہا بتعلیلہا علی کون المال الذی حصل من حربی برضاہ بلا غدر ولو بالعقود
الفاسدۃ الباطلۃ مباحا عند ابی حنیفۃ واباحۃ المال لایستلزم اباحۃ العقد
کما اذا باع الحر من المستقرض الجاحد لاستیفاء حقہ والوعید الوارد فی النصوص
لم ینحصر فی اکل المال بل یعم الاکل والعقد والاعانۃ کما ورد لعن اللہ آکل
الربوا وموکلہ وشاہدیہ وکاتبہ الحدیث فاقتضی ہذا المجموع ان المال فی الصورۃ
المسئول عنہا مباح وہذا العقد حرام اثم فالاخذ من المسلم والذمی یاثم باثمین
ومن الحربی باثم واحد ہذا اذا ثبت کون الدار دار حرب ولم یثبت قوۃ دلیل الجمہور
والا فلا مساغ لاباحۃ المال ایضا۔ واللہ اعلم۔ ۹ ربیع الثانی ۱۳۲۲ھ

سوال ہندوستان مین یہود اور نصاریٰ سے سود لینا حسب رائے
مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ درست معلوم ہوتا ہے اور حسب تحریر
مولانا عبدالحی صاحب علیہ الرحمۃ نادرست۔ از روئے تحقیق کس کا قول معتبر ہے

الجواب۔ احقر نے دونون بزرگون کی تحریر نہین دیکھی ورنہ شاید
انکے متعلق کچھ کہہ سکتا بہرحال نفس مسئلہ مین جو کچھ میری سمجھ مین آیا ہے وہ یہ
ہے لایباح العقد لانہ ربوا نہی عنہ نصا قطعیا ویباح المال الماخوذ
لان مال الحربی مباح برضاہ بلا غدر ولم ار احدا من اصحاب الفتاویٰ
حکم بحل العقد مستقرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم ۱۶ شعبان ۱۳۲۲ھ

سوال متعلق سوال بالا

(توضیح سوال مذکور) اقول یختلج فی قلبی۔ اما اولا فان العلامۃ الدہلوی قد صرح بجواز اخذ الربوا من الحربی کما یدل علیہ کلامہ المنقول ولم ینقل صراحۃ والاشارۃ ان المال مباح دون العقد واما ثانیا فلان العقد الربوی من الحربی لایخلو عن ان یکون اما صحیحا او فاسدا او باطلا فعلی الاول لایصح الحکم بعدم اباحۃ العقد کما ہو ظاہر وعلی الثانی الحکم بعدم اباحۃ العقد صحیح اما الحکم باباحۃ المال فغیر صحیح لان فساد العقد یورث خباثۃ فی المال کما ہو مصرح فی الفقہ وعلی الثالث تحکم العقد والمال ظاہر ولم نجد فی الکتب نوعا من العقد بحیث یکون العقد فاسدا او باطلا والمال حلالا واما ثالثا فان النص المحرم قولہ تعالیٰ احل اللہ البیع وحرم الربوا قطعی والخبر لاربوا الحدیث لیس متواترا ولامشہورا فبای حجۃ خصص اصحابنا نصا قطعیا فعلیکم الجواب بالدلیل لیشفی العلیل۔ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ کی عبارت محررہ ذیل میں مذکور ہے۔ مجموعۂ فتاوائے مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ ج اول صہ ۳۳

سوال۔ تمامی اقلیم نصاریٰ باتفاق دارالحرب ہست یا نہ اگر ہست اہل اسلام را از ان نصاریٰ سود گرفتن جائز است یا نہ۔

جواب۔ بشرطیکہ در دارالحرب در روایات فقہیہ مذکور است ملاحظہ باید نمود چنانچہ برخے ازان درین قرطاس ثبت خواہد شد درین اقلیم آن شرط را باید جست اگر متحقق شدند پس دارالحرب قرار یافت وبحکم اذا ثبت الشئی ثبت بلوازمہ ہرگاہ دارالحرب شد ربوا گرفتن ودادن بحفوۂ آنجا جائز شد زیراکہ در ہدایہ مذکور است ولاربوا بین المسلم والحربی فی دارالحرب وقاعدہ مقرر است کہ الاطلاق فی الروایات نفی عن التعمیم پس ہر دو صورت اخذ واعطا در نفی داخل لیکن مسلمان را باید کہ در دادن سود بحربی احتیاط کند بے ضرورت

ندہد۔ ایضاً فیہ صفحہ ۲۶

سوال سود دادن بحربیان درست یا نہ۔

جواب ۔ عبارات کتب فقہیہ عام واقع شدہ اند دادن وگرفتن را شامل اند مثل لاربوا بین المسلم والحربی فی دار الحرب و قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی در رسالہ آجیہ دادن سود نیز نوشتہ اند این وقت فقیر را یاد نیست لیکن این قدر ظاہر ہست کہ گرفتن سود از حربیان باین وجہ حلال است کہ مال حربی مباح است اگر در ضمن آن نقض عہد نباشد ذحربی چون خود بخود بدہد بلاشبہہ حلال خواہد بود ودادن سود بحربیان باینوجہ حلال است کہ خورانیدن حرام بمسلمان درست نیست وآنہا حرام خوراند اگر چیزے بطریق سود دادہ خواہد شد بیش ازین نیست کہ حرام خواہد خورد اھ

الجواب قد رایت کلامہ رحمہ اللہ تعالیٰ الدال علی ما فہمتم فی قولکم اولا ولکن حجیۃ الدال تتوقف علی صحتہ فی نفسہ وثبوتہ بالدلیل ولم یثبت ثم اطلاقہ فی الاخذ والاعطاء مخالف لما صرح بہ فی الشامیۃ عن الفتح مؤیدا لہ بالسیر الکبیر من ان مرادہم ما اذا حصلت الزیادۃ للمسلم لا مطلقا وما قلتم ثانیا فاقول ان العقد عندہم فاسد او باطل ولا یستلزم فساد العقد او بطلانہ لخبث المال الا تری ان عقد بیع الحر حرام وباطل لکن لو باع من مدیونہ الماجد للدین بمثل دین وقبض المال ناویا استیفاء حقہ یحل المال مع بطلان العقد ویتاید بما فی رد المحتار من قول الدر المختار مطلقا بقولہ ای ولو بعقد فاسد تحت قولہ لان مالہم مباح فیحل برضاہ مطلقا آہ فحکم بکون العقد فاسدا وکون المال حلالا وما قلتم ثالثا فالنص محرم للعقد وہو فیما ذہبت الیہ فی فہم مراد اصحابنا حرام ولم ار احدا من اصحاب الفتاوی فی المذہب حکم بحلہ مقصودا انما حل المال فالآیۃ غیر متعرضۃ لہ اثباتا او نفیا فلا دلالۃ ولا تخفیف واللہ اعلم۔ ۱۴ ذیقعدہ ۱۳۳۲ھ

سوال ۔ اگر بنک گھر میں روپیہ جمع کیا جاوے تو اسکے سود سے منتفع ہونا

جائز ہے یا نہین مگر صاحب بنک قوم نصرانی ہین۔

الجواب سود نصوص قطعیہ سے حرام ہے اور اطلاق نصوص سے اسمین نصرانی و غیر نصرانی سب برابر ہین و اباحۃ الشئی لایستلزم جواز العقد بہ نافہم واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم و احکم۔ ۱۳ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۱ھ

(ربوا) لین دین سود بحالت افلاس مسلمانان

سوال بنظر حالت افلاس مسلمانان کیا سود کا لین دین خواہ آپسمین ہو خواہ غیر اقوام سے شرعاً جائز ہے یا نہین۔

الجواب جب آیت تحریم ربوا کی نازل ہوئی ہی افلاس اسوقت سی زیادہ تھا اور نیز بہت سا سود اُن معاملات کے متعلق باقی تھا جو کہ زمانہ جاہلیت اور حالت کفر مین ہوئے تھے اسپر بھی حکم ہوا کہ سود چھوڑ دو ورنہ خدا و رسول کیطرف سے اشتہار جنگ ہے جب متعاقدین کی حالت کفر کا سود وصول کرنا جائز نہین رکھا گیا تو ابتداءً ایسا معاملہ کیونکر جائز سمجھا گیا ہے دوسرے زمانہ نزول وحی مین جو کفار بنی اسرائیل تھے انکی شکایت قرآن مین موجود ہی واخذہم الربوا وقد نہوا عنہ جب کفار کے لئے اجازت نہین جو بعض علماء کے نزدیک مخاطب بالفروع بھی نہین اور اسی بناء پہ یہ علماء ربوا کو عقود ذمیین سے مستثنیٰ کہتے ہین کما فی کتاب الغصب من الہدایہ تو مسلمانون کو جو کہ اجماعاً مخاطب بالفروع ہین کیونکر اجازت ہوگی اور رحمت مہداۃ باب الصلح مین بیہقی سے حدیث نقل کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار نجران سے جن شروط پہ صلح کی تھی انمین یہ بھی قید تھی مالم یحدثوا حدثا او یاکلوا الربوا جب کفار کو اکل ربوا سے روکا گیا تو مسلمانون کو کیسے حلال ہوگا وما فی کتب الفقہیۃ من آنہ لاربوا بین المسلم والحربی فلایستلزم اباحۃ المال اباحۃ العقد واللہ اعلم ۲۳ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۲ھ

(ربوا) حصص کمپنی

سوال یہ مسئلہ استفسار طلب ہی کہ حضور والا کو معلوم ہوگا کہ ہندوستان مین اکثر کمپنیان (جماعت تجارت) ایسی ہین جو جان اور مال کا بیمہ کیا کرتی ہین اور اُسکا طریقہ یہ ہو کہ وہ جماعت تجارت کو جو مشترک قائم ہین وہ مال منقولہ

وغیر منقولہ پر ایک کمیشن سالانہ لیا کرتی ہین اور اگر اندر سال کے وہ مال صرف بذریعۂ آتش زدگی کے تلف ہو جاوے تو جسقدر تعیین مال پر انہون نے کمیشن لیا ہے اسقدر تعیین یک مشت مالک مال تلف شدہ کو دیدیا کرتے ہین اکثر لوگ اپنی جائداد کا بیمہ کرایا کرتے ہین یہ طریقہ اسقدر رائج ہی کہ غالباً اس سے آنجناب بھی واقف ہونگے۔ پس آپ سے دریافت کرتا ہون کہ آیا یہ طریقہ بیمہ کا شرعاً جائز ہو سکتا ہے یا نہین۔ تمثیلاً یہ بھی عرض کرتا ہون کہ اکثر لوگ نوٹ وغیرہ بذریعہ رجسٹری شدہ لفافہ کی ڈاک کی معرفت روانہ کیا کرتے ہین جس سے مقصود صرف حفاظت نوٹ ہوتی ہے پس اگر بیمہ کرانا ناجائز ہوگا تو غالباً رجسٹری کرکے نوٹ روانہ کرنا بھی خلاف شرع شریف ہوگا امید کہ یہ سمع خراشی معاف فرمائی جاوے۔

الجواب۔ ان اشتہاری وتجارتی بیمون مین کمپنیان جو مالک کو خاص صورتون مین معاوضہ دیتی ہین صورۃً تو وہ عوض ہی اس مال تلف شدہ کا مگر واقع مین عوض ہے اس رقم کا جو ماہانہ یا سالانہ داخل کیجاتی ہے کیونکہ انکو مقصود وہی ہے ورنہ مال ضائع سے انکو کیا نفع ہو سکتا ہے پس باعتبار صورت کے تو یہ قمار ہے لانہ تعلیق الملک علی الخطر والمال فی الجانبین اور باعتبار حقیقت کے سود ہے لعدم اشتراط المساواۃ فی الجانبین فیما یجب فیہ المساواۃ اور قمار اور سود دونوں حرام ہین پس یہ معاملہ یقیناً حرام ہے اسیطرح جان بیمہ وہ صورۃً رشوت ہی لان المال فیہ عوض عما من غیر متقوم و ہو النفس اور حقیقۃً سود ہے لعین ما مر فی المال رہا یہ زیور وغیرہ کا جو ڈاکخانہ مین کرایا جاتا ہے اسکی حقیقت اور ہے کیونکہ ڈاک والے اس چیز کو پہونچاتے ہین اور اجرت لیتے ہین پس یہ معاملہ عقد اجارہ ہے اور عملۂ ڈاک اجیر ہین اور بیمہ زیادت اجر ہے اور انکی یہ ذمہ داری تاوان کی اشتراط ضمان علی الاجیر ہے جسکو بعض فقہا نے جائز کہا ہے بخلاف مذکورہ بیمون کے کہ

کیونکہ اُس مال یا جان مین کوئی عمل نہین کرتی ہمین یہ تاویل محتمل نہین۔ فی الدالمختار باب الودیعۃ واشتراط الضمان علی الامین الخ وفی رد المحتار روانظر حاشیۃ الفتال و قد یفرق بانہ ہہنا ستاجر علی الحفظ بقصد ابخلاف الاجیر المشترک فانہ مستاجر علی العمل تامل وفی الدر المختار باب ضمان الاجیر ولا یضمن ما ہلک فی یدہ الی قولہ خلافا للاشباہ فی رد المحتار رای من انہ ان شرط ضمانہ ضمن اجماعا ح وہو منقول عن الخلاصۃ وعزاہ ابن الملک للجامع اہ قلت وفی ہذہ البیعۃ یستاجر بالزیادہ علی الحفظ قصداً فکان اولی بالجواز من الاجیر المشترک بتضمین علی العمل۔ واللہ اعلم ۱۵ رمضان ۱۳۲۲ھ

اجارہ
تحقیق استحقاق اجرۃ زمانہ رخصت رعایتی مدرسین

سوال اکثر مدارس اسلامیہ مین مدرسین کے لئے ایک ماہ کی رعایتی رخصت کا قانون ہی جس ماہ مین تعلیم نہین ہوئی کس طرح وہ تنخواہ کے مستحق ہوسکتے ہین مہتمم یا اہل شوریٰ ایسے قواعد مقرر کرسکتے ہین یا نہین۔

الجواب۔ مہتمم و اہل شوریٰ وکیل ہین اہل چندہ کے پس اگر بتصریح یا بقرائن اس قانون پر اہل چندہ کو اطلاع اور انکی رضا ثابت ہو تو چندہ سے تنخواہ دینا جائز ہے ورنہ ناجائز اگر رضا نہوا ور شرط ہو تو جسنے مدرس کو نوکر رکہا ہی وہ اپنے پاس سے دے ۱۵ ر شعبان ۱۳۲۱ھ

اجارہ
حکم کار خود کردن در وقت ملازمت

سوال۔ مدرسہ کے وقت مین مدرس کو کوئی اپنا کام پیش آیا اور اُسنے اپنا کام کیا اور خارج از وقت مدرسہ اُس نے اُس کے عوض تعلیم دی تو اس صورۃ مین وہ مستحق کل تنخواہ کا ہوسکتا ہے یا نہین۔

الجواب مدرسی عقد اجارہ ہے اگر باہم معاہدہ اجارہ کے وقت وقت کی تخصیص بہی ہوئی ہے کہ فلان وقت مین کام کرنا ہوگا تو دوسرے وقت کام کرنے سے مستحق اجر کا نہین ہوا اور اگر صرف مقدار معین ہوئی ہے اور تخصیص نہیں ہوئی تو مستحق اجر ہے۔ فقط ۱۵ ر شعبان ۱۳۲۱ھ

سوال۔ مدرس مدرسہ مین آیا طلبہ بیمار ہین یا بوجہ قلت اسباق تمام

وقت مقررہ مدرسہ تعلیم مین مشغول نہین تو اس صورت مین کل تنخواہ کا مستحق ہوگا یا نہین۔

الجواب۔ یہ اجیر خاص ہے تسلیم نفس سے استحقاق اجر کا ہوجاویگا پس اگر یہ اس وقت مین حاضر رہا تو مستحق ہے ورنہ نہین۔ ۱۵ شعبان سنہ ۱۳۲۱ھ

سوال۔ مدرس بیمار ہوگیا ایام مرض کی تنخواہ کا مستحق ہوگا یا نہین اگر ہے اور اسنے نہین لی تو لے سکتا ہے یا نہین۔

الجواب۔ اگر قالاً یا حالاً اہل چندہ کی رضا سمجھی جاوے تو یہ شرط ٹھیرانا درست ہے کہ ایام مرض کی تنخواہ دیجاوے گی ورنہ درست نہین پھر اگر شرط نہ ٹھیری تھی تب تو استحقاق نہین ہو اور اگر شرط ٹھیر گئی تھی تو وہ مستحق ہے پھر اگر اہل چندہ کی رضا معلوم ہو تو چندہ سے دینا درست ہے ورنہ جسنے مدرس کو رکھا ہے وہ اپنے گھر سے دے جیسا سوال ۵ کے جواب مین مذکور ہوا۔ ۱۵ شعبان سنہ ۱۳۲۱ھ

سوال۔ مہتمم نے ایک ساعی چندہ کے لئے مقرر کیا اور اسکی تنخواہ مقرر کی اسکی سعی سے چندہ مقرر ہوا اب وہ سعی جیسا کہ پہلے کیا کرتا تھا کہ سفر یا شہر مین جدید چندے مقرر کرائے۔ نہین کرتا بلکہ تحریر وغیرہ کی نگرانی وغیرہ کرتے ہین اور جسوقت نگرانی کرتے ہین اس وقت کی تنخواہ تعلیم وغیرہ کی ہے وہ لیتے ہین پس اس صورۃ مین وہ سعی چندہ کے تنخواہ کے مستحق ہو سکتے ہین یا نہین۔

الجواب۔ جب عمل نہین استحقاق اجرت نہین جیسا ظاہر ہے ۱۵ شعبان سنہ ۱۳۲۱ھ

ملہ مراد وہ سوال ہے جس سے دو تین سوال پہلے ہے اور اس عبارت سے شروع ہے کہ اکثر مدارس اسلامیہ مین ۱۲ منہ

(حاشیہ) عدم استحقاق تنخواہ بروقت غیر حاضری
(حاشیہ) استحقاق تنخواہ ایام مرض
(حاشیہ) عدم استحقاق تنخواہ ساعی چندہ در صورت عدم سعی

اجارہ — استحقاق تنخواہ ایام تعطیل

سوال۔ اواخر شعبان واوائل شوال وتمام ماہ رمضان ودیگر ایام عید الضحی وغیرہ مین تعطیل ہوتی ہی ان ایام کی تنخواہ کا مدرس مستحق ہی یا نہین۔

الجواب برضاء اہل چندہ چندہ سے دے سکتے ہین ورنہ اعدم اشتراط مین بذمہ موجر واجب ہی جیسا کہ عـــہ۹ و نمبر ۲ عـــہ۵ مین مذکور ہوا فقط ۱۵ شعبان ۱۳۲۱ھ

اجارہ — استحقاق تنخواہ ناغہ بسبب یا دنکردن سبق طلبہ

سوال طلبہ کو بوجہ سرزنش کسی روز سبق نہین پڑہایا اس روز کی تنخواہ کا مستحق ہوگا یا نہین۔

الجواب۔ اس کا حکم بھی نمبر ۱ و نمبر ۲ و سے ۵ سے مفہوم ہوگیا واللہ اعلم ۱۵۔ شعبان ۱۳۲۱ھ۔

اجارہ — استیجار محصل چندہ بر نصف حاصل

سوال اگر کسی محصل چندہ کو اہل مدرسہ تحصیل چندہ کے لئے اس شرط پر مقرر کرین کہ جو آمدنی ہووے تو اُس کا چہارم یا سوم یا پنجم یا نصف یا دو تہائی حصہ ہو اس زمانہ کی موجودہ حالت اور ضرورتون کے لحاظ سے شرعاً مباح ہے یا نہین۔

الجواب۔ حنفیہ کے اصول پر یہ اجارہ فاسدہ ہے اور دوسرے مذاہب کی تحقیق نہین۔ فقط ۱۲۔ ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ

قضاء — بودن حکام مسلمین از جانب نصاری در حکم قضاۃ

سوال۔ قاضی درین ملک نصاری در کسے جا موجود ست یا نہ وقاضی چگونہ می شود اگر مردم قصبہ کلان اعلیٰ ادنیٰ جمع شدہ امام جمعہ وجماعت وعیدین یکے عالم را سازند آن عالم کار قاضی کردن می تواند یا نہ مولانا رشید احمد صاحب در جواب نوشتہ بودند کہ نابالغہ نکاح کردہ برادر چون نابالغہ

عـــہ۵ جبکا سوال اس عبارۃ سے شروع ہوا ہے اکثر مدارس اسلامیہ مین الخ ۱۲ منہ

عـــہ۵ جبکا سوال اس عبارۃ سے شروع ہوا ہی مدرس بیمار ہوگیا الخ ۱۲ منہ

سـہ۵ جبکا سوال اس عبارۃ سے شروع ہوا ہے اواخر شعبان الخ ۱۲ منہ

شد وبفور علامت حیض انکار کرد نکاح فسخ می شود پس یکے نابالغہ خاندان ما کہ از بیوقوفی وتعصب قوم بنکاح صغیر درآمدہ بود بالغ شدہ انکار کرد پدر نابالغ را راضی کردہ حکم ساختہ از حکم فسخ کنانیدیم دبدیگر خویش نکاح کردیم بعض اقوام ما معترض ہستند درین حکم چیست۔ فقط

الجواب۔ قاضی آن کہ برائے فصل خصومات حاکم ساختہ شود برائے عموم نفاذ احکامش دو طریق است تولیت از سلطان گو کافر باشد وتولیت از عامہ مسلمین واگر در واقعہ خاصہ صرف متخاصمین بر نفس خود ہا اورا والی سازند آن حکم است ودر حق نفس آنہا مثل قاضی ست نہ در حق غیر آنان پس بناءً علیہ درین ملک آن حکام کہ برائے این غرض از سرکار ماموری شوند اگر مسلمان باشند در حکم قضاۃ ہستند مثل ڈپٹی وغیرہ فی الدر المختار ویجوز تقلد القضاء من السلطان العادل والجائر ولو کافرا ذکرہ مسکین وغیرہ وفیہ ولو فقد وال بغلبۃ الکفار وجب علی المسلمین تعیین وال وامام للجمعۃ فتح پس آنکس کہ مسلمانان اورا محض برائے اقامت اعیاد وجمعہا قائم کردہ اند در حکم قاضی نیست البتہ اورا متخاصمین حکم می توانند ساخت پس در صورۃ مسئولہ اگر شوہر نابالغہ بشرطیکہ خود بالغ باشد ومنکوحہ مذکورہ کسے را حکم ساختندے قضائیش بر ایشان نافذ گردیدے وپدر شوہر اگر کسے را حکم سازد نامعتبر ست چراکہ حکم حکم بر غیر محکم نافذ نمی شود فی الدر المختار ہو۔ (ای التحکیم) تولیۃ الخصمین حاکما یحکم بینہما وفیہ لا یتعدی حکمہ الی غیرہما پس چون از شوہر تحکیم صادر نشد لہذا قضائے حکم نافذ نہ گردیدہ واللہ اعلم۔ ۲۱ رجب سنہ ۱۳۲۱ھ

سوال (متعلق جواب بالا) قاضی درین ملک چنانچہ فرمودند مفقود ست لاکن حاکم وقت علاقۂ ما بعض وقت اسسٹنٹ وتحصیلدار ہیچ کسے نہ کسے مسلمان می باشند اما ایشان چنین فیصلہ قضا یعنی فسخ نکاح ہرگز ہرگز نمی کنند واگر تقدیراً کنند ونخواہند کرد مگر علمایان این طرف نیم علم خطرہ

ایمان بالکل بے علم وکم فہم ومتعصب اند این حاکمان را حکم کفر در پردہ و عاملان را کفر ظاہر خواہند داد وعلے ہذا القیاس قاضی حنفی مقرر سرکار و عوام مردم کہ در ضلع دیگر باشد از خوف خلاف مذہب قطعاً حکم فسخ نکاح مفقودۃ الزوج نخواہد کرد آرے در پنجاب در شہرے قاضی حنفی بود اہلحدیث شدہ است لاکن بر فیصلہ ہا اجرت بے اندازہ می گیرد اگر جائز باشد از وفتوی گرفتن مفقود الزوج از و حکم گیرد و دیگر عالم اہلحدیث ہم است چیزے نخواہد گرفت و قریب ہست اگر جائز باشد از و حکم گیریم اگر جائے ایچنین قاضی لائق فتوی معلوم باشد اطلاع فرمایند تا از و رجوع کردہ شود؟

الجواب - اگر قاضی عرفیست شرعا قاضی نیست و اگر قاضی علیست شرعا کہ برائے فصل خصومات مقرر کردہ شد قضایش نافذ می شود اگرچہ اجرت گرفتن ادرا جائز نباشد فی رد المحتار واما اذا ارتشی الی قولہ فعلے ما فی الحمادیۃ فیہ ثلثۃ اقوال قیل ان قضاءہ نافذ فیما ارتشی فیہ وفی غیرہ والاول اختار البزدوی واستحسنہ فی الفتح الی ان قال وینبغی اعتمادہ للضرورۃ فی ہذا الزمان اھ مختصرا لاکن محض فتوی گرفتن از کسے کافی نیست کما نقلہ المفتی سعد اللہ المرحوم الرامفوری فی فتاواہ وعبارۃ ہکذا قال البزازی فی فتاواہ قال السرخسی ہذا شرط آخر وہو ان یصیر حادثۃ تنجری بین یدی القاضی من خصم علے خصم حتی لو فات ہذا الشرط لا ینفذ القضاء لانہ فتوی اھ ۷ شعبان ۱۳۳۲ھ

سوال اگر حنفیہ مفقودۃ الزوج را از شافعی عالم فتوی گرفتہ عمل کردن جائز باشد مطلع فرمایند از نام ومقامش تا رجوع با و کنند۔

الجواب - فتوی محض کافی نیست لما مر فی الجواب عن السوال الاول وایضا فی فتاوی المفتی المرحوم المذکور وایضا فیہا کان بمنزلۃ الفتوے منہ فلا یرفع الخلاف فصار وجودہ کعدمہ فاذا رفعت الحادثۃ الی حنفی فانہ یحکم بمقتضی مذہبہ ولا یمنعہ حکم المالکی من ذلک فانہ فتوی ولیس بحکم

عدم نفاذ فتوی غیر حنفی در نکاح مفقود الزوج (نقشہ ۱)

پس ازین عبارت نیز معلوم شد کہ فتوی صرف در تخصیص کافی نیست ۔ واللہ اعلم ۔ ۷ رشعبان ۱۳۲۱ھ

اجرت دادن حاکم و منصف و شاہدان را از فریقین

سوال ۔ اگر سرکار برضامندی فریقین عالمی را برائے فیصلہ شرعی منصف سازد و اجرت از فریقین دہاند یا مسلمان را کہ عالم باشد منصف فریقین برائے تصفیہ شان سازد و اجرت از فریقین این منصف را دہاند یا فریقین خود یکے را حاکم سازد و چیزے اجرت فیصلہ دہند گرفتن جائزست و ہلی ہذا شاہدان را از مدعی خرچہ و خرچہ می دہانند شاہدان را گرفتن جائز ۔

الجواب فقہاء رزق القاضی را جائز نوشتہ اند اگر این اجرت بقدر کفایت حوائج باشد داخل رزق القاضی ست در جوازش شبہہ نیست و ہمچنین شاہدان را بقدر خرچہ راہ و خوراک سفر گرفتن جائزست و زیادہ ازین اجرت بر شہادت چون شہادت عبادت ست مثل قضا بران اجرت گرفتن جائز نباشد ! ۷ شعبان ۱۳۲۱ھ ۔

[illegible]

سوال ہندہ نابالغہ کا نکاح ایسے ولی کی ولایت سے ہوا کہ جسکے فسخ کا اختیار بعد بلوغ ہندہ کو حاصل ہے مگر نفاذ فسخ کے واسطے چونکہ ترافع الی القاضی شرط ہے اور آجکل ہندوستان مین سلطنت نصاریٰ کی ہے کوئی قاضی اسلام ایسا مقرر نہین جو تمام قصاص و حدود وغیرہ شرعیہ کا نفاذ کرے ۔ کہین پر تو کفار خود نزاعات بین المسلمین کا فیصلہ کرتے ہین اور کہین کفار کیجانب سے ایک مسلمان حاکم ہے کہ نزاع باہمی کا فیصلہ کرے اور کسی جگہ انکی طرف سے عالم مقرر ہے کہ بعض نزاع بین المسلمین کا موافق شرع کچھ فیصلہ کر دیا کرے ۔ اور کہین کوئی مقرر نہین بلکہ وہان پر مسلمان کسی عالم کو اپنے امور کا حکم بنا لیتے ہین ۔ آیا صورۃ اولی مین اگر فسخ نکاح ہوا تو وہ فسخ شرعاً معتبر ہے یا نہین اور صورۃ ثانیہ و ثالثہ و رابعہ کا کیا حکم ہے آیا ان لوگون کا فیصلہ فسخ نکاح مین جو کہ موافق حکم شرعی ہوا ہو معتبر ہوگا یا نہین اور ان سب صورتون مین حکم واحد ہے یا کچھ

تفصیل سے ہے اور کوجہ معدوم ہونے قاضی اسلام کے ہندہ کو خود فسخ کا اختیار ہے یا نہین نیز اِس وقت مین جملہ امور مین جو کہ مفوض بقضاء قاضی ہین پیش آتے ہین انمین کیا تدبیر کیجائے۔

الجواب فی الدر المختار فی خیار الفسخ بشرط القضاء للفسخ فی رد المحتار ای ہذا الشرط انما ہو للفسخ لا لثبوت الاختیار الخ جلد ۲ صـ ۵۰۲ وفی الدر المختار کتاب القضاء یجوز تقلد القضاء من السلطان العادل والجائر ولو کافرا اھ وفی الهدایة لا تصح ولایة القاضی حتی یجتمع فی المولی شرائط الشہادة اھ ای من العقل والبلوغ والاسلام فی الهدایة فاذا حکم رجلان رجلا لحکم بینهما ورضیا بحکمہ جاز لان لهما ولایة علی انفسهما فصح تحکیمهما وینفذ حکمہ علیهما قال العینی لا علی غیرهما حتی ظفر المشتری بعیب فحکم ہو والبائع رجلا فرد علی البائع بحکمہ لم یکن للبائع ان یردہ علی بائعہ اھ ان روایات سے یہ امور مستفاد ہوئے اول صورت اولی مین فسخ معتبر نہوگا صورة ثانیہ مین معتبر ہوگا اور صورة ثالثہ مین اگر اس عالم کو حاکمانہ اختیارات دیئے گئے ہین تو مثل صورة ثانیہ کے فسخ معتبر ہوگا اور اگر صرف مدد جہ مفتی مین ہے تو معتبر نہوگا اور صورة رابعہ مین جن لوگون نے حکم بنایا ہے اُنکے حق مین معتبر ہوگا دوسرونکے حق مین معتبر نہوگا پس مقضی لہ و مقضی علیہ دونون کا حکم بنانا شرط ہے ۲ ہندہ کو خود اختیار نہین ۳ سب ملکر حاکم وقت سے درخواست کرین کہ ایسے امور کے لئے ایک مسلمان حاکم مقرر کردے۔ واللہ اعلم ۲۸ صفر ۱۳۲۵ھ

سوال ہندو را مبالغ دادم منکر شد تنہا بودم منکر شد در شرع باو حلف اگر آید چہ حلف دادہ آید۔

الجواب فی الدر المختار والوثنی باللہ تعالی لانہ یقر بہ وان عبد غیرہ اھ ازین روایت مفہوم شد کہ ہندو را کہ بت پرست بود حلف باللہ کافی ست واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔ ۷ رشعبان ۱۳۲۱ھ

غصب

سوال - جس زمین کو کوئی کاشتکار بارہ سال تک کاشت کرے تو قانون سرکاری سے اسکو ایک حق حاصل ہو جاتا ہے کہ اُس آراضی سے بیدخل وغیر قابض نہیں ہو سکتا پس کاشتکار کا اس زمین کو اپنے قبضہ مین رکھنا اور اوس سے منتفع ہونا جائز ہے یا نہیں اور ﷲ خیرات کرنا اور امید ثواب کی رکھنا یا کسیکو ہدیہ دینا اس آمدنی سے جائز ہے یا نہیں۔

الجواب فی کتاب الغصب من الهدایة ومن غصب عبداً فاستغله فنقصت الغلة فعلیه النقصان ویتصدق بالغلة اھ اس سے معلوم ہوا کہ شئے مغصوب سے جتنا نفع ہوتا ہے اُس سے انتفاع اس غاصب کو درست نہیں اور جب یہ غاصب ہے تو اس لئے جسقدر اسکا خرچ ہوا ہے اُسقدر تو پیداوار مین سے رکھ سکتا ہے اور جو زائد نفع ہوا ہے اُس کا نہ تو خود استعمال درست ہے نہ کسی کو ہدیہ وغیرہ دینا اسمین سے جائز ہے بلکہ مالک زمین کیطرف سے غریب محتاجون کو دیدے اور خود امید ثواب کی نہ رکھے یہ تو پیداوار کا حکم ہوا اور زمین کے لئے یہ حکم ہے کہ آیندہ کے لئے اسکو چھوڑ دے ورنہ ظلم و غصب کے گناہ مین مبتلا رہیگا۔ واللہ اعلم - ۱۴ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ

سوال زید و بکر و عمرو و خالد و ہندہ و زینب حقیقی بھائی بہن ہین زید و بکر کی موجودگی مین عمرو و خالد کا انتقال ہو گیا اُنکی اولاد ذکور و اناث سے باقی رہی اُسکے بعد بکر بھی ایک زوجہ چھوڑ کر مر گیا اُسکے نام جو وظیفہ سرکار سے مقرر ہے اسکی تقسیم مین جھگڑا ہوا زید کا یہ دعوے ہے کہ چونکہ مین حقیقی بھائی ہون اسواسطے زوجہ کا حق چھوڑ کر باقی کل میرے نام مقرر فرمایا جاے زوجہ کا یہ ادعا ہے کہ شوہر کا کل ترکہ میرے نام مقرر ہونا چاہیے اولاد عمرو و خالد اسبات کے دعویدار ہین کہ وظیفہ مذکور سرکار سے بطور پرورش کل اولاد مقرر ہوا ہے اور ہنگام تقسیم وظیفہ مذکورہ سرکار نے جائداد مکسوبہ قرار نہین دیا ہے بلکہ ایسا وظیفہ جائداد غیر مکسوبہ قرار دیا جاتا ہے ایسی

حالت مین تنخواه مذکوره ہم کل اولاد کو بھی ملنا چاہیے کیونکہ جو بعد ہمارے والد اور والدہ کی زندگی کیو جسے بکر کے درمیان تہا وہ ہماری والدہ کے فوت ہونے کی وجہ سے جاتا رہا اور مثل زید ہم بھی قرب رکہتے ہین کیا یہ وظیفہ زید کی خواہش کے موافق تقسیم ہوسکتا ہی یا اسکی زوجہ کی خواہش کے مطابق اور اولاد عمرو خالد دلیل مذکور کی وجہ سے حصہ پاسکتے ہین یا نہین

الجواب چونکہ میراث اموال مملوکہ مین جاری ہوتی ہے اور یہ وظیفہ محض تبرع اور احسان سرکار کا ہے بدون قبضہ کے ملوک نہین ہوتا لہذا آیندہ جو وظیفہ ملے گا اسمین میراث جاری نہین ہوگی سرکار کو اختیار ہے جسطرح چاہے تقسیم کردے۔ البتہ اگر یہ وظیفہ کسی جائداد مملوکہ کا نفع جائز ہی تو اس مین میراث جاری ہوگی اور اس صورت مین بکر کے ترکہ مین اسکی زوجہ کو ربع بوجہ اولاد نہونے کے ملے گا باقی زید اور اسکی دونون بہنون کا حق للذکر مثل حظ الانثیین اور بہائی بہنون کے ہوتے عمرو اور خالد کی اولاد کا کچھ حق نہین ہے۔ ۹۔ محرم سنہ ۱۳۲۲ھ

سوال جس مسجد مین تاوان و ڈنڈ کے پیسے صرف کئے گئے ہون یعنی اسکی تعمیر مین وہ تاوان یہ ہے کہ کسی شخص کو عوض مجرمیت ڈنڈ لیا اور چرم قربانی کا پیسا اور دم کا و عقیقہ کے چرم کا اور نکاح کا مسجد مین لگانا جائز ہے یا نہین اور اس مسجد مین نماز ہوتی ہی یا نہین۔

الجواب ۔جرمانہ ہمارے علماء حنفیہ کے نزدیک جائز نہین تو اسکی آمدنی جائز نہوگی فی الدر المختار لا باخذ مال فی المذہب الی قولہ فی المجتبیٰ انہ کان فی ابتداء الاسلام ثم نسخ اھ اس لئے ایسا روپیہ مسجد مین لگانا جائز نہین اور چرم قربانی کی قیمت کا تصدق واجب ہے فی الدر المختار والصدقۃ کالہبۃ بجامع التبرع دفیہ ہو (ای الہبۃ) تملیک العین مجانا اور مسجد مین لگانے سے تملیک نہین ہوتی لہذا وہ بھی مسجد مین صرف

نہین ہوسکتا اور لفظ دم عام ہے اگر سوال مین تعیین کیجاوے تو جواب ہوسکتا ہے۔ اور عقیقہ مین احکام قربانی کی رعایت مستحب ہی تو اس اعتبار سے اسکے چرم کی قیمت مسجد مین صرف کرنا خلاف اولےٰ ہوگا اور نکاح پر اجرت لینا جائز ہے اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جو طاعت مخصوص باہل اسلام نہو اُسپر مثل مباحات اخذ اجرت جائز ہے اور نکاح ایسا ہی ہی اس لئے مالک اگر اپنی خواہش سے مسجد مین لگانا چاہے جائز ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ جرمانہ اور قیمت چرم قربانی کا مسجد مین لگانا جائز نہیں اور چرم عقیقہ کی قیمت لگانا خلاف اولیٰ ہے اور اجرت نکاح کا لگانا جائز ہے۔ واللہ اعلم ۱۳۔ ذیقعدہ سنہ ۱۳۳۰ھ

سوال۔ پھانسی والے کی نماز جنازہ پڑہی جاویگی یا نہین۔

الجواب پڑہی جاوے گی اس لئے کہ اگر وہ مظلوم ہے تو ظاہر ہے اور اگر ظالم تہا اور سزائے جرم مین مارا گیا تب بھی مثل بغاوت و قطاع طریق کے ہوگا اور وہ جب غیر حرب مین قتل کئے جادین اون کے جنازہ پر نماز پڑہی جاتی ہے کذا فی الدرالمختار۔ یکم جمادی الثانی سنہ ۳۱ھ

سوال مین نے ایک دوا فروش سے کچھ ادویات مرکب منگائی تہین اس پارسل کی ادویات مجھکو ٹوٹ کر وصول ہوئین چونکہ بذریعہ ویلو پارسل بھیجی گئین تھین یہ نقصان کس کا ہوا۔

الجواب آپکا ہوا اگر مرسل نے پارسل بنانے مین متعارف احتیاط کی تھی۔ ۲۴ جمادی الثانی سنہ ۳۱ھ

عہ یعنی فی نفسہ گو عوارض سے منع کیا جاوے تفصیل اسکی رسالہ الحق الصراح مین ہے ۱۲ منہ عہ اس مقام پر امداد الفتاوی کے مسائل ختم ہوچکے ہین کی اطلاع ختم کا وعدہ ایک حاشیہ مین لکھا گیا ہی ۱۲ منہ

سوال جہان مین ملازم ہون اوس ریاست مین لین دین سود کا ہوتا ہے اور مجھکو بھی حسابات سود کے مرتب کرنے ہوتے ہین اور بسا اوقات وصول بھی کرنا ہوتا ہے اسوجہ سے غالبًا یہ ملازمت میرے واسطے جائز نہین ہوسکتی سوال یہ ہے کہ اگر محض کاشتکاران دخیلکاران ہی سے زاید رقم بقدر گنجایش وصول کیجاوے تو جائز کی صورت نکل سکتی ہے یا نہین۔

الجواب۔ ایکطرح درست ہے وہ یہ کہ اون دخیلکارون سے قبل تخم ریزی زبانی ہی یہ کہدیا جاوے کہ آج سے ہم اپنی زمین کا کرایہ اتنا لینگے اگر منظور نہ ہو چھوڑ دو مثلاً وہ زمین اسوقت پچاس روپیہ لگان پر ہے ہم اوس سے یون کہین کہ اب سے سو روپیہ لگان لینگے۔ بس اس کے بعد اگر اوس نے کاشت کیا تو شرعًا اوسپر سو روپیہ واجب ہونگے اب یہ سو روپیہ جس نام سے بھی ہم وصول لیکن حلال ہے۔

سوال ۲ بوقت تبادلۂ اراضیات یا وصول تحصیل کارندہ کی جو نذرانہ منجانب کاشتکاران بعلم آقا یعنی زمیندار مثل حقوق کے ملتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب جائز ہے۔

سوال ۳ اپنی اراضی مین اگر کسی شخص کو سکونت کا حق دیا جاوے تو اوسکا معاوضہ لینا جائز ہے یا نہین۔

الجواب جائز ہے جو چیز کہ شرعًا کرایہ قرار پاسکے۔

سوال ۴ آقا کے ساتھ کارندہ کو بھی ملتا ہے یہ جائز ہے یا نہین۔

الجواب برضامندی مالک جائز ہے۔

سوال ۵ اپنی رعایا یا کاشتکاران سے بعلت کسی قصور کے تاوان لینا جائز ہے یا نہین مثلاً کسی کاشتکار نے بلا استحقاق بغیر علم و رضامندی مالک زمیندار کے کوئی درخت کاٹ لیا یا مکان بنا لیا تو اگر زمیندار اسپر قصور

حظر و اباحہ حق کارندہ
حظر و اباحہ کرایہ از رعایا
حظر و اباحہ حق کارندہ
حظر و اباحہ

پر کوئی جرمانہ یا تاوان برضامندی ملزم کے اوسپر عاید کرکے وصول کری
تو یہ جائز ہے یا نہین ۔

الجواب نہین صرف درخت کی قیمت اور مکان کا کرایہ حسب عرف
لے سکتے ہین ۔

سوال ۲۶ع اگر ایسی آمدنی سے کوئی رقم کارندہ کو بطور انعام گرفتاری
ملزم یا صلہ کارگزاری ملے تو کارندہ کو لینا جائز ہے یا نہین ۔ ۱۳۱ سنہ ھ

الجواب نہین وہ مالک اپنے پاس سے دے ۔ ۲۶ رح ۲

سوال افیون کا کھیتی کرنا اس طریقہ سے کہ اوس کا خریدنے والا
انگریز ہے جو اوسکی تخم ریزی کے زمانہ مین پیشگی کچھ خرچ دیتا ہے اور
جب پھول طیار ہوتا ہے تو پھلونکو توڑ کر مٹی کے تاوہ پر جو مثل تندور کے
گرم کرکے اوسپر پھلونکو بچھاکر کپڑا کی گدی سے اوسکو دبلتے ہین ۔ تو
بھاپ سے وہ باہم سمٹ جاتا ہی مثل روٹی کے تو اوسکو دھوپ مین سکھلاتے
ہین اور جب افیون طیار ہوتا ہے تو افیون اور روٹی دونون اوس کے
طلب پر طول کے حساب سے فروخت کراتے ہین اور وہ اپنا دیا ہوا پیشگی
لے لیتا ہے یہ جائز ہے یا نہین بینوا توجروا عند الجلیل ۔

الجواب یہ سلم ہے اگر سب شرائط جواز پائی جاوین تو جائز ہے
۲۸ ۔ جمادی الثانی ۱۳۱ سنہ ھ

سوال زید نے عمرو کو بیس ۲۰ روپیہ اس اقرار پر دیئے کہ عمرو بیس ۲۰ روپیہ
اپنے پاس سے لگا کر مبلغ چالیس ۴۰ روپیہ کو لیڈ اسینے کی مشین خرید کرکے
اس مشین کے ذریعہ سے سلائی کا کام کرے اور جو کچھ کمائے اسکا نصف زید
کو دیا کرے تو کیا یہ صورت شرکت جائز ہے یا نہین ۔ اگر جائز ہے
تو شرکت کے چار اقسام مین سے کس قسم مین داخل ہی ۔

الجواب مشین جب مشترک روپیہ سے خریدی گئی وہ مشترک ہوگئی اب

انعام کارندہ از جرمانہ
کاشت افیون
اجارہ مشین از نصف کمائی

جیسا ایک شریک نے دوسرے شریک کو اجازت اسکے استعمال کی اس
شرط پر دی کہ نصف آمدنی مجھکو دے تو اسکی حقیقت یہ ہوئی کہ یہ شریک دوسرے
شریک کو اپنا نصف حصہ مشین کا کرایہ پر دیتا ہے اور کرایہ نصف آمدنی ٹھیرتا ہے
سو یہ صورت اجارہ کی شرعاً جائز نہین بلکہ کرایہ معین کرنا چاہیے بہر خواہ آمدنی کم
ہو یا زیادہ ہو اور جتنی مدت اس شرط مذکور پر کام کیا گیا ہے اسکا کرایہ بقاعدہ اجر
مثل دیا جاوے گا مگر یہ اجر مثل آمدنی واقعی کے نصف سے زائد نہو فقط ۲۵
صفر ۱۳۳۱ھ

فی نذرانہ بعوض نوکر کرانیکے

سوال سوار لوگ جو اپنی ذات سے گھوڑا خرید کر سرکار مین نوکر ہوتے ہین
وہ سلحدار کہلاتے ہین بعد نوکر ہو جانے کے بعض تو خود نوکری کرتے ہین اور
بعض اپنی طرف سے کسیکو رکھتے ہین جسکو بارگیر کہتے ہین اکثر سلحدار وقت تقرر
بارگیرون سے نذرانہ کے نام سے سو روپیہ یا اس سے کم زیادہ لیتے ہین اور
بارگیر کو سرکار مین پیش کرکے نوکر رکھواتے ہین یہ نذرانہ سلحدارون کو لینا حلال
ہے یا حرام۔

الجواب نذرانہ اگر بعوض نوکر کرانے کے ہے تو حرام ہے اور اگر اپنے گھوڑے
کا کرایہ ہے تو درست ہے مگر کرایہ مین بیان مدت شرط ہے اگر یہ شرط پائی
جاوے تو جائز ہے ورنہ ناجائز فقط ۲۳ ر ج ۲ سنہ ۳۱ھ۔

فی تقسیم تنخواہ در بیان سوار و ملازم

سوال میرا ایک ہمشیر زادہ میرے گھوڑے کا بارگیر ہے اور مین اسکا
سلحدار ہون۔ یعنی گھوڑا میرا ذاتی ہے اور وہ نوکری کرنیوالا سلحداری کی ماہوار
عـــہ ۳۲ مقرر ہے اسمین عـــہ بعوض خدمت سرکار سے بارگیر کو دیئے جاتے
ہین اور باقی مجھہ سلحدار کو۔ اب غرض یہ ہے کہ میرا بارگیر تارک الصوم والصلوٰ
ۃ و اکار۔ نشہ باز ریش تراش گرفتار افعال ممنوعہ و رسوم قبیحہ ہے مین نے
برسون اسکو زجر و توبیخ و تنبیہ و سزا و معطل سازی و ترک ملاقات وغیرہ کی سزا
دی اور اقرار نامے لیئے کہ آیندہ نماز روزہ احکام شرع بابر ادا کرونگا۔ اور

گھوڑے کو اچھی حالت مین رکھونگا اور رقم سلحداری ماہ بماہ بھیجونگا وغیرہ الخ ۔ لیکن اُسنے جملہ اقرارون کے خلاف عمل آوری کی اور کر رہا ہے کوئی تغییر و تبدل اُسکے افعال مین نہین ہوا بلکہ روز افزون حالت شنیعہ مین گرفتار ہے گھوڑے کو لاغر کردیا ہے اور میری معتد بہ رقم کہا گیا ہے مین اسکو برطرف کردینے کے ارادے مین ہون ۔ لیکن میری والدہ صاحبہ جو میرے بارگیر کی نانی ہین اس سے سخت رنجیدہ و بددعا کنان رہتی ہین ۔ حضرت چونکہ میرے راہ نمائے دین و دنیا ہین ان حالات پر نظر فرماکر جو ارشاد فرماد ینگے حسب عمل کرونگا اور مزید شکریہ ادا اور غرق بحر ذخار احسان عظیم رہونگا ۔

الجواب ۔ اس کے اوپر لکھے سوال کا جو جواب لکھا گیا ہے اُسکی بناء پر اس تقسیم تنخواہ کی یہ تاویل ہوسکتی ہے کہ تنخواہ تو کل کی کل بارگیر کا حق ہی باقی عطیہ وہ آپ کے گھوڑے کا کرایہ ہے اگر یہ تاویل کسیوجہ سے نہ چل سکے تو خود یہ معاملہ ہی جائز نہین اور اگر کوئی امر مانع تاویل نہو تو اُس صورت مین ان افعال شنیعہ کا وبال خود اس بارگیر پر ہوگا آپ کیون پریشان ہون البتہ گھوڑے کی لاغری کے سبب اگر آپ اُسکو موقوف کرانا چاہین تو دوسری بات ہی اور اس صورت مین ماں کی اطاعت فرض نہین کیونکہ دابہ کا حق تلف کرنا معصیت اور لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق ۔ ۲۳ جمادی الاخری ۱۳۳۲ھ

عرض مؤلف

الحمد للہ کہ حوادث الفتاوی حصہ اول اختتام کو پہونچا انشاء اللہ تعالی اس کے بعد حصہ دویم کی اشاعۃ کا اہتمام ہوگا ۔

اشرف علی ماہ جمادی الثانی ۱۳۳۲ھ

حقوق العلم

اس نادرالوجود رسالہ کے ذریعہ حضرت حکیم الامۃ مولانا حاجی شاہ محمد اشرف علی صاحب فیضہم تہانوی دامت برکاتہم نے علم کے ان حقوق کو بتلایا ہے جنکے عدم احساس و فقدان کے باعث نہ صرف عوام بلکہ خود واجب الاحترام اہل علم بزرگوارون سے بھی بہت سی فروگذاشتین عمل مین آجاتی ہیں اس رسالہ کو دو بابون اور مختلف فصلون پر مولانا ممدوح نے تقسیم فرمایا ہے پہلے باب کی متعدد فصلون مین ان حقوق کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے جو علم کے عامۃ الناس پر ہین

اور دوسرے باب مین مخصوص ان حقوق علم کا تذکرہ ہے جو مخصوص طبقہ طلباء و علماء سے متعلق ہین۔ حقیقت مین یہ رسالہ اس لائق ہے کہ علاوہ عوام الناس کے طبقہ اہل علم کا ہر فرد عام اس سے کہ وہ مبتدی ہو یا منتہی بغور تمام اس رسالہ کو مطالعہ کرے اور اپنی آیندہ زندگی کے واسطے اسکو اپنا خضر راہ قرار دے

قیمت مجلد ۴ر

مواعظ حسنہ

جسمین حضرت حکیم الامۃ دامت برکاتہم کے تین تو وہ معرکۃ الآرا وعظ ہین جو موتمر الانصار میرٹھ کے جلسہ منعقدہ سنہ ۱۹۱۲ء مین آپنے فرمائے تھے پہلا وعظ کا عنوان دعاۃ الامۃ و ہداۃ الملۃ ہے دوسرے وعظ کا نام تذکیر الآخرۃ اور تیسرے وعظ دعا پر ہے چوتھے وعظ کا عنوان جو بمقام شاہی مسجد مرادآباد ہوا تھا شوق اللقاء ہے عنوانون سے ناظرین اندازہ فرما سکتے ہین کہ یہ چارون کیسے زبردست عنوان ہین اور پھر حضرت حکیم الامۃ جیسے یگانہ عصر متبحر عالم جب ان عنوانون پر کچھ ارشاد فرمانے کھڑے ہون تو بھلا کیسے کیسے رموز و نکات بیان نہ ہو جائین۔ غرضکہ اہل دل حضرات کیواسطے خصوصاً اور عام مسلمانون کیواسطے عموماً یہ چارون وعظ نسخہ ہائے کیمیا ہین جو زنگ قلوب دور کرنے مین اکسیر کا کام کرتے ہین چارونکے مجموعہ کا حجم ۱۲۰ صفحہ قیمت صرف ۶ر

ملنے کا پتہ۔ منیجر اخبار المشیر مرادآباد

تصانیف حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی

حقوق العلم۔ اس نادر الوجود رسالہ میں [illegible] حضرت مولانا محمد [illegible] علی صاحب نے ان حقوق کو بتلایا ہے جنکے عدم احساس وفقدان کے باعث نہ صرف عوام بلکہ خود اہل علم گروہ سے بھی بہت سی فروگذاشتیں عمل میں آجاتی ہیں۔ اس رسالہ کو دو بابوں اور مختلف فصلوں پر تقسیم فرما کر پہلے باب کی متعدد فصلوں میں اُن حقوق کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے جو علم کے عامۃ الناس پر ہیں اور دوسرے باب میں مخصوص اُن حقوق علم کا تذکرہ ہے جو مخصوص طبقہ طلبا و علماء سے متعلق ہیں۔ غرض یہ رسالہ اس قابل ہے کہ [illegible] عوام الناس کے طبقہ اہل علم [illegible] فرد [illegible] کہ مبتدی ہو یا منتہی بغور تمام اس رسالہ کو مطالعہ کرے اور اپنی آئندہ زندگی کے واسطے اسکو خضر راہ قرار دے۔ قیمت فی جلد ۴ر

چار وعظ حضرت [illegible] جو حکیم الامت [illegible] الانصار میرٹھ کے جلسہ منعقدہ ۱۳۳۱ھ میں آپ نے [illegible] فرمائے تھے پہلے وعظ کا عنوان [illegible] ہے۔ دوسرے وعظ کا نام تذکیر الآخرۃ۔ اور تیسرا وعظ دعا [illegible] ہے چوتھے کا عنوان جو بمقام شاہی مسجد مراد آباد ہوا تھا "شوق اللقاء" ہے۔ عنوانوں سے ناظرین اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ چاروں کیسے زبردست عنوان ہیں۔ اور پھر حکیم الامت جیسے یگانہ عصر متبحر عالم جب ان عنوانوں پر کچھ ارشاد فرمانے کھڑے ہوں تو بھلا کیسے کیسے رموز و نکات بیان نہ ہوئے ہوں غرضکہ مسلمانوں کیواسطے یہ چاروں وعظ نسخہ ہائے کیمیا ہیں جو زنگ قلوب دور کرنے میں اکسیر کا کام کرتے ہیں چاروں کی مجموعی قیمت ۶ر

اغلاط العوام۔ اس رسالہ میں ان غلط مسائل کا بیان ہے جو عام مخلوق میں آجکل صحیح مانے جاتے ہیں اور جنکی اصل قرآن واحادیث سے کچھ بھی نہیں بلکہ محض توہمات سے خود جاہل مرد عورتوں نے گڑھ لئے ہیں۔ اور ضرب المثل ہو گئے ہیں۔ قیمت ۱ر

دعوات عبدیت حضرت مولانا مولوی محمد اشرف علی صاحب کے مواعظ حسنہ و ملفوظات طیبہ کا ایک ضخیم مجموعہ۔ اول حصہ دس اور ایک حصہ ملفوظات عہ ر۔ حصہ دوم ۸ر حصہ سوم ۱۰ر۔ حصہ چہارم ۱۲ر۔ حصہ پنجم ۱۲ر

ملنے کا پتہ۔ مینجر ضیاء الاسلام مراد آباد

عیسائی اسلامی مذہبی جنگین

وہ نادر تصنیف جسمین مستند واقعات تاریخی کی مدد سے ثابت کیا گیا ہے کہ اسلام کو بزور شمشیر پھیلائے جانے کا الزام جو عیسائی لگاتے ہین وہ بالکل غلط ہے بلکہ حقیقت مین عیسویت شمشیر کے زور سے پھیلائی گئی ہے قیمت بھی نہایت قلیل رکھی گئی ہے صرف چھ آنے ۶ ر

اسلام و عیسائیت کا تمدن ملک مصر کے مشہور فاضل مفتی محمد عبدہ مرحوم کا وہ زبردست مضمون جو مرحوم نے ایک عیسائی اڈیٹر کے جواب مین لکھا تھا اور جس مین لاجواب دلائل کے ساتھ ثابت کیا گیا ہے کہ تمدن کا ساتھ صرف اسلام دیتا ہے نہ کہ عیسائیت عجیب و غریب دلنشین پیرایہ بیان ہے قیمت فیجلد ۸ ر

حکم النبی محمدؐ۔ روس کے نامور فلاسفر کونٹ ٹالسٹائی نے صداقت اسلام۔ اور حضورؐ کے متعلق روسی زبان مین ایک مبسوط مضمون شایع کیا تھا جسکا ترجمہ مصر کے نامور ادیب "سلیم قبعین" نے شایع کیا تھا ہمنے اوسی عربی رسالہ کو اردو مین ترجمہ کرکے شایع کیا ہے تاکہ مسلمانان ہند معلوم کرسکین کہ ان نامور روسی فلاسفر نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متعلق کیا رائے ظاہر کی ہے قیمت فیجلد ۵ ر

النساء فی الاسلام۔ اہل مغرب کا یہ ایا
بیہودہ اعتراض اسلام پر ہے کہ اسلام نے ط
نسوان کو بہت کم حقوق دیئے ہین اس نامعقو
اعتراض کا جواب خان بہادر مرزا سلطان ا
خانصاحب بی۔ اے نے نہایت فلسف
انداز سے دیا ہے اور تقریبًا تمام احادی
و قرآنی آیات جو اس عنوان کے متعلق ہین ج
کرکے مخالفین کو بتلایا ہے کہ جسقدر مبسوط تعل
طبقہ اناث کے متعلق اسلام مین ہے اوسق
کسی دوسرے مذہب مین نہین قیمت ۸ ر

بشارات احمدیہ توریت۔ زبور۔ انجیل
اور دیگر صحائف عہد عتیق مین جسقدر پیشینگو
حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعو
بہ رسالت ہونے کی ہین ان سبکو کمال عرقریز
جمع کیا گیا ہے قیمت فیجلد عہ

آثم حدیدی سرزمین مصر کی تاریخی و ملک
واقعات ایک اسلامی فوجی ہیرو کی زندگ
مرقع فتح و صلح کے دلچسپ نظارے توم مست
کے حالات اسلامی حکومت کو واقعا
قابل دید مین قیمت فی جلد عہ

ملنے کا پ

مینجر افضل المطابع۔ پریس
مراد آباد

۳۸ ۷۹۶

: آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

۲۸-۱۱-

۳۱۴۴

محمد اشرف علی
حوادث الفتاوی

۲۰
سورہ ۵

۲۸ / ۱۱ / ۵۸ ۱۷ ء

۱۲ / ۲ / ۶۹ء

کتب خانہ
جامعہ عثمانیہ
۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس رفقا، مجلس انتظامی مالی و تعلیمات و نصاب پانچ کتابیں ایک ماہ کے لیے اپنے پاس رکھ سکیں گے۔
۲۔ اساتذہ جامعہ عثمانیہ و کلیات ملحقہ و دیگر عہدہ داران جامعہ اور اراکین دار الترجمہ دس کتابیں ایک ماہ کے لیے اپنے پاس رکھ سکیں گے۔
۳۔ طلبائے جماعت ہائے ایم۔ اے، ایل ایل۔ بی و تحقیقاتی جماعتوں کے طلبہ تین کتابیں اور دیگر جماعتوں کے طلبہ دو کتابیں دو ہفتہ کے لیے اپنے پاس رکھ سکیں گے۔
۴۔ مدت مقررہ کے بعد کتابیں واپس نہ ہوں تو طلبہ سے ایک آنہ یومیہ فی کتاب جرمانہ لیا جائے گا۔
۵۔ بشرط موقع کتابیں مکرر جاری کی جا سکیں گی مگر اس غرض کے لیے کتب خانہ میں کتاب کا لانا لازم ہے۔
۶۔ کتابیں گم یا خراب ہو جائیں تو مستعیر پر ذمہ داری عائد ہوگی۔
۷۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان سیاہی یا پنسل سے نہ لگایا جائے۔
۸۔ قلمی نسخے و حوالے کی کتابیں جاری نہ کی جا سکیں گی۔ فقط